

شائقین تجوید کے لیے راہنما کتاب
تجوید للعلماء والحفاظ ودیگر درجات کے لیے گراں قدر تحفہ

تحفہ رحیمیہ

شرح اردو

مقدمہ جزریہ

- ۱ ترجمہ تحت الشعر ۲ مکمل تشریح ۳ باحوالہ آیات ۴ مکمل ترکیب
۵ تقدیری عبارات کا اہتمام ۶ حل لغات ۷ ربط و مناسبت

تقریظ

حضرت جناب قاری محمود الحسن صاحب نجمہ بیہم

رجسٹرڈ پروف ریڈر آن پاک ٹکمرہ اوقات سندھ
نگران شعبہ حفظ: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
جامعہ عربیہ انوار العلوم شکار پور روڈ، سکھر

از فیوضات

امام القراء استاذ العلماء

حضرت مولانا قاری رحیم اللہ نقشبندی صاحب مدبر کاتھم

مدرسہ خلفائے راشدین

(شاخ) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

ترتیب و اضافہ

مفتی فیضان الرحمن کمال صاحب

مدرسہ خلفائے راشدین

(شاخ) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

المسروۃ پبلشرز

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ثائقین تجوید کے لیے راہنما کتاب
تجوید للعلماء والحفاظ و دیگر درجات کے لیے گراں قدر تحفہ

تجوید

شرح

مقدمہ

از فیوضات

امام القلم استاذ العلماء

حضرت مولانا قاری رحیم اللہ نقشبندی صاحب مدبر کاتھم

مدرسہ خلفائے راشدین

(شاخ) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ناؤن کراچی

تقریظ

حضرت جناب قاری محمود احسن صاحب نجمہ میہم

جزء دہوت ریڈ قرآن پاک مجلہ اوقات سندھ

نگران شعبہ فنکار: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ناؤن کراچی

جامعہ عربیہ انوار العلوم شکارپور روڈ سکھر

ترتیب و اضافہ

مفتی فیض ان الرحمن کمال صاحب

مدرسہ خلفائے راشدین

(شاخ) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ناؤن کراچی

المسروۃ پبلشرز

علامہ بنوری ناؤن کراچی

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	تقریظ حضرت جناب قاری محمود الحسن صاحب زید مجدہم	۹
۲	گفتگوئے اوّلیں	۱۰
۳	مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات	۱۲
۴	دانتوں کی تقسیم اور ان کے نام	۱۳
۵	آغاز کتاب	۱۴
۶	علم تجوید میں مہارت پیدا کرنے کا حکم اور ترتیل کا ذکر	۲۲
۷	بَابُ مَخَارِجِ الْحُرُوفِ (مخارج حروف)	۲۴
۸	بَابُ الصِّفَاتِ (صفات متضادہ وغیر متضادہ کا بیان)	۳۵
۹	غنة آنی کی تعریف و حکم	۴۵
۱۰	صفات لازمہ کا نقشہ (کس حرف میں کتنی صفات پائی جاتی ہیں)	۴۶
۱۱	بَابُ مَعْرِفَةِ التَّجْوِيدِ (تجوید کی پہچان کا بیان، تجوید کے ساتھ اور بغیر تجوید کے پڑھنے کا حکم)	۴۷
۱۲	بَابُ اسْتِعْمَالِ الْحُرُوفِ (حروف کو ادا کرنے کا بیان)	۵۴
۱۳	ترقیق و تفخیم کی تعریفات	۵۵
۱۴	بَابُ الرَّاءِاتِ (راءوں کا بیان، راء کے قواعد)	۶۲
۱۵	تفخیم راء (راء کو ہر پڑھنا)	۶۳
۱۶	ترقیق راء (راء کو بار یک پڑھنا)	۶۵
۱۷	وہ مقامات جہاں پر راء کو ہر اور بار یک دونوں پڑھ سکتے ہیں	۶۶

۶۷	بَابُ اللَّامَاتِ (لاموں کا بیان، لام کے قواعد)	۱۸
۶۸	لفظ اللہ کے لام کے قواعد	۱۹
۶۹	بَابُ الْإِسْتِعْلَاءِ وَالْإِطْبَاقِ (استعلاء اور اطباق کا بیان)	۲۰
۷۰	أَحْطَتْ، بَسَطْتُ اور نَخَلَقُكُمْ کا حکم	۲۱
۷۵	بَابُ الْإِدْغَامِ (ادغام کا بیان، تعریف و مثال)	۲۲
۷۷	ادغام کی باعتبارِ مخرج اقسام	۲۳
۷۷	ادغام مثلین..... ادغام جنسین..... ادغام متقاربین	۲۴
۷۸	ادغام متجانسین اور متقاربین کی قسمیں (ادغام تام..... ادغام ناقص)	۲۵
۷۸	ادغام کی شرطیں	۲۶
۷۸	موانعِ ادغام اور ان کی مثالیں	۲۷
۷۹	ادغام کی باعتبارِ مدغم اقسام	۲۸
۷۹	ادغام صغیر و ادغام کبیر کی مثالیں	۲۹
۷۹	بَابُ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الظَّاءِ وَالضَّادِ (ظاء اور ضاد میں فرق کا بیان)	۳۰
۸۱	قرآن کریم میں ظاء کے کلمات	۳۱
۸۸	هُوَ دِقَاصِرَةٌ کا مطلب	۳۲
۸۹	وَفِي ضَنْبَيْنِ الْخِلَافِ سَامِي کی تشریح	۳۳
۹۰	بَابُ التَّحْذِيرَاتِ (احتیاط والی باتوں کا بیان)	۳۴
۹۲	بَابُ فِي أَحْكَامِ النُّونِ وَالْمِيمِ (نون مشدّدہ اور میم کا بیان)	۳۵
۹۵	میم ساکنہ کے قواعد (ادغام، اظہار، انقلاب)	۳۶
۹۶	بَابُ حُكْمِ التَّنْوِينِ وَالنُّونِ السَّاكِنَةِ (تنوین اور نون ساکنہ کا بیان)	۳۷
۹۶	نون ساکنہ اور تنوین کے درمیان فرق	۳۸

۳۹	چار کلمات جن میں نون ساکنہ کا ادغام نہیں ہوتا اور اس کی وجہ	۹۸
۴۰	نون ساکنہ و تنوین کے قواعد (اظہار، ادغام، قلب یا انقلاب، اخفاء)	۱۰۰
۴۱	بَابُ الْمَدَّاتِ (مَدَّاتِ کا بیان)	۱۰۲
۴۲	حروفِ مدہ..... سبب مدہ..... مد کی اقسام	۱۰۲
۴۳	مد فرعی کی اقسام (تعریفات معاً مثلاً)	۱۰۳
۴۴	مد لازم، مد واجب، مد جائز کی تشریح	۱۰۴
۴۵	بَابُ مَعْرِفَةِ الْوُقُوفِ (وقفوں کی پہچان کا بیان)	۱۰۷
۴۶	وقف کی تعریف، وقف کی اہمیت	۱۰۷
۴۷	سکتہ کی تعریف اور مواقع	۱۰۷
۴۸	وقف اور سکتہ کے درمیان فرق	۱۰۸
۴۹	الْأَرْءُ وَسَ الْإِیْ جَوَزُ کا مطلب	۱۱۱
۵۰	وقف کی اقسام (تعریفات، احکام اور مثالیں)	۱۱۱
۵۱	وقف تام	۱۱۱
۵۲	وقف کافی..... وقف حسن	۱۱۲
۵۳	وقف قبیح	۱۱۳
۵۴	قاری کی حالت کے اعتبار سے وقف کی چار اقسام	۱۱۵
۵۵	وقف اختیاری..... وقف اضطراری	۱۱۵
۵۶	وقف انتظاری..... وقف اختباری	۱۱۵
۵۷	بَابُ مَعْرِفَةِ الْمَقْطُوعِ وَالْمَوْصُولِ وَحُكْمِ التَّاءِ (مقطوع و موصول کی پہچان اور تاء کے حکم کا بیان)	۱۱۵
۵۸	بیان واقعہ (مصحفِ امام و دیگر مصاحف کی توضیح)	۱۱۶
۵۹	۱..... أَنْ لَا کارسم الخط	۱۲۰
۶۰	۲..... إِنْ مَا کارسم الخط	۱۲۱
۶۱	۳..... أَمَّا کارسم الخط	۱۲۱

۱۲۱	۴..... عَنْ مَا كَارِسم الخط	۶۲
۱۲۲	۵..... مِنْ مَا كَارِسم الخط	۶۳
۱۲۲	۶..... أَمْ مِّنْ كَارِسم الخط	۶۴
۱۲۲	۷..... حَيْثُ مَا كَارِسم الخط	۶۵
۱۲۲	۸..... أَنَّ لَمْ كَارِسم الخط	۶۶
۱۲۲	۹..... إِنَّ مَا كَارِسم الخط	۶۷
۱۲۲	۱۰..... أَنَّ مَا كَارِسم الخط	۶۸
۱۲۵	۱۱..... كُلُّ مَا اور كُلِّ مَا كَارِسم الخط	۶۹
۱۲۵	۱۲..... بَشَسَ مَا كَارِسم الخط	۷۰
۱۲۵	۱۳..... فِي مَا كَارِسم الخط	۷۱
۱۲۶	۱۴..... آيَنَ مَا كَارِسم الخط	۷۲
۱۲۸	۱۵..... إِنَّ لَمْ كَارِسم الخط	۷۳
۱۲۸	۱۶..... أَنَّ لَنْ كَارِسم الخط	۷۴
۱۲۸	۱۷..... كُنِيَ لَا كَارِسم الخط	۷۵
۱۲۸	۱۸..... عَنْ مِّنْ كَارِسم الخط	۷۶
۱۲۸	۱۹..... يَوْمَ هُمْ كَارِسم الخط	۷۷
۱۲۹	۲۰..... لَام جازہ كَارِسم الخط	۷۸
۱۲۹	۲۱..... لَا تَ حِينَ كَارِسم الخط	۷۹
۱۳۰	روایت مصحف امام کی مزید توضیح	۸۰
۱۳۱	لَا تَ کی نحوی تحقیق	۸۱
۱۳۱	كَأَلَوْهُمْ كَارِسم الخط	۸۲
۱۳۲	۲۳، ۲۴، ۲۵..... آل ، ہا اور یا كَارِسم الخط	۸۳
۱۳۲	بَابُ هَاءِ التَّانِيثِ الَّتِي رُسِمَتْ تَاءً (ہائے تانیث کا بیان جس کو تاء کی شکل میں لکھا گیا)	۸۴

۱۳۳	۱.....لفظ رَحْمَةٍ کی تاء	۸۵
۱۳۵	۲.....لفظ نِعْمَةٍ کی تاء	۸۶
۱۳۶	۳.....لفظ لَعْنَةٍ کی تاء	۸۷
۱۳۶	۴.....لفظ امْرَأَةٍ کی تاء	۸۸
۱۳۷	۵.....لفظ مَعْصِيَةٍ کی تاء	۸۹
۱۳۷	۶.....لفظ شَجَرَةٍ کی تاء	۹۰
۱۳۸	۷.....لفظ سُنَّةٍ کی تاء	۹۱
۱۳۸	۸.....لفظ قُرْآنٍ کی تاء	۹۲
۱۳۹	۹.....لفظ جَنَّةٍ کی تاء	۹۳
۱۳۹	۱۰.....لفظ فِطْرَةٍ کی تاء	۹۴
۱۳۹	۱۱.....لفظ بَقِيَّةٍ کی تاء	۹۵
۱۳۹	۱۲.....لفظ اِبْنَةٍ کی تاء	۹۶
۱۳۹	۱۳.....لفظ کَلِمَةٍ کی تاء	۹۷
۱۳۹	وَكُلُّ مَا اخْتَلَفَ جَمْعًا وَفَرْدًا فِيهِ بِالتَّاءِ عُرْفٌ كَامَطْلَب	۹۸
۱۳۹	مختلف فیہ کلمات کی تفصیل	۹۹
۱۳۹	۱- کَلِمَتِ کے مواقع	۱۰۰
۱۴۰	۲- اِيْتِ کے مواقع	۱۰۱
۱۴۰	۳- غَيْبَتِ کے مواقع	۱۰۲
۱۴۰	۴- عُرُفَاتِ کے مواقع	۱۰۳
۱۴۰	۵- بَيِّنَتِ کے مواقع	۱۰۴
۱۴۰	۶- ثَمَرَاتِ کے مواقع	۱۰۵
۱۴۰	۷- جَمَلَتِ کے مواقع	۱۰۶
۱۴۱	بَابُ هَمْزِ الْوَصْلِ (ہمزہ وصلی کا بیان)	۱۰۷
۱۴۳	ہمزہ وصلی و ہمزہ قطعی کے قواعد	۱۰۸

۱۰۹	بَابُ الرُّومِ وَالْإِشْمَامِ (رُومِ وِاشْمَامِ کا بیان)	۱۴۴
۱۱۰	ادائیگی کے اعتبار سے وقف کی اقسام	۱۴۴
۱۱۱	۱- وقف بالاسکان کی تعریف	۱۴۴
۱۱۲	۲- وقف بالابدال کی تعریف	۱۴۴
۱۱۳	۳- وقف بالرَّوم کی تعریف	۱۴۵
۱۱۴	۴- وقف بالاشمام کی تعریف	۱۴۵
۱۱۵	رموز یعنی اشارات اوقافِ قرآن مجید	۱۴۷
۱۱۶	خَاتِمَةُ الْكِتَابِ (اختتام کتاب)	۱۴۹
۱۱۷	حروفِ ابجد کی تفصیل اور ان سے تاریخی نام رکھنے کا طریقہ	۱۵۱
۱۱۸	چند دیگر تالیفات (مطبوع و غیر مطبوع)	۱۵۲

﴿زیارتِ نبوی ﷺ کے لیے دو ۲ عظیم الشان درود شریف﴾

(۱) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

یہ درود ابراہیمی کے مشہور کلمات ہیں، پیر یا جمعہ کی رات ایک ہزار بار اس درود پاک کا ورد نبی کریم ﷺ کی زیارت کا قوی ذریعہ ہے۔ [سعادة الدارين، بحوالہ جواہر درود و سلام، ص: ۷۲]

(۲) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ .

شب جمعہ میں دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۃ الاخلاص گیارہ بار پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد اس درود پاک کا ورد کرتے کرتے سو جائے۔ انشاء اللہ زیارت سے مشرف ہوگا۔ [”وسیلہ زیارت“ مؤلفہ مولانا نور محمد، اعظم پڑھ، ص: ۱۵ بحوالہ جواہر درود و سلام، ص: ۷۵]

تقریظ

حضرت جناب قاری محمود الحسن صاحب زید مجدہم

رجسٹرڈ پروف ریڈر قرآن پاک محکمہ اوقاف سندھ

نگران شعبہ حفظ: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

و جامعہ عربیہ انوار العلوم شکار پور روڈ، سکھر

الحمد لله و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، و بعد!

علامہ شمس الدین جزریؒ متوفی ۸۳۳ھ آٹھویں صدی ہجری کے مجددین میں سے تھے۔ آپ کی مقبول عام کتاب ”مقدمہ جزریہ“ زمانہ تالیف سے لے کر آج تک علماء و طلباء کے ہاں زیر درس ہے۔ اپنی جامعیت اور اختصار کی بناء پر اس کی تسہیل و تشریح کا عمل بھی شروع سے جاری ہے۔ بدلتے ہوئے ایام اور طلباء کی مسلسل تنزلی کا شکار استعداد کے پیش نظر ہمارے محترم دوست مولانا قاری رحیم اللہ نقشبندی صاحب زید مجدہ جو کہ ہماری جامعہ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی شاخ مدرسہ خلفائے راشدینؒ میں عرصہ دراز سے شعبہ علوم قرآن (تفسیر و تجوید) کے ساتھ منسلک اور بڑے ہی محنتی اور تجربہ کار استاذ ہیں۔ موصوف نے اپنی زیر نگرانی وزیر سرپرستی ”مقدمہ جزریہ“ کی شرح ”تحفہ رحیمہ“ مرتب کروائی جس کی ہر طرح سے ترمیم و آرائش اور جامعیت کا سہرا جامعہ کی مذکورہ شاخ ہی کے دوسرے استاذ مفتی فیضان الرحمن کمال صاحب کے سر ہے۔ شرح اپنی نظیر آپ ہے اور فن تجوید کے شائقین کے لیے نہایت ہی ”عمدہ تحفہ“ ہے۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور علماء و طلباء اور

اساتذہ تک کے لیے اس کو نافع بنائیں۔ آمین

(قاری) محمود الحسن

۷ ذوقعدہ ۱۴۳۸ھ

۳۱ جولائی ۲۰۱۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گفتگوئے اولیں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد!

قرآن مجید و فرقانِ حمید کی جتنی بھی فضیلت بیان کی جائے وہ کم ہے، اسی طرح قاریء قرآن کی بھی فضیلت عیاں ہے۔ لیکن قرآن مجید پڑھنے والے کے لیے عربیت کے علاوہ قرأت و روایت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ مقدمہ جزری اپنے زمانہ تالیف سے لے کر ہمیشہ فن تجوید میں ماخذ اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر ہی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تجوید للعلماء، تجوید للحفاظ اور عام درس نظامی کے درجہ ثالثہ کے نصاب میں اسے داخل کیا گیا۔ کتاب چونکہ منظوم ہے اور منظوم کلام میں بکثرت تقدیم و تاخیر اور تقدیری عبارت موجود رہتی ہے، نیز بعض اوقات عبارت میں پیچیدگی بھی پیدا ہو جاتی ہے اس لیے ہر دور میں جزری کو حل کرنے کی کوشش کی گئی جو تا حال جاری ہے۔

بندہ کو مادر علمی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کی شاخ مدرسہ خلفائے راشدین میں تدریس کی خدمت کا موقع ملا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ”مقدمہ جزری“ بھی ہمیشہ سے بندہ کے حصہ میں رہی۔ مفتی فیضان الرحمن کمال صاحب حفظہ اللہ ہمارے لائق شاگردوں اور مدرسہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ہماری ذرا سی بات کو اس طرح اپنی خوبصورت و گراں قدر تشریحات، مناسب ترتیب و ترکیب وغیرہ سے آراستہ کر دیا کہ ایک ضخیم کتاب تیار ہو گئی۔ یہ سب ان کی تجوید اور علوم قرآن سے گہرے شغف اور محبت کی دلیل ہے اللہم زد فزدد۔

انہوں نے یہ کتاب لکھ کر نہ صرف علم تجوید کی خدمت اور ہماری دلی تمنا کو عملی جامہ پہنایا بلکہ طلبہ و اساتذہ کے لیے فہم جزری کو مزید آسان کر دیا ہے۔ شرح کی خصوصیات کئی ساری ہیں، چنانچہ تمام مقامات میں بالخصوص ضاد اور طاء کے درمیان فرق، موصول و مقطوع اور رسم الخط کے

بیان میں الفاظ قرآنی کا بمعہ سورہ و آیت نمبر حوالہ دیا گیا ہے۔

اس طرح کا کام جس قدر عرق ریزی و جانفشانی کا متقاضی ہے مؤلف کی محنت بھی اسی قدر واضح ہے۔ عموماً حد سے زیادہ اختصار بھی مطلب کے سمجھنے میں خلل ہوتا ہے اور حد سے زیادہ طوالت بھی، زیر نظر کتاب ان دونوں باتوں سے مبرا ہے، کسی بھی مشکل مقام سے پہلو تہی کی گئی اور نہ ہی کسی شعر کی تشریح میں اطناب و بے جا طوالت سے کام لیا گیا بلکہ ہر شعر کی مکمل اور بقدر ضرورت تشریح کی گئی اور آخر تک ایک ہی روش پر گامزن رہے، اسی طرح آخر تک مکمل لغات کو بھی موصوف نے حل کر دیا ہے، کتاب کو بھی حل کیا اور اس کے ساتھ کئی مفید باتوں کا اضافہ بھی کیا۔ اسی طرح مقدّمہ و محذوف عبارات کو نہ صرف نکال کر واضح کیا بلکہ ماقبل و مابعد سے اس کا ترکیبی ربط بھی ذکر کر دیا اور پوری ترکیب بھی کی جس کے بعد جزری کے کسی طالب علم کو عبارت کے حل میں انشاء اللہ پریشانی لاحق نہیں ہوگی۔ ابواب کے درمیان ربط و مناسبت بھی بیان کر دی گئی۔ کتاب کی خصوصیات کی اس طرح فہرست بنائی جاسکتی ہے:

(۱) ترجمہ تحت الشعر (۲) مکمل تشریح (۳) باحوالہ آیات (۴) مکمل ترکیب

(۵) بقدریری عبارات کا اہتمام (۶) حل لغات (۷) ربط و مناسبت۔

امید قوی ہے کہ یہ کتاب قارئین کے حلقہ میں مقبول عام ہوگی اور اساتذہ و طلبہ سب ہی کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ ہم تو بس تھوڑی سی محنت کر کے خریدانِ یوسف میں نام لکھوانے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں، باقی اللہ ہی اصل قبول کرنے والے ہیں۔ دل سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے۔ آمین

بندہ رحیم اللہ نقشبندی عفا اللہ عنہ

یکم شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

نام و نسب اور پیدائش: شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن عمر الجزری ہے۔ ۲۵ رمضان المبارک ۵۱۷ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے اور دریائے دجلہ و فرات کے درمیان ”جزیرہ ابن عمر“ کی طرف نسبت کر کے الجزری کہلائے۔

تعلیم: سب سے پہلے قرآن پاک حفظ کیا، اس کے بعد دمشق، مصر خصوصاً قاہرہ و اسکندریہ اور بلاد مغرب میں سفر کر کے حدیث، فقہ اور اصول و معانی کی تعلیم حاصل کی اور علم قرآت کی تکمیل کی اور اس میں مکمل مہارت حاصل کی۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں حافظ عماد الدین ابن کثیر، علامہ بلقینی، عزالدین ابن جماعہ، محمد بن اسماعیل نجار، علامہ دمیاطی اور امام اسنویٰ ہیں۔

عملی زندگی: آپ نے سب سے پہلے مصر میں ”دار القرآن“ کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی، کچھ عرصہ بعد شام کے قاضی مقرر کر دیئے گئے۔ ۹۸ھ میں بلاد روم تشریف لے گئے اور وہاں علم قرآت اور حدیث کا درس دیا۔ اہل روم آپ کو امام اعظم کہا کرتے اور دیگر اسلامی ملکوں میں آپ کو قرآت کا امام تسلیم کیا گیا۔ ۸۰۵ھ میں شاہ تیمور آپ کو اپنے ہمراہ ”ماوراء النہر“ لے گئے، پھر سمرقند میں قیام کیا اور شاہ کے انتقال یعنی ۸۰۷ھ تک وہیں مقیم رہے، اس کے بعد ”ہرات“ اور ”یزد“ سے ہوتے ہوئے اصبہان پہنچے۔ بالآخر شیراز آ کر مستقل سکونت اختیار کر لی پھر ۸۲۳ھ میں کچھ عرصہ کے لیے حرمین شریفین کی مجاورت اختیار کرنے کے بعد دوبارہ شیراز تشریف لے آئے۔ آپ نے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئے اور سب کے سب ماہر قراء اور محدثین تھے۔ آپ طلبائے دین کی تعلیم و تربیت کے ساتھ سفر و حضر میں ہمیشہ عبادت الہی میں بھی مشغول رہتے، پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے۔ آپ کو شعر و شاعری کا بھی کافی ذوق تھا۔

وفات: ۵ ربیع الاول ۸۳۳ھ میں جمعہ کے دن اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے اور

”دار القرآن“ میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بلند درجات سے نوازے۔ آمین

تصانیف: آپ نے کئی علمی تصنیفات زیب قرطاس کیے جن میں سے یہ چند کتابیں بہت مشہور ہیں: (۱) حصن حصین (۲) النشر فی القراءات العشر (۳) توضیح المصابیح (۴) مقدمہ جزریہ (۵) طیبہ۔

”مقدمہ جزریہ“ کی متعدد شروح لکھی گئیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے چند مشہور شروح کے نام یہ ہیں: (۱) الحواشی المفہمہ جو مصنف کے صاحبزادے ابوبکر احمد کی تصنیف ہے۔ (۲) الدقائق المحکمہ جو شیخ الاسلام خزر جی کی تصنیف ہے۔ (۳) العقود السنیہ جو ابوالعباس قسطلانی کی تصنیف ہے۔ (۴) المنح الفکریہ جو ملا علی قاری کی تصنیف ہے۔ (۵) شرح الجزریہ جو عصام الدین طاش کبری زادہ کی تصنیف ہے۔ (۶) فوائد مرضیہ جو قاری محمد سلیمان صاحب دیوبندی کی تصنیف ہے۔

دانتوں کی تقسیم اور ان کے نام

انسان کے منہ میں اکثر و بیشتر بتیس ۳۲ دانت ہوا کرتے ہیں جن میں سے بعض چھوٹے اور بعض بڑے ہیں۔ چھوٹے دانت بارہ اور بڑے بیس ہیں۔

چھوٹے دانتوں کے تین نام ہیں: (۱) ثنایا (۲) رباعی (۳) انیاب۔

(۱) ثنایا: سامنے والے چار دانت ”ثنایا“ کہلاتے ہیں دو اوپر اور دو نیچے۔ اوپر والے دو دانتوں کو ثنایا علیا اور نیچے والے دو دانتوں کو ثنایا سفلی کہتے ہیں۔

(۲) رباعی: ثنایا علیا کے دائیں بائیں دو، اور ثنایا سفلی کے دائیں بائیں دو یعنی یہ چار دانت ”رباعی“ کہلاتے ہیں۔

(۳) انیاب: رباعی کے دائیں بائیں دو دانت اوپر اور دو دانت نیچے ”انیاب“ کہلاتے ہیں۔

بڑے دانتوں کے بھی تین نام ہیں: (۱) ضواحک (۲) طواحن (۳) نواحن۔

(۱) ضواحک: انیاب کے دائیں بائیں دو دانت اوپر اور دو دانت نیچے ”ضواحک“ کہلاتے ہیں۔

(۲) طواحن: ضواحک کے دائیں بائیں تین تین دانت اوپر اور تین تین دانت نیچے ”طواحن“ کہلاتے ہیں۔

(۳) نواجذ: اوپر اور نیچے دائیں بائیں سب سے آخر میں ایک ایک دانت کو ”نواجذ“ کہتے ہیں۔

تعداد کا حاصل:

ثنایا چار، رباعی چار، انیاب چار، ضوا حک چار، طواحن بارہ اور نواجذ چار ہیں۔
 ”جمال القرآن“ میں اس موقع پر چار شعر لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ یاد رکھنے میں آسانی ہو سکے، وہ شعر یہ ہیں:

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو	ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس	کہ کہتے ہیں قراء اضر اس ان ہی کو
ضوا حک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ	نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو
اضر اس بمعنی ڈاڑھ۔	

آغازِ کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ:- شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تشریح:- احادیث مبارکہ میں ہر اہم کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام، حمد اور درود شریف سے کرنے کا حکم وارد ہوا ہے اور نہ کرنے کی صورت میں اس کام میں بے برکتی ہونے کی وعید ہے۔ اسی لئے مصنف نے اپنے مقدمہ کا آغاز اللہ تعالیٰ کے مقدس نام اور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام سے کیا، پھر کتاب لکھنے کا مقصد بیان کیا۔

ترکیب:- بسم اللہ الرحمن الرحیم کی کئی ترکیبیں ہیں، ایک مشہور ترکیب یہ ہے: ب حرف جار، اسم مضاف، لفظ اللہ موصوف اور الرحمن صفت اول جبکہ الرحیم صفت ثانی۔ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر اسم مضاف کے لیے مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ب حرف جار کے لیے مجرور۔ جار و مجرور مل کر ”أَشْرَعُ“ یا ”أَبْتَدَأُ“ فعل محذوف کے ساتھ متعلق ہو گیا اور فعل اپنے فاعل ضمیر انا اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱) يَقُولُ رَاجِي عَفْوِ رَبِّ سَامِعٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْجَزَرِيِّ الشَّافِعِيُّ

سننے والے پروردگار سے معافی کا اُمیدوار محمد بن جزری شافعی کہتا ہے:

تحقیق کلمات: يَقُولُ صیغہ واحد مذکر غائب، بحث فعل مضارع مثبت معلوم از باب نصر بمعنی کہنا۔ رَاجِي صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب نصر بمعنی امید رکھنا۔ عَفْوُ: مصدر از باب نصر بمعنی معاف کر دینا۔ رَب: صفت مشبہ از باب نصر بمعنی پرورش کرنا، پالنا، مرتبہ کمال تک پہنچانے والا۔ سَامِع: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب سمع بمعنی سننا، مراد سن کر قبول کرنے والا۔ محمد بن الجزری الشافعی: یعنی محمد بن محمد جزری شافعی۔ آپ مسلک شافعی تھے۔

تشریح:- ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے اُمید مغفرت و رحمت رکھنی چاہیے اور کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ ہر شخص اللہ کی رحمت سے ہی جنت میں داخلہ پائے گا۔ دینی و دنیاوی ہر قسم کے کام میں اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کرنی چاہیے۔ امام جزریؒ بھی اپنی کتاب کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی عجز و بے بسی کا اظہار اور معافی طلب کر کے گویا اللہ تعالیٰ سے اعانت طلب کر رہے ہیں کہ آپ کی مدد کے بغیر ہم سے خطا ہی سرزد ہو سکتی ہے۔

ترکیب:- يَقُولُ فعل رَاجِي صیغہ صفت مضاف عَفْوِ مصدر مضاف، رَبِّ صیغہ صفت موصوف اور سَامِع اس کی صفت۔ موصوف صفت سے مل کر عَفْوِ کا مضاف الیہ، عَفْوِ اپنے مضاف الیہ سے مل کر رَاجِي کا مضاف الیہ، رَاجِي مضاف اپنے معمول مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ مُحَمَّدٌ موصوف (یا مبدل منہ) ابْنُ مضاف اور الْجَزَرِيِّ الشَّافِعِيُّ موصوف صفت مل کر ابْنُ کا مضاف الیہ، ابْن اپنے مضاف سے مل کر مُحَمَّدٌ موصوف کے لیے صفت (یا مبدل منہ کے لیے بدل) محمد موصوف (یا مبدل منہ) اپنی صفت (یا بدل) سے مل کر پھر بدل ہو رَاجِي مبدل منہ کا۔ رَاجِي مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر يَقُولُ کا فاعل، يَقُولُ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بن جائے گا یا پھر يَقُولُ اپنے فاعل سے مل کر قول۔ اس دوسری صورت میں باقی آنے والے تمام اشعار قول کے لیے مقولہ بن جائیں گے۔

(۲) الْحَمْدُ لِلَّهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ وَمُصْطَفَاهُ

(۳) مُحَمَّدٌ وَالِہِ وَصَحْبِہِ وَمُقَرِّیءِ الْقُرْآنِ مَعَ مُحِبِّہِ

ترجمہ:- تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اور اللہ تعالیٰ درود نازل فرمائے اپنے پیغمبر و برگزیدہ (بندے) حضرت محمد ﷺ، ان کی آل، ان کے ساتھی اور قرآن کریم کے پڑھانے والوں پر بشمول اس سے محبت رکھنے والے کے۔

تحقیق کلمات: الْحَمْدُ مصدر از باب سمع بمعنی تعریف و ستائش کرنا۔ لفظ اللہ خالق کائنات کا ذاتی نام جو واجب الوجود اور تمام صفات کمال کا جامع ہے۔ صلی صیغہ واحد مذکر غائب از باب تفعیل بمعنی رحمت نازل کرنا یا نزول رحمت کی دعا کرنا۔ نبی: یہ یا تو نبی یا نبو باب نصر سے صفت مشبہ ہے بمعنی بلند ہونا، یا پھر نبأ نبأ باب فتح سے صفت مشبہ ہے بمعنی خبر دینا۔ مصطفیٰ: اسم مفعول از باب افتعال بمعنی چُنا، انتخاب کرنا۔ محمد: اسم مفعول از باب تفعیل بمعنی بار بار تعریف کرنا۔ نبی کریم ﷺ کا نام بھی محمد ہے کیونکہ وہ دشمن بھی حقیقت پر مطلع ہونے کے بعد آپ ﷺ کی بار بار تعریف پر مجبور ہوتے تھے۔ ال: یہ اصل میں اہل تھا، معزز لوگوں کے اہل خانہ کو ال اور ہر قسم کے لوگوں کے اہل خانہ کو اہل سے تعبیر کرتے ہیں۔ صَحْب: صاحب کی جمع ہے (جیسے رَاكِبٌ کی جمع رَاكِبٌ) بمعنی ساتھی۔ مقرئ: جمع مذکر سالم اسم فاعل از باب افعال بمعنی پڑھانا۔ اصل میں مقرئین تھا، اس صورت میں جمع سالم کے آخر سے نون اضافت کی وجہ سے اور یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے محذوف ہوگی۔ واحد مذکر کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے، اس صورت میں صیغہ اصل پر ہے۔ القرآن: مصدر بمعنی اسم مفعول از باب ضرب قَرَنَ يَقْرُنُ بمعنی ملانا، جمع کرنا، یا از باب فتح قَرَأَ يَقْرَأُ بمعنی پڑھنا۔ محب: واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال بمعنی محبت رکھنے والا۔

تشریح:-

الْحَمْدُ لِلَّهِ: تعریف اُس کی کی جاتی ہے جو کسی خوبی کا مالک ہو اور سب سے بڑی خوبی نقائص و عیوب سے پاک اور اوصاف کمال کا جامع ہونا ہے اسی لئے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہی سزاوار ہیں کہ اُس کی ذات ہر عیب و نقصان سے پاک اور ہر صفت کمال کی جامع ہے۔ دنیا میں جس کسی کے بھی ہنر کی تعریف کی جائے وہ بھی درحقیقت اللہ ہی کی تعریف ہے کیونکہ وہ ہی اس

ہنر کا عطا کرنے والا ہے۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ براہِ راست اللہ کی تعریف کرتا ہے اور کافر بوجہ اپنے جہل کے بالواسطہ اللہ کی تعریف کرتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ: صلوة کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے تو اس سے مراد رحمت نازل کرنا ہے اور جب مخلوق کی طرف کی جائے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ سے نزولِ رحمت کی دعا مانگنا ہے۔ نبی کریم ﷺ پوری امت ہی کے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے محسن ہیں۔ آپ کا حق کوئی انسان اپنے پاس سے ادا نہیں کر سکتا، اس لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت نازل کرنے کی دعا کی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ درود کے کلمات میں بھی غائبانہ صَیْغَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ يَا صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وغیرہ کے ساتھ دعا مانگی جاتی ہے۔ درود پڑھنے والا خود بھی اللہ کی رحمت سے محروم نہیں ہوتا بلکہ بموجب حدیث اللہ تعالیٰ ہر درود کے بدلے پڑھنے والے پر اپنی دس رحمتیں نازل کرتے ہیں۔ درود پڑھنا زندگی میں ایک دفعہ ہر مسلمان پر فرض ہے، اور اگر کسی مجلس میں متعدد بار آپ ﷺ کا ذکر مبارک آئے تو ایک دفعہ درود پڑھنا تو واجب ہے اور ہر دفعہ پڑھنا مستحب اور باعثِ ثواب ہے۔ جب حضور ﷺ پر درود پڑھا جائے تو تبعاً آپ کی آل و اولاد اور دیگر صحابہ کرام پر بھی درود پڑھ لینا چاہئے۔ سب سے افضل درود وہ ہے جسے عموماً ”درود ابراہیمی“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ورنہ کسی بھی صَیْغَ سے درود پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ الفاظ صحیح ہوں۔ جب تک روضہ اقدس پر حاضری نہ ہو یا آپ ﷺ کا تصور و دیدار نہ ہو اس وقت تک حاضر و ناظر سمجھ کر خطاب کے صَیْغَ ”عَلِیْکَ“ وغیرہ کے ساتھ درود و سلام نہ بھیجا جائے۔ صحابہؓ کے درود و سلام اسی قسم کے ہوتے تھے۔

ال: حضور اکرم ﷺ کی آلِ حقیقتاً آپ کے اہل بیت ہیں اور مجازاً ہر متقی و پرہیزگار شخص مراد ہے۔ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہِ بھی جائز ہے اور صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہِ بھی جائز ہے۔

وصحبہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انسانوں کی وہ مقدس و پاکیزہ جماعت ہے جس کو اللہ جل شانہ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور دین کی نصرت کے لیے منتخب فرمایا اور ان سے اپنی رضا و خوشنودی کا اعلان عام فرمادیا، اسی لیے جب بھی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا جائے یا مطلقاً جب بھی دعا کی

جائے یا ان کا تذکرہ کہیں پر ہو چلے تو ان کے لیے بھی دعائے رحمت و رضا مستحب عمل ہے۔
 ومقرئ القرآن: یہ قرآن مجید کے پڑھانے والے معلمین کے لیے دعا ہے۔ حدیث مبارک
 میں ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرآن کریم سیکھیں اور سکھائیں۔ قیامت کے
 ہولناک دن میں جن خوش نصیبوں کو عرش الہی کے نیچے سایہ ملے گا ان میں ان لوگوں کو بھی شمار کیا گیا
 ہے جو مسلمانوں کے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہیں، اسی طرح وہ لوگ بھی ان میں داخل
 ہوں گے جو بچپن میں قرآن شریف سیکھتے ہیں اور بڑے ہو کر اُس کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں۔

[از فضائل قرآن مع فضائل اعمال]

ومحبہ: قرآن شریف سے محبت رکھنا بھی عبادت ہے۔ سہل تشریٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے
 محبت کی نشانی یہ ہے کہ اُس کے کلام پاک کی محبت دل میں ہو۔ [از فضائل قرآن مع فضائل اعمال]

ترکیب:- الحمد مبتدا للہ جار و مجرور مل کر متعلق ثابت محذوف سے متعلق، شبہ فعل اپنے
 فاعل و متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واو حرف عطف،
 صلی فعل لفظ اللہ اس کا فاعل، علی جار نیبہ مضاف با مضاف الیہ معطوف علیہ، واو حرف عطف
 مصطفیٰ مضاف و مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مُبَیِّن، محمد
 عطف بیان، مُبَیِّن اور عطف بیان مل کر پھر معطوف علیہ، واو حرف عطف الہ معطوف اول، واو
 حرف عطف، صحبہ مضاف و مضاف الیہ معطوف ثانی، واو حرف عطف، مقرئ شبہ فعل جس میں
 ہو ضمیر فاعل، مقرئ مضاف، القرآن مضاف الیہ، مع ظرفیہ مضاف اور محبہ مضاف و مضاف
 الیہ مل کر مع کے لیے مضاف الیہ، مع اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ برائے مقرئ، مقرئ اپنے
 مضاف الیہ و مفعول فیہ سے مل کر معطوف ثالث، نبیہ معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفات سے مل کر
 جار کے لیے مجرور، علی اپنے مجرور سے مل کر صلی کے متعلق، صلی فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر
 جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، سابق جملہ معطوف علیہ اپنے معطوف جملے سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۴) وَبَعْدُ إِنَّ هَذِهِ مُقَدِّمَةٌ

فِيمَا عَلَى قَارِئِهِ أَنْ يَعْلَمَهُ

ترجمہ:- اور حمد و صلوٰۃ کے بعد، بے شک یہ ایک مقدمہ ہے، اس چیز کے بیان میں جس کا

جاننا قرآن کریم کے پڑھنے والے ذمے لازم ہے۔

تحقیق کلمات: بعد ظرف مبنی علی الضم ہے کیونکہ اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے ای بعد الحمد والصلوة۔ مقدمہ: اس کو دو طرح سے پڑھا جاتا ہے (۱) مُقَدَّمہ یعنی دال پر زبر کے ساتھ جو کہ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی آگے کیا ہوا ای طائفہ مقدمة من الکلام ”گفتگو کا ایک حصہ جسے پہلے پیش کر دیا گیا تاکہ مقاصد کے سمجھنے میں آسانی ہو“۔ (۲) مُقَدَّمہ یعنی دال پر کسرہ کے ساتھ بمعنی آگے والا ای طائفہ من الکلام مقدمة قارئہ علی غیرہ ”گفتگو کا ایک حصہ جو اپنے پڑھنے والے کو نہ پڑھنے سے آگے لے آتا ہے“۔ نیز مقدمة بمعنی مقدمة کے بھی ہو سکتا ہے یعنی کلام کا ابتدائی حصہ۔ قارئہ ضمیر کا مرجع قرآن کریم ہے جو گذشتہ شعر میں مذکور ہے۔

تشریح:-

یہ مختصر سار سالہ درحقیقت ایک تمہید ہے جو ان بنیادی امور کے بیان پر مشتمل ہے جن کا جاننا ایک قاری قرآن پر لازم ہے۔ کسی بھی علم کو شروع کرنے سے پہلے جب اس کے مقدمے کو پڑھ لیا جاتا ہے تو تمام مباحث کو سمجھنا اور سمجھانا آسان ہوتا ہے، نیز اس طرح کتاب کو پوری بصیرت اور بیداری کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور بغیر مقدمے کے یہ بات مشکل ہوتی ہے۔

ترکیب:- واو عاطفہ یا استینافیہ زائدہ۔ بعد مضاف اور الحمد والصلوة مضاف الیہ محذوف منوی، بعد اپنے مضاف الیہ سے ملنے کے بعد ثابِت شبہ فعل محذوف کا مفعول فیہ، شبہ فعل اپنے فاعل ہو ضمیر اور مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم اور هذا محذوف مبتدا۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اَنْ حرف مشبہ بالفعل هذه اسم، مقدمہ صیغہ اسم مفعول اس میں ہی ضمیر نائب فاعل، فی حرف جر ما بمعنی شیئ نکرہ موصوف علی حرف جر قارئہ مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور، علی جار اپنے مجرور سے مل کر لازم یا واجب شبہ فعل محذوف کے متعلق، اَنْ مصدر یہ ناصبہ، یعلم فعل، اس میں ہو ضمیر فاعل، ضمیر مفعول بہ، یعلم اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتادیل مصدر لازم یا واجب شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر ما بمعنی

شیء کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر فی کا مجرور، جار مجرور سے مل کر مقدمہ کے متعلق، وہ اپنے فاعل و متعلق سے مل کر ان کی خبر۔ ان اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معلل اور اس کی علت اگلے اشعار میں مذکور ہے۔

(۵) اِذْ وَاجِبٌ عَلَيْهِمْ مُحْتَمٌ قَبْلَ الشَّرُوعِ أَوَّلًا أَنْ يَعْلَمُوا

کیونکہ شروع کرنے سے قبل ان پر بہت ہی تاکید کے ساتھ ضروری ہے کہ وہ پہلے جان لیں..... (تشریح اگلے شعر کے تحت آرہی ہے)۔

تحقیق کلمات: واجب صیغہ اسم فاعل از باب ضرب بمعنی لازم اور ثابت ہونا۔ مُحْتَم صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل بمعنی واجب کرنا، پختہ کرنا۔ أَوَّلًا ظرف ای فی وقتِ اوّل۔

ترکیب: اِذْ تعلیلیہ واجب شبہ فعل، علیہم جار و مجرور مل کر واجب کے متعلق جبکہ قَبْلَ الشَّرُوعِ مضاف و مضاف الیہ مل کر واجب کے لیے مفعول فیہ، اور أَوَّلًا مفعول فیہ مقدم برائے يَعْلَمُوا فعل۔ اَنْ مصدر یہ ناصبہ يَعْلَمُوا فعل اور وَاَوْعِلَامَتِ جمع و ضمیر فاعل۔ يَعْلَمُوا اپنے فاعل اور أَوَّلًا مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر واجب کا فاعل، واجب شبہ فعل اپنے فاعل، متعلق اور مفعول فیہ سے مل کر مؤکدا اور محتم اس کی تاکید۔ مؤکدا تاکید مل کر ماقبل کے شعر کے معلل کے لیے علت۔ يعلموا فعل کا مفعول بہ اور ایک متعلق اگلے شعر میں مذکور ہے۔

(۶) مَخَارِجَ الْحُرُوفِ وَالصِّفَاتِ لِيَلْفِظُوا بِأَفْصَحِ اللُّغَاتِ

حروف کے مخارج اور صفات کو تاکہ سب سے صاف لغت میں ادائیگی کر سکیں.....

تحقیق کلمات: مخارج، مخرج کی جمع اسم ظرف بمعنی نکلنے کی جگہ یعنی منہ کے اندر وہ مقررہ جگہیں جہاں سے حروف کی ادائیگی ہوتی ہے۔ الصفات، صفة کی جمع بمعنی حالت و طریقہ یعنی وہ اوصاف و احوال کہ حروف کی ادائیگی کے وقت ان کی رعایت رکھی جاتی ہے۔ لِيَلْفِظُوا لام کی برائے غایت، اس کے بعد اَنْ مصدر، يَلْفِظُوا فعل مضارع از باب ضرب منہ سے کوئی لفظ یا حرف ادا کرنا۔ أفصح اسم تفضیل از باب فتح بمعنی زیادہ صاف۔ اللغات: لغة کی جمع بمعنی زبان۔

تشریح:-

مخارج و صفات کی پہچان علم تجوید میں ریڑھ کی ہڈی سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس کے بغیر قاری عربی زبان کی صحیح ادائیگی سے قاصد و عاجز رہے گا حالانکہ قرآن پاک صاف اور واضح زبان عربی میں نازل ہوا۔ ارشاد ہے ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ، عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ﴾ (ترجمہ: اسے روح الامین یعنی جبریل امین نے آپ کے قلب پر اتارا تا کہ آپ ڈرسانے والوں میں سے ہو جائیں صاف عربی زبان میں)۔

قولہ ”أفصح اللغات“: اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: (۱) اس سے مراد عربی زبان ہو کیونکہ وہ تمام زبانوں میں سب سے فصیح سمجھی جاتی ہے۔ (۲) اس سے حروف کی ادائیگی کا سب سے بہترین طریقہ و لہجہ مراد ہو یعنی مخارج و صفات کی پہچان کے ذریعے اچھے سے اچھے طریقے پر حروف کی ادائیگی کر سکیں۔

ترکیب:- مخارج مضاف، الحروف معطوف علیہ واو حرف عطف الصفات معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر مفعول بہ ہو ایعلموا فعل کا جو گذشتہ شعر میں واقع ہے۔ لام گنی، اس کے بعد ان مقدم، یلفظوا فعل واو علامت جمع و ضمیر فاعل ذوالحال (جس کا حال اگلے شعر میں موجود ہے)، باء حرف جر، أفصح اللغات مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر یلفظوا فعل کے متعلق، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر مجرور، لام گنی اپنے مجرور سے مل کر یعلموا فعل کے متعلق۔ یعلموا فعل کی بقیہ ترکیب اوپر گزر چکی۔

(۷) مُحَرَّرِی التَّجْوِیدِ وَالْمَوَاقِفِ	وَمَا الَّذِي رُسِمَ فِي الْمَصَاحِفِ
--	---------------------------------------

ترجمہ:- اس حال میں کہ وہ اچھی طرح جاننے والے ہوں تجوید کے، اور وقف کے مواقع کے اور اس طرز کے جو مصاحف میں جاری ہوئی۔

تحقیق کلمات: محوری اصل میں مُحَرَّرِیْن تھا، بوجہ اضافت نون گر گیا، صیغہ جمع مذکر سالم اسم فاعل از باب تفعیل بمعنی ٹھیک کرنا، درست کرنا۔ التجوید مصدر از باب تفعیل عمدہ بنانا، خوبصورتی پیدا کرنا، مراد علم تجوید۔ المواقف: موقف کی جمع اسم ظرف از باب ضرب بمعنی رکنے یا

روکنے کی جگہ یا وقت، مراد وقف کی جگہیں۔ رسم: واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت مجہول از باب نصر و تفعیل بمعنی لکھنا، نقش کرنا۔ المصاحف: مصحف کی جمع بمعنی کتاب، مراد قرآن مجید کے وہ نسخے ہیں جو حضرت عثمانؓ کے دور میں ترتیب دیئے گئے۔

تشریح:- {علم تجوید میں مہارت پیدا کرنے کا حکم اور ترتیل کا ذکر}

علم تجوید میں مہارت پیدا کرنا بہت ضروری ہے، اس کا کچھ بیان آگے مستقل عنوان میں آئے گا۔ پھر تجوید میں جس طرح مخارج و صفات سے بحث ہوتی ہے اسی طرح وقف کی جگہوں سے بھی بحث ہوتی ہے کیونکہ سورہ منزل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ [الزلزلہ: ۴] ترتیل لغت میں صاف اور واضح طور سے پڑھنے کو کہتے ہیں اور شریعت میں کئی چیزوں کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو ترتیل کہتے ہیں، وہ یہ ہیں: (۱) حروف کو صحیح نکالنا یعنی اپنے مخرج سے پڑھنا تاکہ طا کی جگہ تا اور ضاد کی جگہ ظانہ نکلے۔ (۲) وقفوں کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھہرنا تاکہ کلام کا اپنے سے اگلے اور پچھلے کلام سے تعلق واضح طور سے سمجھ میں آئے۔ (۳) حرکت یعنی زبر، زیر، پیش کا اچھی طرح ظاہر کرنا۔ (۴) آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا تاکہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہنچیں اور وہاں سے دل پر اثر کریں۔ (۵) آواز کو اس طرح سے درست کرنا کہ اس میں درد پیدا ہو جائے اور دل پر جلدی اثر کرے۔ (۶) تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کرنا کیونکہ اس کے اظہار سے کلام پاک کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ (۷) آیات رحمت و عذاب میں غور و فکر کیا جائے۔

[ماخوذ از فضائل قرآن مع فضائل اعمال بتعریس]

ترتیل کی تفسیر میں حضرت علیؓ کا مشہور قول ہے کہ ”هُوَ تَجْوِيدُ الْحُرُوفِ وَمَعْرِفَةُ الْمَوْقُوفِ“، یعنی ترتیل جس کے ساتھ تلاوت کا حکم ہے حروف کو تجوید کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کے مواقع کو پہچاننے کا نام ہے۔ [نہایۃ القول المفید]

وما الذی رسم فی المصاحف: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قرآن مجید کے سات نسخے لکھوائے تھے، ایک اہل مکہ کے لیے، ایک اہل شام کے لیے، ایک اہل یمن کے لیے، ایک بحرین والوں کے لیے، ایک بصرہ والوں کے لیے، ایک کوفہ والوں کے لیے اور

ایک مدینہ منورہ میں اپنے پاس رکھ لیا۔ پوری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو اسی انداز میں لکھنا ضروری ہے جس انداز میں ان مصاحف عثمانیہ میں لکھے گئے ہیں۔ مصاحف عثمانیہ کی ترتیب کس سنہ میں ہوئی؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) سنہ ۲۵ھ (۲) سنہ ۳۰، یہی صحیح ہے۔

ترکیب:- محوری مضاف التجوید معطوف علیہ واو عاطفہ الصفات معطوف اوّل، واو عاطفہ مازائدہ، الذی اسم موصول رسم فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل، فی جار المصاحف مجرور، جار مجرور مل کر رسم کے متعلق، رسم اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر موصول کے لیے صلہ، موصول صلہ مل کر (پہلے مبین جس کا بیان اگلے شعر میں مذکور ہے پھر) معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے مل کر محوری کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر سابقہ شعر کے یلفظوا کی ضمیر فاعل ذوالحال کے لیے حال (باقی ترکیب گذر چکی)۔

(۸)

مِنْ كُلِّ مَقْطُوعٍ وَمَوْصُولٍ بِهَا	وَتَاءٍ اُنْشِیْ لَمْ تَكُنْ تُكْتَبُ بِهَا
--	---

ترجمہ:- یعنی ہر وہ لفظ جو ان (مصاحف) میں قطع کر کے اور وصل کے ساتھ لکھا ہوا ہے اور ایسی تاء تانیث جس کوھا (گول تاء) کی صورت نہیں لکھا گیا۔

تحقیق کلمات: مقطوع اسم مفعول از باب فتح بمعنی کاٹا ہوا، الگ کیا ہوا۔ موصول اسم مفعول از باب ضرب بمعنی ملایا ہوا۔ مقطوع سے وہ کلمات مراد ہیں جن کو الگ کر کے لکھا گیا مثلاً اِنَّ مَا جبکہ موصول سے وہ کلمات مراد ہیں جن کو ملا کر یعنی ایک ہی لفظ میں لکھا گیا مثلاً اِنَّمَا۔ تاء اُنْشِی سے وہ گول تاء (ة) مراد ہے جو تانیث کی علامت ہے لیکن اُسے ها (ه) کی صورت میں (ة) نہیں لکھا گیا بلکہ لمبی تاء کے ساتھ (ت) لکھا گیا جیسے سورہ زخرف آیت نمبر ۳۲ ﴿وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ میں لفظ رحمت لمبی تاء کے ساتھ ہے جبکہ سورہ بقرہ آیت نمبر ۵ ﴿صَلَوَاتٍ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةً﴾ گول تاء کے ساتھ ہے۔

تشریح:-

مقطوع و موصول اور تاء تانیث کے رسم الخط کا پہچانا بہت ضروری ہوتا ہے کیونکہ وقف کی صورت میں رسم الخط کے مطابق ٹھہرنا ہوتا ہے چنانچہ ”رحمة“ پر وقف کرنا ہو تو اُسے (ه) سے بدل

کر ”رحمہ“ پڑھیں گے اور اگر ”رحمت“ پر وقف کرنا ہو تو تاء ساکن ہو جائے گی۔ اسی طرح ”اِنَّ“ میں سے صرف ”اِنَّ“ پہ وقف کر سکتے ہیں کیونکہ یہ ایک لفظ ہے اور مَا دوسرا لفظ جبکہ ”اِنَّمَا“ ہو تو لازماً ”مَا“ پر ہی وقف ہو سکے گا کیونکہ دونوں مل کر ایک لفظ ہیں۔

ترکیب۔ من حرف جار بیانیہ، کل مضاف مقطوع معطوف واو عاطفہ موصول معطوف، معطوف علیہ و معطوف مل کر موصوف کائنیں شبہ فعل محذوف ہما ضمیر اس کا فاعل بھا جارو مجرور مل کر متعلق شبہ فعل کے، شبہ فعل اپنے فاعل متعلق سے مل کر موصوف کے لیے صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف علیہ واو عاطفہ تاء انشی مضاف مضاف الیہ سے مل کر موصوف لم تکن فعل ناقص ہی ضمیر مستتر اس کا اسم، تکتب فعل مجہول ہی ضمیر نائب فاعل، بھا جارو مجرور مل کر فعل مجہول کے متعلق، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر تاء انشی کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ملن جار کا مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر سابقہ شعر کے اسم موصول مبین کے لیے بیان۔ باقی ترکیب گذر چکی۔

(۱) بَابُ مَخَارِجِ الْحُرُوفِ

یہ باب حرفوں کے مخارج کے بیان میں ہے

باب کی تعریف:۔ عموماً ایک نوع کے مسائل کو ”باب“ سے تعبیر کیا جاتا ہے، چنانچہ اس کتاب میں بھی ہر باب کے تحت ایک نوع کے مسائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اٹھارہ (۱۸) ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں ایک بلا عنوان خطبہ بھی ہے۔

اس باب میں گیارہ شعر ہیں۔ مخارج، مخرج کی جمع ہے بمعنی نکلنے کی جگہ۔ مخارج سے منہ کے وہ مختلف حصے مراد ہیں جن سے حروف ادا ہوتے ہیں۔ مخارج کو پہلے بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ بمنزلہ ذوات کے ہیں اور ہر چیز کی ذات پہلے ہوتی ہے، صفات و احکامات بعد میں۔ مخارج کی دو قسمیں ہیں: (۱) مخرج محقق: جو حلق یا زبان یا ہونٹ میں سے کسی کا متعین حصہ ہے۔

محقق بمعنی ثابت اور موجود۔ (۲) مخرج مقدر: جو حلق یا زبان یا ہونٹ کا متعین حصہ نہیں ہوتا۔ مقدر بمعنی مانا ہوا، فرض کیا ہوا۔ راجح قول کے مطابق سترہ مخارج میں سے جوف دہن اور خیشوم مخرج مقدر ہیں اور باقی مخرج محقق۔ یہاں پر دونوں قسم کے مخارج کا بیان ہے۔

ترکیب۔ باب..... الخ اس سے پہلے ہذا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔ یہی حال کتاب کے آخر تک تمام ابواب کے عنوانات کا ہے۔

(۹) **مَخَارِجُ الْحُرُوفِ سَبْعَةَ عَشَرَ** **عَلَى الَّذِي يَخْتَارُهُ مَنْ اخْتَبَرَ**

ترجمہ۔ حرفوں کے مخارج سترہ ہیں، اس قول کے مطابق جس کو اس شخص نے پسند کیا جو باخبر ہے۔

تحقیق کلمات: علی الذی ای علی القول الذی۔ یختار: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع از باب افتعال بمعنی پسند کرنا، اختیار کرنا۔ اختبر: واحد مذکر غائب از باب افتعال بمعنی اچھی طرح جاننا، باخبر ہونا، آزمانا، تجربہ کرنا۔

تشریح:۔ مخارج حروف کی تعداد میں تین مشہور اقوال ہیں: (۱) امام خلیل بن احمد فراہیدی کے نزدیک مخارج سترہ ۱۷ ہیں۔ (۲) امام سیبویہ کے نزدیک مخارج سولہ ۱۶ ہیں۔ (۳) امام فراء کے نزدیک مخارج چودہ ۱۴ ہیں۔ ان سب میں امام خلیل بن احمد کا قول پسندیدہ و مختار ہے، مصنف کے جملہ ”یختارہ من اختبر“ سے یہی مراد ہے۔

مخارج میں پانچ مواقع ہیں: (۱) جوف (۲) حلق (۳) لسان (۴) شفٹین (۵) خیشوم۔ ان کی تفصیل آگے ہے۔

ترکیب۔ مخارج مضاف، الحروف مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، سبعة عشر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ علی جار، الذی اسم موصول یختار فعلہ ضمیر مفعول بہ، من اسم موصول اختبر فعل ہو ضمیر فاعل، فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر من موصول کا صلہ، موصول سے مل کر یختار کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر الذی اسم موصول کا صلہ، موصول صلہ مل کر علی کے لیے مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملنے کے بعد ثابت

شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر ہذا مبتدا محذوف کی خبر۔

(۱۰) **فَالْفُ الْجَوْفِ وَأُخْتَاهَا وَهِيَ** **حُرُوفٌ مَدٌّ لِلْهَوَاءِ تَنْتَهِي**

ترجمہ:- تو الف اور اس کے دو ساتھیوں (یعنی واؤ مدہ اور یاء مدہ) کا مخرج جوف (دہن)

ہے اور یہ حروف مدہ ہیں جو ہوا میں پورے ہوتے ہیں۔

تحقیق کلمات: ضرورتِ شعری کے پیش نظر الف کو جوف کی طرف مضاف کیا گیا ہے حالانکہ جوف الف اور اس کے دونوں ساتھی حروف کا مخرج ہے، تقدیری عبارت یوں ہو سکتی ہے: ”فَالْأَلْفُ وَأُخْتَاهَا لِلْجَوْفِ“ (جوف الف اور اس کے دو ساتھیوں کا مخرج ہے)۔ ہواء: فضاء، اس سے منہ کے اندر کا خلا مراد ہے۔

تشریح:-

مخرج نمبر ایک: جوفِ دہن، اس سے تین حروف نکلتے ہیں: (۱) الف مدہ جیسے قَالَ۔ (۲) واؤ مدہ: یعنی واؤ ساکنہ جس سے پہلے پیش ہو جیسے أَمْرُوا۔ (۳) یاء مدہ: یعنی وہ یاء ساکنہ جس سے پہلے زیر ہو جیسے فِيهِ۔ ان کو حروفِ مدہ کہتے ہیں اس لیے کہ ان پر مدہ ہوتا ہے اور ان کو حروفِ ہوائیہ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ منہ کے اندر ہوا میں پورے ہو جاتے ہیں۔

ترکیب:- فالف الجوف واختاها کی تقدیری عبارت ہے ”فَالْأَلْفُ وَأُخْتَاهَا لِلْجَوْفِ“۔ چنانچہ فاء برائے تعقیب الف الألف معطوف علیہ واؤ عاطفہ اختاها مضاف با مضاف الیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، لام جارّہ الجوف مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ثابِتَانِ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، واؤ عاطفہ ہی ضمیر مبتدا، حروف مد مضاف با مضاف الیہ موصوف، للہواء جار مع مجرور متعلق تنتہی فعل کے، تنتہی فعل ہی ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر ہی مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پہلے جملہ کے لیے معطوف بن کر پھر (اگلے جملے کے لیے) معطوف علیہ۔

(۱۱) **ثُمَّ لِأَقْصَى الْحُلُقِ هَمْزٌ هَاءٌ** **ثُمَّ لِبُؤْسَطِهِ فَعَيْنٌ حَاءٌ**

ترجمہ:- پھر اقصائے حلق کے ہمزہ اور ہاء ہیں، پھر وسط حلق کے عین اور حاء ہیں۔

تحقیق کلمات: اقصى اسم تفصیل مذکر بمعنی انتہائی دُور یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ سے دور اور سینہ کے قریب ہے۔ الحلق: کھانے کی نالی، حلقوم۔ وسطہ: وسط حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ اور سینہ کے درمیان ہے۔

تشریح:-

مخرج نمبر (۲): اقصائے حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو سینہ کی جانب ہے، اس سے دو حرف ہمزہ اور ہاء ادا ہوتے ہیں۔

مخرج نمبر (۳): وسط حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو سینہ اور منہ کے درمیان ہے، اس سے بھی دو حرف عین اور حاء ادا ہوتے ہیں۔

ترکیب:- (ما قبل جملہ معطوف علیہ) ثم حرف عطف لام جارّہ اقصى الحلق مضاف بامضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ثابستانِ شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے ضمیر فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، همز معطوف علیہ واو عاطفہ ہاء معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، ثم حرف عطف لام جارّہ وسطہ مضاف بامضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ثابستانِ شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے ضمیر فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، فاء زائدہ، عین معطوف علیہ واو عاطفہ حاء معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتدا، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر ما قبل جملہ کے لیے معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوف۔

(۱۲) **أَذْنَاهُ غَيْنٌ خَاءٌ هَا وَالْقَافُ** **أَقْصَى اللِّسَانِ فَوْقَ ثُمَّ الْكَافُ**

ترجمہ:- اذنائے حلق کے واسطے غین اور اس کی خاء ہے، اور قاف اوپر کی جانب اقصائے حلق کے واسطے ہے، اس کے بعد کاف ہے۔

تحقیق کلمات: اللسان بمعنی زبان۔ فوق سے زبان کے اوپر تالو کا حصہ مراد ہے۔

تشریح:-

مخرج نمبر (۴): ادنائے حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو زبان کی جڑ سے متصل منہ کی جانب ہے، اس سے دو حرف غین اور خاء نکلتے ہیں۔ مذکورہ چھ حرفوں کو ”حروفِ حلقی“ کہتے ہیں جنہیں فارسی کے شعر میں یوں بیان کیا گیا ہے:

حرفِ حلقی شش بوداے نورِ عین خاء، ہمزہ، ہاء، عین و غین

فائدہ: مشہور قول کے مطابق حروفِ حلقی کی تعداد چھ ہی ہے، الف چونکہ ہوائی اور جونی ہے اس لیے حروفِ حلقی میں اس کو شمار نہیں کیا جاتا البتہ امام فراء الف کو بھی حروفِ حلقی میں داخل کرتے ہیں، اس طرح اُن کے نزدیک تعداد سہت ہو جائے گی۔

مخرج نمبر (۵): اقصائے لسان (یعنی زبان کی جڑ) اور اوپر کا تالو، اس سے قاف نکلتا ہے۔ کاف کا مخرج اگلے شعر میں ہے۔

ترکیب:- ادناہ مضاف و مضاف الیہ مل کر لام مجرور محذوف کے لیے مجرور، جار مجرور سے مل کر کائن شہ فعل محذوف کے متعلق، ہو ضمیر فاعل، شہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملنے کے بعد خبر مقدم، غین معطوف علیہ، واو عاطفہ، خاء ہا مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر مبتداء مؤخر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ القاف مبتداء، اقصی اللسان مضاف با مضاف الیہ مل کر موصوف، الکائن صیغہ صفت ہو ضمیر اس کا فاعل، فوق مفعول فیہ، صیغہ صفت اپنے فاعل و مفعول فیہ سے مل کر موصوف کے لیے صفت، موصوف اپنی صفت سے ملنے کے بعد لام جاڑہ محذوف کے لیے مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر پھر کائن شہ فعل محذوف کے متعلق ہو کر القاف مبتداء کی خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، ثم حرف عطف الکاف مبتداء..... خبر اگلے شعر میں ہے۔

(۱۳) اَسْفَلُ وَالْوَسْطُ فَجِئِمُ الشَّيْنُ يَا وَالضَّادُ مِنْ حَافَتِهِ اِذْ وَلِا

ترجمہ:- (منہ کی طرف) نیچے، اور درمیانی حصہ پس جیم، شین اور یاء ہیں اور زبان کے کنارہ

سے جب وہ مل جائے.....

(۱۴) الْأَضْرَاسُ مِنْ أَيْسَرَ أَوْ يُمْنَاهَا وَاللَّامُ أَدْنَاهَا لِمُنْتَهَاهَا

ترجمہ: داڑھوں سے بائیں طرف سے یا دہنی طرف سے، اور لام ادنائے حافہ سے زبان کے ختم تک۔

تحقیق کلمات: اُسْفَلُ صیغہ واحد مذکر اسم تفصیل بمعنی نیچے والا حصہ۔ الوسط: درمیان، مراد تالو اور زبان کا درمیانی حصہ۔ حَافَةُ: زبان کا وہ دائیں بائیں اندرونی کنارہ جو داڑھوں سے لگتا ہے۔ وَلِیَا: دراصل وَلِی صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب حسب بمعنی ملنا، نزدیک ہونا۔ الْأَضْرَاسُ: ضِرْسُ کی جمع بمعنی داڑھ۔ مُنْتَهٰی: اسم ظرف بمعنی ختم ہونے کی جگہ۔

تشریح:-

مخرج نمبر (۶): قاف کے مخرج کے قریب لیکن منہ کی جانب ذرا نیچے ہٹ کر، اس سے کاف ادا ہوتا ہے۔ ان دونوں حروف (قاف، کاف) کو ”حروفِ لہویہ“ ”یا حروفِ لہاتیہ“ کہتے ہیں۔ ”لہات“ زبان کی جڑ کے مقابل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس کو اردو میں ”کوا“ کہتے ہیں، یہ حروف لہات کے پاس سے ادا ہوتے ہیں، اسی لیے لہویہ یا لہاتیہ کہلاتے ہیں۔

مخرج نمبر (۷): وسطِ زبان اور تالو کے درمیانی حصہ، اس سے جیم، شین یا ئے متحرک اور یائے لین ادا ہوتے ہیں اور ان تین حروف ”حروفِ شجریہ“ کہتے ہیں۔ ”شجر“ عربی زبان میں درخت کو کہتے ہیں اور درخت عموماً پھیلا ہوا ہوتا ہے، یہ حروف بھی ”شجر الفم“ (منہ کا پھیلا ہوا حصہ) یعنی زبان اور تالو کے درمیانی حصہ سے نکلتے ہیں، اسی مناسبت سے ان کو ”شجریہ“ کہتے ہیں۔

مخرج نمبر (۸): حافۃ لسان (زبان کی کروٹ) دائیں بائیں جانب جب اوپر والے پانچ داڑھوں کی جڑ سے لگے تو اس سے ضاد نکلتا ہے۔ مصنف کے قول ”مِنْ أَيْسَرَ أَوْ يُمْنَاهَا“ میں ضاد کی ادائیگی کے انہی دو طریقوں کی طرف اشارہ ہے یعنی (۱) زبان کی کروٹ (کنارہ) جب دائیں جانب کی داڑھوں سے لگے تو ضاد نکلتا ہے۔ (۲) زبان کی کروٹ (کنارہ) جب بائیں جانب کی داڑھوں سے لگے تو اس سے بھی ضاد نکلتا ہے۔ البتہ دائیں جانب کی نسبت بائیں جانب سے ضاد کا ادا کرنا زیادہ آسان ہے۔ ایک تیسرا طریقہ بھی ہے وہ یہ کہ بیک وقت دائیں بائیں

جانب کی داڑھوں سے زبان کے دونوں طرف کے کنارے ملنے سے ضاد ادا کیا جائے، یہ طریقہ بھی صحیح ہے لیکن بہت مشکل۔ عربوں میں ضاد کی اس طرح یعنی دونوں جانب سے ادائیگی کو بڑی فصاحت قرار دیا جاتا تھا اور مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد یہ صفت حضرت عمرؓ میں نمایاں تھی، اسی لیے انہیں بھی ”أفصح من نطق بالضاد“ کا خطاب ملا ہے۔

ضاد کو ”حرفِ حاقیہ“ کہتے ہیں کیونکہ یہ زبان کے حاقہ یعنی کروٹ (کنارہ) سے ادا ہوتا ہے۔ مخرج نمبر (۹): ادنائے حاقہ مع طرفِ لسان جب اوپر والے دانتوں ثنایا، رباعی، انیاب اور ضواحک کے مسوڑھوں سے ٹکرائے تو اس سے لام نکلتا ہے۔

ترکیب:۔ (شعر نمبر ۱۳) اسفل صیغہ صفت شبہ فعل، اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر گزشتہ شعر میں مذکور الکاف مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف۔ واو عاطفہ الوسط دراصل للوسط ہے، لام جارہ الوسط مجرور، جار و مجرور مل کر ثابت شبہ فعل محذوف کے متعلق، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم۔ فاء زائدہ، جیم معطوف علیہ واو عاطفہ محذوف، الشین معطوف اوّل، یاء معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مبتداء مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف، واو عاطفہ الضاد مبتداء من جارہ حاقیہ مضاف و مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر کائن شبہ فعل محذوف کے متعلق، ہو ضمیر اس کا فاعل، اذ ظرفیہ مبنی محلاً منصوب مضاف ولی فعل ہو ضمیر فاعل۔

(شعر نمبر ۱۴) الأضر اس مفعول بہ من جارہ ایسر معطوف علیہ اوحرف عطف یمناھا مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر من جارہ کا مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ولی فعل کے متعلق، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملنے کے بعد جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر محلاً مجرور مضاف الیہ، اذ اپنے مضاف الیہ سے مل کر کائن شبہ فعل محذوف کے لیے مفعول فیہ، شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر الضاد مبتدا کے لیے خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف، واو عاطفہ اللام مبتدا لام حرف جر

محذوف ادناھا مضاف ومضاف مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر کائن شہ فعل محذوف کے لیے متعلق اول، لام جارہ منتھاھا مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی کائن شہ فعل کا۔ شہ فعل اپنے فاعل ضمیر ہواوردونوں متعلقات سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حسب سابق معطوف۔ ماقبل گذرا ہوا معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر جملہ معطوف۔

(۱۵) وَالنُّونُ مِنْ طَرَفِهِ تَحْتَ اجْعَلُوا وَالرَّأْيَانِيهِ لِظَهْرِ اَدْخُلْ

ترجمہ:- اور نون اُس کے (یعنی زبان کے) کنارہ سے نیچے ادا کرو، اور رائ نون ہی کے قریب واقع ہوتی ہے (لیکن) پشت کی طرف زیادہ داخل ہے۔

تحقیق کلمات: من طرفہ میں ضمیر کا مرجع لسان ہے۔ طرف لسان یعنی زبان کا سامنے والا وہ گول کنارہ جو بارہ دانتوں سے لگتا ہے۔ تحت: طرف زبانی بنی علی الضم ہے کیونکہ مضاف الیہ محذوف منوی ہے ای تحت مخرج اللام گویا نون لام کے مخرج سے ذرا نیچے سے ادا ہوتا ہے۔ اجعلوا: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل امر بمعنی بنانا، یہاں مراد ادا کرنا ہے۔ یدانی: واحد مذکر غائب فعل مضارع بمعنی قریب ہونا یعنی راء کا مخرج، نون کے مخرج کے قریب قریب ہے۔ ادخل: زیادہ اندر۔ چونکہ راء کی ادائیگی میں زبان کی پشت بھی استعمال ہوتی ہے اس لیے ”لِظَهْرِ اَدْخُلْ“ کہا۔

تشریح:-

مخرج نمبر (۱۰): طرف لسان جب ثنایا، رباعی اور انیاب کے مسوڑھوں سے ٹکراتا ہے تو اس سے نون نکلتا ہے۔

مخرج نمبر (۱۱): طرف لسان اور پشت کا کچھ حصہ جب ثنایا اور رباعی کے مسوڑھوں سے ٹکراتا ہے تو اس سے راء نکلتی ہے۔

فائدہ:- لام، نون اور راء کے دو نام ہیں: (۱) طرفیہ (۲) ذلقیہ۔ طرف اور ذلق کنارہ کو کہتے ہیں، یہ تینوں حروف بھی زبان کے ذلق و طرف (کنارہ) سے ادا ہوتے ہیں اس لیے ان کا طرفیہ ذسیہ نام رکھا گیا۔

ترکیب:- واؤ استینافیہ (کیونکہ جملہ انشائیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر ممنوع ہے) النون مفعول یہ مقدم برائے اجعلوا فعل، من جار طرفہ مضاف ومضاف الیہ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم ہوا اجعلوا فعل کا، تحت مفعول فیہ مقدم برائے اجعلوا، اجعلوا فعل انتم ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل، دونوں مفعولوں اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واؤ استینافیہ الراء مبتدایہ انسی فعل ہو ضمیر اس کا فاعل، ہ ضمیر مفعول یہ، فعل اپنے فاعل ومفعول یہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد بتاویل نکرہ مبتدا کے لیے خبر اوّل، لام جار ظہر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے ادخل، ادخل صیغہ صفت شبہ فعل ہو ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے مل کر شبہ جملہ، پھر مبتدا کے لیے خبر ثانی۔ مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوف علیہ۔

(۱۶)	وَالطَّاءُ وَالذَّالُ وَتَا مِنْهُ وَمِنْ	عُلْيَا الثَّنَايَا وَالصَّفِيرُ مُسْتَكِنٌ
------	---	---

ترجمہ:- اور طاء، دال اور تاء اُس سے (طرفِ لسان سے) اور ثنایا علیا سے (ادا ہوتے ہیں) اور صغیر (یعنی حروفِ صغیر) قرار پکڑنے والا ہے.....

(۱۷)	مِنْهُ وَمِنْ فَوْقِ الثَّنَايَا السُّفْلَى	وَالطَّاءُ وَالذَّالُ وَتَا لِلْعُلْيَا
------	---	---

ترجمہ:- اس سے (یعنی طرفِ لسان سے) اور ثنایا سفلی کے اوپر سے، اور طاء، ذال اور ثاء ثنایا علیا کے واسطے (ثابت) ہیں.....

(۱۸)	مِنْ طَرَفَيْهِمَا وَمِنْ بَطْنِ الشَّفَةِ	فَالْفَا مَعَ اطْرَافِ الثَّنَايَا الْمُشْرِفَةِ
------	--	--

ترجمہ:- ان دونوں کے کناروں سے، اور (نچلے) ہونٹ کے اندرونی حصہ سے پس فاء (نکلتی ہے) اوپر والے ثنایا کے کناروں کے ساتھ مل کر۔

تحقیق کلمات: الصغیر سے مراد حروفِ صغیر یہ سین، صاد اور زاء ہیں۔ مستکن: اسم فاعل بمعنی قرار پکڑنے والا۔ المُشْرِفَةُ: اسم فاعل بمعنی بلند، اوپر۔

تشریح:- مذکورہ بالا اشعار میں چار مخارج بیان ہوئے ہیں جو یہ ہیں:

مخرج نمبر (۱۲): زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ، اس سے طاء، دال اور تاء نکلتے ہیں۔ ان تینوں کو

”حروفِ نطعہ“ کہتے ہیں، اس لیے کہ نطع ”غار“ کو کہتے ہیں، یہ حروف بھی منہ کے غار کے قریب سے ادا ہوتے ہیں۔

مخرج نمبر (۱۳): زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا کنارہ، اس سے ظا، ذال اور ثا ادا ہوتے ہیں، ان تینوں کو ”حروفِ لثویہ“ کہتے ہیں کیونکہ لثہ کے معنی ہیں ”مسوڑھا“ اور یہ حروف جن ثنایا علیا دانت سے نکلتے ہیں وہ بھی مسوڑھوں میں جمے ہوئے ہیں، اس ادنیٰ مناسبت کی بناء پر مذکورہ نام رکھا گیا۔

مخرج نمبر (۱۴): زبان کی نوک اور ثنایا سفلی و علیا کے اندرونی کنارے (یعنی جب اوپر کے دانت نیچے کے دانتوں سے ملتے ہیں تو) اس سے صاد، ز اور سین نکلتے ہیں۔ ان تینوں کو ”حروفِ صغیریہ“ کہتے ہیں۔ صغیر لغت میں سیٹی یا چڑیا کی آواز کو کہتے ہیں، چونکہ ان حروف کے ادا ہوتے وقت بھی ایک تیز آواز سیٹی یا چڑیا کے مثل نکلتی ہے، اسی لیے یہ نام رکھا گیا۔

مخرج نمبر (۱۵): ثنایا علیا کا کنارہ اور نچلے ہونٹ کی تری، یہاں سے فاء نکلتی ہے۔

ترکیب۔ (شعر نمبر ۱۶) واو عاطفہ الطاء معطوف علیہ، واو عاطفہ الدال معطوف اوّل، واو عاطفہ ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفات سے مل کر مبتدا، منہ جار و مجرور مل کر معطوف علیہ واو عاطفہ من جار علیا مضاف الثنایا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر کائنۃ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کے لیے خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ اور سابقہ جملے کے لیے معطوف اوّل۔ واو عاطفہ الصغیر مبتدا مستکن شبہ فعل ہو ضمیر اس کا فاعل۔

(شعر نمبر ۱۷) منہ جار و مجرور مل کر معطوف علیہ، واو عاطفہ من جار فوق مضاف

الثنایا موصوف السفلی صفت، موصوف صفت سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار و مجرور مل کر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر مستکن شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ اور سابقہ جملہ کے لیے معطوف ثانی۔ واو عاطفہ الطاء معطوف علیہ واو عاطفہ الدال معطوف اوّل واو عاطفہ ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفات سے مل کر مبتدا، لام جارّہ العلّیا مجرور، جار مجرور

سے مل کر مبدل منہ۔

(شعر نمبر ۱۸) من جار طرفیہما مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر بدل، مبدل منہ بدل سے مل کر کائنۃ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف سوم۔ واو عاطفہ من جار بطن مضاف الشفہ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر کائنۃ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ضمیر اس کا فاعل، مع مضاف اطراف مضاف الیہ مضاف، الثنایا موصوف المشرّفہ صفت، موصوف صفت سے مل کر اطراف کے لیے مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مع کا مضاف الیہ، مع اپنے مضاف الیہ سے مل کر شبہ فعل کے لیے مفعول فیہ، شبہ فعل اپنے فاعل، مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، الفا مبتدا مؤخر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف چہارم، معطوف علیہ اپنے چاروں معطوفات سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔ فالفا میں پہلا فاء زائدہ ہے۔

(۱۹) لِشَفَتَيْنِ الْوَاوُ بَاءٌ مِيمٌ وَغُنَّةٌ مَخْرَجُهَا الْخِشُومُ

ترجمہ: دونوں ہونٹوں کے لیے واو، باء اور میم ثابت ہیں، اور غنہ بھی ہے جس کا مخرج خیشوم ہے۔

تحقیق کلمات: خیشوم ناک کی جڑ کو کہتے ہیں۔ غنہ: ناک کی گنگنی آواز۔

تشریح:-

مخرج نمبر (۱۶): دونوں ہونٹوں سے چار حروف ادا ہوتے ہیں: (۱) ہونٹوں کی تری سے ”با“۔ (۲) ہونٹوں کی خشکی سے ”میم“۔ (۳) ہونٹوں کی گولائی سے ”واو متحرکہ“ اور ”واو لین“۔ ان چاروں کو ”حروف شفویہ“ کہتے ہیں اس لیے کہ شفۃ کے معنی ہیں ہونٹ، اور یہ بھی ہونٹ سے ہی ادا ہوتے ہیں۔

مخرج نمبر (۱۷): خیشوم یعنی ناک کی جڑ، اس سے غنہ ادا ہوتا ہے۔

یوں تو غنہ کا شمار صفات میں ہوتا ہے مگر چونکہ غنہ اخفاء، ادغام ناقص اور مشدد ہونے کی

حالت میں نونِ مخفی بن جاتا ہے جو بغیر خیشوم کے صحیح ادا نہیں ہو سکتا، اس وجہ سے مصنف نے خیشوم کو بھی مخارج سے شمار کیا۔ اس کے برخلاف وہ نون اور میم جو متحرک یا ساکن بحالتِ اظہار ہوں ان میں خیشوم کے بجائے نون اور میم کے مخارجِ اصلی کو زیادہ دخل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ غنہ بحالتِ نون مخفی کا مخرج خیشوم ہی ہے۔

ترکیب۔ لام جارّہ الشفتین مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابتۃً شبہ فعل محذوف کا، ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر مقدم، الواو معطوف علیہ، واو عاطفہ محذوف، باء معطوف اول، پھر واو عاطفہ محذوف میم معطوف دوم، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفات سے مل کر مبتدا موخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ کائنۃً منها محذوف، کائنۃً شبہ فعل ہی ضمیر اس کا فاعل اور منها جار مجرور مل کر اس کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر مقدم، غنۃ موصوف، مخرجہا مضاف بامضاف الیہ مبتدا الخیشوم خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر بتاویل مفرد غنۃ کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتدا موخر کائنۃً منها کے لیے، مبتدا، اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوف۔

(۲) بَابُ الصِّفَاتِ

صفات (متضادہ وغیر متضادہ) کا بیان

صفات، صفۃ کی جمع ہے۔ لغوی معنی: وہ کیفیت جو کسی چیز میں موجود ہو مثلاً سیاہ یا سفید ہونا، نرم یا سخت ہونا وغیرہ۔ اصطلاح اہل تجوید میں ہر حرف کو مخرج سے ادا کرتے وقت جو کیفیت پیدا ہوتی ہے، اُسے صفت کہتے ہیں مثلاً کسی حرف کو پڑھنا، کسی کو باریک پڑھنا، اور کسی کی ادائیگی کے وقت آواز میں سختی یا نرمی پیدا کرنا۔ ماقبل سے ربط یہ ہے کہ مخارج چونکہ بمنزلہ ذوات کے ہونے کی وجہ سے مقدم تھے تو اس لیے اس کے بعد صفات کو بیان کیا جو بمنزلہ کیفیات کے ہیں اور کیفیات ذوات کے تابع ہیں۔

ابتداءً صفت کی دو قسمیں ہیں: (۱) صفتِ لازمہ (۲) صفتِ عارضہ۔

صفتِ لازمہ کی تعریف: وہ صفت ہے جو حروف کی ادائیگی میں ہمیشہ پائی جاتی ہے کہ اگر اس کا خیال نہ رکھیں تو حرف مکمل ادا نہ ہو مثلاً ص میں اگر صفتِ استعلاء اور صفتِ طباق کا خیال نہ رکھا جائے تو وہ سین سے بدل جائے گا اور ص ادا نہ ہوگا۔ اس صفت کو ”ذاتیہ“، ”مقومہ“ اور ”مُمیزہ“ بھی کہتے ہیں۔ صفتِ لازمہ کی اقسام: - صفتِ لازمہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) صفتِ متضادہ۔

(۲) صفتِ غیر متضادہ۔

دونوں کی تعریف: صفتِ متضادہ وہ صفت ہے جن کے لیے صفت ہی میں ضد موجود ہو، اور صفتِ غیر متضادہ وہ صفت ہے جن کے لیے صفت ہی میں ضد موجود نہ ہو۔

صفتِ متضادہ کی اقسام: صفتِ متضادہ دس ہیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) ہمس (۲) جہر (۳) شدت (۴) رخوت (۵) استعلاء (۶) استفال (۷) طباق (۸) انفتاح (۹) اذلاق (۱۰) اصمات۔

ہمس کی ضد جہر ہے، شدت کی ضد رخوت ہے، استعلاء کی ضد استفال ہے، طباق کی ضد انفتاح ہے اور اذلاق کی ضد اصمات ہے۔

صفتِ غیر متضادہ کی اقسام: صفتِ غیر متضادہ آٹھ ہیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) صغیر (۲) قلقلہ (۳) لین (۴) انحراف (۵) تکریر (۶) تفشیش (۷) استطالت (۸) غنہ آنی۔

حکم: ہر حرف میں صفتِ متضادہ میں سے پانچ کا پایا جانا لازمی ہے، اور صفتِ غیر متضادہ صرف سولہ ۱۶ حرفوں میں پائی جاتی ہیں جو یہ ہیں: (۱) ب (۲) ج (۳) د (۴) ر (۵) ز (۶) س (۷) ش (۸) ص (۹) ض (۱۰) ط (۱۱) ق (۱۲) ل (۱۳) م (۱۴) ن (۱۵) و (۱۶) ی۔

صفتِ عارضہ کی تعریف: وہ صفت ہے جس سے حروف کی ادائیگی میں خوبصورتی اور نکھار آئے مگر اُس کے بغیر بھی حرف ادا ہو جائے مثلاً راء مفتوحہ و مضمومہ کوہُ اور راء مکسورہ کو بار یک پڑھنا (اگر ایسا نہیں کریں گے تو راء میں حُسن پیدا نہ ہوگا)۔ اس صفت کو ”محسنہ“، ”مُزینہ“ اور ”مُحلیہ“ بھی کہتے ہیں۔

صفاتِ عارضہ کے نام:- صفاتِ عارضہ تیرہ ۱۳ ہیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) تخم (۲) ترقیق (۳) مد (۴) ادغام (۵) انقلاب (۶) اخفاء (۷) غنہ زامانی (۸) تسہیل (۹) ابدال (۱۰) حرکت (۱۱) سکون (۱۲) صلہ (۱۳) حذف۔

حکم:- صفاتِ عارضہ مختلف حالتوں میں مختلف حروف کے اندر پائی جاتی ہیں۔ ان سب کا بیان اشعار کے ذیل میں آ رہا ہے۔

ترکیب۔ باب..... الخ اس سے پہلے ہذا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۲۰) صِفَاتُهَا جَهْرٌ وَرِخْوٌ مُسْتَفِلٌ	مُنْفَتِحٌ مُضْمِتَةٌ وَالضِّدُّ قُلْ
--	---------------------------------------

ترجمہ:- ان (حروف) کی صفات جہر، رخوت، استفال، انفتاح اور اصمات ہیں اور (ہر ایک کی) ضد کہہ دیجئے۔

تحقیق کلمات: جہر مصدر از باب فتح بمعنی بلند کرنا، آواز اونچی کرنا۔ رخو مصدر از باب کرم بمعنی نرم ہونا۔ منفتح اسم فاعل از باب انفعال بمعنی کھلنا، جدا ہونا۔ مُضْمِتَةٌ اسم فاعل از باب افعال بمعنی خاموش کرنا، روکنا۔ الضد صفت بمعنی الٹ، مخالف جمع اضداد۔ ”مُسْتَفِلٌ“ سے استفال، ”مُنْفَتِحٌ“ سے انفتاح اور ”مُضْمِتَةٌ“ سے اصمات مراد ہے۔ ضرورتِ شعری کی بناء پر مصدر کے بجائے صیغہ صفت لے آئے۔ ”وَالضِّدُّ قُلْ“ یعنی ان پانچوں صفات کی ضد بھی پڑھ لیجئے جن کا بیان آئندہ شعروں میں آئے گا۔

تشریح:-

اس سے پہلے باب میں حروف کے مخارج بیان کیے گئے تھے جو کہ اصل تھے، اب ان کی صفات بیان کی جا رہی ہیں جو کہ مخارج کے مابین ہیں۔ مذکورہ بالا شعر میں پانچ صفات لازمہ متضادہ کا ذکر ہے یعنی: (۱) جہر (۲) رخوت (۳) استفال (۴) انفتاح (۵) اصمات۔

..... جہر کی تعریف:- لغوی معنی ”بلند کرنا، اونچا کرنا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کے ادا ہوتے وقت آواز کا اپنے مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرنا کہ سانس کا جاری رہنا

بند ہو جائے۔ یہ صفت اُنیس ۱۹ حروف میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ا، ب، ج، د، ذ، ر، ز، ض، ط، ظ، ع، غ، ق، ل، م، ن، و، ء، ی)۔ ان کو ”حروفِ مجہورہ“ کہتے ہیں۔

۲..... رخوت کی تعریف:۔ لغوی معنی ”نرمی کرنا“، اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں ”حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا مخرج میں ایسی نرمی اور ضعف کے ساتھ ٹھہرنا کہ جس سے آواز جاری رہے۔ یہ صفت سولہ ۱۶ حروف میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ت، ح، خ، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ظ، غ، ف، ہ، و، ا، ی)۔ ان کو ”حروفِ رخوہ“ کہتے ہیں۔

۳..... استفال کی تعریف:۔ لغوی معنی ”نیچے رہنا“، اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں ”حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کی جڑ (یا زبان کے اکثر حصہ) کا تالو کی طرف نہ اٹھنا بلکہ نیچے ہی رہنا جس سے حرف باریک ادا ہو“۔ یہ صفت بائیس ۲۲ حروف میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ا، ب، ت، ث، ج، ح، ذ، ز، س، ش، ع، ف، ک، ل، م، ن، و، ء، ی)۔ ان کو ”حروفِ مستقلہ“ کہتے ہیں۔

۴..... انفتاح کی تعریف:۔ لغوی معنی ”گھلا رہنا، الگ رہنا“، اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کے اکثر حصہ کا اوپر تالو سے نہ ملنا بلکہ اُس سے الگ رہنا جس کے اثر سے حرف پُر نہیں ہوتا“۔ یہ صفت پچیس ۲۵ حروف میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ا، ب، ت، ث، ج، ح، خ، ذ، ز، س، ش، ع، غ، ف، ق، ک، ل، م، ن، و، ء، ی)۔ ان کو ”حروفِ منفتحہ“ کہتے ہیں۔

۵..... اصمات کی تعریف:۔ لغوی معنی ”روکنا، چپ کرنا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کا اپنے مخرج سے اس طرح مضبوطی اور جماؤ کے ساتھ ادا ہونا کہ گویا رُکاوٹ محسوس ہو رہی ہو“۔ یہ صفت تیس ۲۳ حروف میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ا، ب، ث، ج، ح، خ، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ق، ک، و، ہ، ء، ی)۔ ان کو ”حروفِ مصمۃ“ کہتے ہیں۔

ترکیب:۔ صفاتِ مضاف و مضاف الیہ مل کر مبتدا، جہر معطوف علیہ رِخو معطوفِ اوّل، واو عاطفہ محذوف مُستفیل معطوف ثانی، پھر واو عاطفہ محذوف مُنفتح معطوف ثالث، پھر

واو عاطفہ محذوف مُصِمَّةٌ معطوف رابع۔ جَہْرُ اپنے چاروں معطوفات سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ الضَّ مفعولہ بہ مقدم قُلْ فعل امر اَنْتَ ضمیر مستتر فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۲۱) مَهْمُوسُهَا فَحْشَةُ شَخْصٍ سَكْتُ شَدِيدُهَا لَفْظٌ أَجْدُ قَطٍ بَكْتُ

ترجمہ:- ان میں سے حروفِ مہموسہ ”فَحْشَةُ شَخْصٍ سَكْتُ“ (میں موجود) ہیں اور ان میں سے حروفِ شدیدہ ”أَجْدُ قَطٍ بَكْتُ“ کے الفاظ ہیں۔

تشریح:-

اس شعر میں صفاتِ متضادہ میں سے ہمس اور شدت کا بیان ہے۔

۶..... ہمس کی تعریف:- لغوی معنی ”پست اور جھکا ہوا ہونا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں ہمس کہتے ہیں ”حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا مخرج ایسی پستی اور ضعف کے ساتھ ٹھہرنا کہ سانس جاری رہے اور آواز میں ایک قسم کی پستی پائی جائے“۔ یہ صفت دس حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ف، ح، ث، ہ، ش، خ، ص، س، ک، ت) جن کا مجموعہ ”فَحْشَةُ شَخْصٍ سَكْتُ“ کہلاتا ہے (ترجمہ: پس اُس کو ایک ایسے شخص نے ابھارا جو کہ خاموش تھا)۔ ان کو ”حروفِ مہموسہ“ کہتے ہیں۔

۷..... شدت کی تعریف:- لغوی معنی ”تختی“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں ”حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا مخرج میں ایسی تختی کے ساتھ ٹھہرنا کہ وہ بند ہی ہو جائے اور اس میں ایک طرح کی تختی بھی ہو“۔ یہ صفت صرف آٹھ حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ء، ج، د، ق، ط، ب، ک، ت) جن کا مجموعہ ”أَجْدُ قَطٍ بَكْتُ“ ہے۔ ان کو ”حروفِ شدیدہ“ کہتے ہیں۔

تنبیہ:- تاء کے اندر رخوت و شدت دونوں پائی جاتی ہے لیکن بیک وقت نہیں بلکہ مختلف اوقات میں لہذا تناقض نہیں۔ [کمانی: جمال القرآن]

ترکیب:- مَهْمُوسُهَا مضاف و مضاف الیہ مبتدا، حُرُوفٌ یا لَفْظٌ محذوف مضاف ”فَحْشَةُ شَخْصٍ سَكْتُ“ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ شَدِيدُهَا مضاف مضاف الیہ مبتدا، لَفْظٌ مضاف ”أَجْدُ قَطٍ بَكْتُ“ مضاف

الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ (اپنے مابعد کے لیے معطوف علیہ)

(۲۲) **وَبَيْنَ رِخْوٍ وَالشَّدِيدِ لِنِ عُمَرَ** **وَسَبْعُ عُلُوٍ خُصَّ ضَغْطِ قِظْ حَصَرُ**

ترجمہ:- اور رخوت اور شدت کے درمیان ”لِنِ عُمَرَ“ والے حروف ہیں اور استعلاء کے

سات حروف ”خُصَّ ضَغْطِ قِظْ“ میں بند ہیں۔

تحقیق کلمات: **عُلُوٍ** سے مراد صفت استعلاء ہے۔ **حَصَرُ** صیغہ واحد مذکر غائب از باب ضرب بمعنی بند کرنا، یہاں بمعنی **اِنْ حَصَرَ** بند ہونا ہے۔

تشریح:-

مذکورہ شعر میں دو صفتوں کا بیان ہے: توسط، استعلاء۔

..... توسط کی تعریف:- لغوی معنی ”درمیان میں ہونا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کاشدت اور رخوت کی درمیانی حالت میں ہونا یعنی حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا نہ تو مکمل طور پر بند ہونا اور نہ ہی مکمل طور پر جاری رہنا“۔ یہ صفت پانچ حروف میں پائی جاتی ہے: (ل، ن، ع، م، ر)۔ ان کا مجموعہ ”لِنِ عُمَرَ“ ہے (ترجمہ: عمر! نرمی کر)۔ ان کو ”حروف متوسطہ“ اور ”حروف بینیہ“ کہتے ہیں۔ یہ صفت دو متضاد صفتوں شدت اور رخوت کے درمیان واقع ہے یعنی نہ تو رخوت کی طرح آواز کامل طور پر جاری رہتی ہے اور نہ شدت کی طرح فوراً بند ہو جاتی ہے بلکہ ایک درمیانی کیفیت بندھ جاتی ہے اس لیے اس کا نام ”توسط“ رکھا گیا۔

۸..... استعلاء کی تعریف:- لغوی معنی ”بلند ہونا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کے اکثر حصہ (بقول بعض حضرات زبان کی جڑ) کا اوپر کے تالو کی طرف اٹھ جانا جس سے حرف پُر ہو جائیں“۔ یہ صفت سات حروف میں پائی جاتی ہے: (خ، ص، ض، غ، ط، ق، ظ) جن کا مجموعہ ”خُصَّ ضَغْطِ قِظْ“ ہے اور ان کو ”حروف مستعلیہ“ کہتے ہیں۔

ترکیب:- واو عاطفہ (ما قبل جملہ معطوف علیہ) **بَيْنَ** مضاف **رِخْوٍ** معطوف علیہ واو عاطفہ **الشَّدِيدِ** معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر **بَيْنَ** کا مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر ظرف لغو خبر، **حُرُوفٌ** یا **لَفْظٌ** محذوف مضاف، **لِنِ عُمَرَ** مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف

الیہ سے مل کر مبتداء مؤخر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ (ہو کر معطوف علیہ)، واو عاطفہ سَبْعُ عَلُو مضاف و مضاف الیہ مل کر مبتداء اول، حُرُوفٌ یا لَفْظٌ محذوف مضاف، خُصٌّ ضَغِطٌ قِطْ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتداء ثانی، حَصْرُ فَعْلٍ هُوَ ضمیر مستتر فاعل، فَعْلٍ اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتداء ثانی کی خبر، مبتداء ثانی اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر مبتداء اول کے لیے خبر، مبتداء اول اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲۳) وَصَادُ ضَادٌ طَاءٌ ظَاءٌ مُطَبَقَةٌ وَفَرٌّ مِنْ لُبِّ الْحُرُوفِ الْمَذْلَقَةُ

ترجمہ:- صاد، ضاد، طاء اور ظاء حروفِ مطبقہ ہیں اور ”فَرٌّ مِنْ لُبِّ“ حروفِ مذلقہ ہیں۔

تشریح:-

مذکورہ شعر میں دو صفات متضادہ کا ذکر ہے: اِطْبَاق، اِذْلَاق۔

۹..... اِطْبَاق کی تعریف:- لغوی معنی ”ڈھانپ لینا، لپٹ جانا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کی ادائیگی کے وقت زبان کے اکثر حصہ کا اوپر کے تالو سے مل جانا اور اس سے لپٹ جانا جس کی وجہ سے حرف موٹی آواز کے ساتھ ادا ہو“۔ یہ صفت چار حروف میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ص، ض، ط، ظ)۔ ان کو ”حروفِ مطبقہ“ کہتے ہیں۔

۱۰..... اِذْلَاق کی تعریف:- لغوی معنی ”پھسلنا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کا زبان یا ہونٹ کے کناروں سے بہ سہولت ادا ہونا جس سے ادائیگی میں کوئی گرائی محسوس نہ ہو“۔ یہ صفت چھ حروف میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ف، ر، م، ن، ل، ب) جن کا مجموعہ ”فَرٌّ مِنْ لُبِّ“ (بوجہ سمجھداری کے بھاگا) یا ”فَرٌّ مِنْ لُبِّ“ (وہ شخص جس میں سمجھداری موجود تھی، بھاگا یعنی عقلمند شخص بے وقوف سے بھاگا) ہے اور ان کو ”حروفِ مذلقہ“ کہتے ہیں۔

ترکیب:- واو عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) صَادُ معطوف علیہ، ضَادُ طَاءٌ ظَاءٌ بحذف حرفِ عطف تینوں معطوفات، معطوف علیہ اپنے سب معطوفات سے مل کر مبتداء، مُطَبَقَةٌ خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ (ہو کر سابقہ جملہ کے لیے معطوف)، حُرُوفٌ یا لَفْظٌ محذوف مضاف، فَرٌّ مِنْ لُبِّ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتداء، الْحُرُوفِ الْمَذْلَقَةُ

موصوف باصفت خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۲۴) صَفِيرُهَا صَادٌ وَزَايٌ سَيْنٌ قَلْقَلَةٌ قُطْبٌ جَدٌّ وَاللَّيْنُ

ترجمہ: ان میں سے حروفِ صغیر یہ صاد، زاء اور سین ہیں جبکہ حروفِ قلقلہ ”قُطْبٌ جَدٌّ“ ہیں اور حروفِ لین.....

تشریح:-

مذکورہ شعر میں تین صفات غیر متضادہ کا ذکر ہے: صغیر، قلقلہ، لین۔

۱..... صغیر کی تعریف:- لغوی معنی ”سیٹی یا چڑیا وغیرہ کی طرح تیز آواز“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں ”حرف کی ادائیگی کے وقت سیٹی یا چڑیا وغیرہ کی طرح تیز آواز نکلنا“۔ یہ صفت تین حروف میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ص، ز، س) مگر تینوں کی آواز میں یہ فرق ہے کہ ’ص‘ کی آواز مرغابی سے ملتی ہے جیسے ”الصَّابِرِينَ“، ’ز‘ کی آواز شہد کی مکھی سے ملتی ہے جیسے ”زِلْزَالَ“ اور ’س‘ کی آواز مڈی سے ملتی ہے جیسے ”سَوْفَ“۔ ان کو ”حروفِ صغیر“ کہتے ہیں۔

۲..... قلقلہ کی تعریف:- لغوی معنی ”حرکت اور جنبش“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں ”حرف کی سکون اور وقف کی حالت میں ادائیگی کے وقت مخرج میں کچھ جنبش ہونا جس سے آواز لوٹتی ہوئی نکلے“۔ یہ صفت پانچ حروف میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ق، ط، ب، ج، د) جن کا مجموعہ ”قُطْبٌ جَدٌّ“ (بزرگی کا مینارہ) ہے اور ان کو ”حروفِ قلقلہ“ کہتے ہیں۔ مثالیں: خَلَقْتُ میں قاف، مَطْلَعٌ میں طاء، ابْنٌ میں باء، وَاجْعَلُوهُ میں جیم اور صِدْقٍ میں دال۔ (حروفِ لین اگلے شعر میں مذکور ہیں)

ترکیب:- صَفِيرُهَا مضاف و مضاف الیہ مبتدا، صَادٌ معطوف علیہ، واو عاطفہ زَايٌ معطوف اوّل، واو عاطفہ محذوف سَيْنٌ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ قَلْقَلَةٌ مبتدا، حُرُوفٌ یا لَفْظٌ محذوف مضاف، قُطْبٌ جَدٌّ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واو عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) اللَّيْنُ مبتدا جس کی خبر اگلے شعر میں مذکور ہے۔

(۲۵) **وَآوُ وِیَاءَ سَکْنَا وَانْفَتَحَا** **قَبْلَهُمَا وَالْإِنْجِرَافُ صُحْحَا**

ترجمہ:- واؤ اور یاء ہیں جو ساکن ہو اور ان کا ماقبل مفتوح ہو اور انحراف کو درست قرار دیا گیا ہے.....

تحقیق کلمات: سَکْنَا صیغہ تشنہ مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی ٹھہرنا، مراد ساکن ہونا۔ اِنْفَتَحَا آخر میں الف اشباع کے لیے زائد ہے، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب انفعال بمعنی کھلنا، مراد مفتوح ہونا۔ اِلْإِنْجِرَافُ مصدر از باب انفعال بمعنی ہٹنا مراد صفت انحراف ہے۔ صُحْحَا کے آخر میں الف اشباع کے لیے زائد ہے، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب تفعیل بمعنی درست قرار دینا۔

تشریح:-

مذکورہ شعر میں صفات غیر متضادہ میں سے دو صفتوں کا بیان ہوا ہے: لین، انحراف۔
۳..... لین کی تعریف:- لغوی معنی ”نرمی“، اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کو ایسی نرمی کے ساتھ ادا کرنا کہ اگر مد کرنا چاہے تو کر سکے“۔ یہ صفت دونوں میں پائی جاتی ہے:
(۱) واؤ ساکن جب اس سے پہلے حرف مفتوح ہو جیسے خَوْفِ۔ (۲) یاء ساکن جب اس سے بھی پہلے حرف پرزبر ہو جیسے وَالصَّيْفِ۔ ان دونوں کو ”حروف لین“ کہتے ہیں۔ (صفت انحراف کی تعریف اگلے شعر میں دیکھیں)

ترکیب:- وَآوُ معطوف علیہ، عاطفہ معطوف، یَاءَ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر موصوف، سَکْنَا فعل اس میں الف علامت تشنہ و ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ اِنْفَتَحَ فعل ما موصولہ محذوف، ثَبَتَ فعل بھی محذوف ضمیر هو اس کا فاعل، قَبْلَهُمَا مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ، ثَبَتَ فعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر اِنْفَتَحَ فعل کا فاعل، فعل با فاعل معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اللّٰیْنُ مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واؤ عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) اِلْإِنْجِرَافُ مبتدا صَحَحَ

فعل ہو ضمیر نائب فاعل (اس کی باقی ترکیب اگلے شعر میں ہوگی)۔

(۲۶) فِي اللَّامِ وَالرَّاءِ وَتَكَرُّرٍ جُعِلَ وَلِلتَّفَشِيِّ الشِّينُ ضَاذًا نِ اسْتَطِلَّ

ترجمہ:- لام اور راء میں، اور تکریر کے ساتھ راء کو خاص کیا گیا، اور تفشی کے واسطے شین ہے اور ضاد میں استطالت کر۔

تحقیق کلمات: تَکْرِیرُ مصدر از باب تفعیل دہرانا۔ التَفَشِيُّ مصدر از باب تفعیل بمعنی پھیلنا۔ ضَاذًا نِ اسْتَطِلَّ در اصل اسْتَطِلَّ ضَاذًا تھا، ضرورتِ شعری یا تخصیص کی وجہ سے مفعول بہ کو فعل سے پہلے لائے۔ اسْتَطِلَّ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم از باب استفعال بمعنی دراز کرنا، لمبا کرنا یا درازی کو چاہنا۔ یہاں پر مراد صفت استطالت ادا کرنا ہے۔

تشریح:-

مذکورہ شعر میں چند مزید صفات غیر متضادہ بیان ہو رہے ہیں چنانچہ:

۴..... انحراف کی تعریف:- لغوی معنی ”کنارہ پر ہونا، پھرنا، مائل ہونا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا حافہ لسان (زبان کا کنارہ) سے طرف لسان (زبان کی نوک) کی طرف یا زبان کی نوک سے زبان کی پشت کی طرف مائل ہونا“۔ یہ صفت دو حرفوں میں پائی جاتی ہے جو یہ ہیں: (ل، ر)۔ لام کی ادائیگی میں آواز زبان کے کنارے سے نوک کی طرف اور راء کی ادائیگی میں زبان کی نوک سے زبان کی پشت کی طرف لوٹتی اور مائل ہوتی ہے۔ ان دونوں کو ”حروف منخرنہ“ کہتے ہیں۔

۵..... تکریر (یا) تکرار کی تعریف:- لغوی معنی ”ایک کام کو بار بار کرنا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”ایک حرف کو ادا کرتے وقت کئی حرف ادا ہو جائیں“۔ مگر یہاں حقیقی تکرار مراد نہیں بلکہ تکرار جیسی کیفیت مراد ہے یعنی ادائیگی کے وقت یوں محسوس ہو کہ ایک حرف دو دفعہ ہو رہا ہے حالانکہ فی الواقع وہ ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے مگر تکرار کی مشابہت ہو جاتی ہے۔ یہ صفت صرف راء میں پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے مصنف نے فرمایا ”وَبِتَكَرُّرٍ جُعِلَ“ یعنی راء کو صفت تکریر کے لیے مقرر اور خاص کیا گیا لہذا یہ صفت اس کے علاوہ کسی میں نہیں پائی جاتی۔ جُعِلَ کی ہو ضمیر کا مرجع

راء۔ ہ۔ راء کو ”حرف تکریر“ کہتے ہیں، مثال جیسے ارجع۔

۶..... تفشی کی تعریف:- لغوی معنی ”پھیلنا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کی ادائیگہ کے وقت آواز اور ہوا کا منہ میں پھیل جانا“۔ یہ صفت صرف شین میں پائی جاتی ہے جیسے ”الشجر“۔ شین کو ”حرف تفشی“ کہتے ہیں۔

۷..... استطالت کی تعریف:- لغوی معنی ”دراز کرنا یا دراز ہونے کو طلب کرنا“۔ اہل تجوید کی اصطلاح میں کہتے ہیں: ”حرف کی ادائیگی کے وقت آواز کا مخرج کی ابتداء سے مخرج کے آخر تک مسلسل لمبی ہوتی رہنا“۔ چنانچہ جتنا مخرج طویل ہونا اتنی ہی آواز بھی طویل ہوگی۔ یہ صفت صرف ضاد میں پائی جاتی ہے جیسے وَلَا الضَّالِّينَ۔ ضاد کو ”حرف استطالت“ اور ”حرف مستطیل“ بھی کہتے ہیں۔

ترکیب:- فی حرف جر معطوف علیہ، واو عاطفہ اللام معطوف، الراء معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار و مجرور مل کر متعلق صَحَّح فعل کے جو گذشتہ شعر میں موجود تھا، فعل اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر الانجراف کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واو عاطفہ بتکریر جار با مجرور مل کر متعلق مقدم جعل فعل کے لیے، ہو ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ واو عاطفہ للتفشی جار با مجرور ثابتہ شبہ فعل محذوف کے متعلق، ہسی ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر مقدم، الشین مبتداء مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ ضاد مفعول بہ مقدم، استطل فعل امر انت ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

تنبیہ:- غنہ آنی کی تعریف و حکم: غنہ ناک کی وہ گنگنی آواز ہے جو نون اور میم کی ادائیگی کے وقت ظاہر ہوتی ہے اور غنہ آنی سے مراد وہ غنہ ہے جو نون اور میم میں ہر وقت پایا جاتا ہے خواہ وہ کسی بھی حالت میں ہوں۔ ”غنہ آنی“ بھی صفات غیر متضادہ میں داخل ہے۔

صفات لازمہ کا نقشہ

(کس حرف میں کتنی صفات پائی جاتی ہیں)

نمبر شمار	حرف	صفات: متضادہ					غیر متضادہ	مجموعی تعداد
۱	ا	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	x	۵
۲	ب	=	شدت	=	=	اذلاق	قلقلہ	۶
۳	ت	ہمس	=	=	=	اصمات	x	۵
۴	ث	=	رخوت	=	=	=	x	۵
۵	ج	جہر	شدت	=	=	=	قلقلہ	۶
۶	ح	ہمس	رخوت	=	=	=	x	۵
۷	خ	=	=	استعلاء	=	=	x	۵
۸	د	جہر	شدت	استفال	=	=	قلقلہ	۶
۹	ذ	=	رخوت	=	=	=	x	۵
۱۰	ر	=	توسط	=	=	اذلاق	صغیر	۶
۱۱	ز	جہر	رخوت	استفال	انفتاح	اصمات	تکریر (مع) انحراف	۷
۱۲	س	ہمس	=	=	=	=	صغیر	۶
۱۳	ش	=	=	=	=	=	تفشی	۶
۱۴	ص	=	=	استعلاء	اطباق	=	صغیر	۶
۱۵	ض	جہر	=	=	=	=	استطالت	۶
۱۶	ط	=	شدت	=	=	=	قلقلہ	۶
۱۷	ظ	=	رخوت	=	=	=	x	۵

۱۸	ع	جہر	توسط	استفال	انفتاح	اصمات	x	۵
۱۹	غ	=	رخوت	استعلاء	=	=	x	۵
۲۰	ف	ہمس	=	استفال	=	اذلاق	x	۵
۲۱	ق	جہر	شدت	استعلاء	=	اصمات	قلقلہ	۶
۲۲	ک	ہمس	=	استفال	=	=	x	۵
۲۳	ل	جہر	توسط	=	=	اذلاق	انحراف	۶
۲۴	م	=	=	=	=	=	x	۵
۲۵	ن	=	=	=	=	=	x	۵
۲۶	ہ	ہمس	رخوت	=	=	اصمات	x	۵
۲۷	ء	جہر	شدت	=	=	=	x	۵
۲۸	و	=	رخوت	=	=	=	لین	۶
۲۹	ی	=	=	=	=	=	=	۶

(۳) بَابُ مَعْرِفَةِ التَّجْوِیدِ

تجوید کی پہچان کا بیان

اس باب میں سات اشعار ہیں۔ مصنفؒ نے ان میں تجوید کی تعریف، حکم، ضرورت، اہمیت، فائدہ اور سیکھنے کا آسان طریقہ ذکر کیا ہے، مقصد یہ ہے کہ تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کے حکم کے ساتھ خلاف تجوید پڑھنے کا حکم بھی معلوم ہو جائے اور اس کی وجہ بھی سمجھ میں آجائے۔ ماقبل میں مخارج اور صفات بیان ہوئے اس لیے اب تجوید کی تعریف وغیرہ ذکر فرما رہے ہیں کیونکہ یہی دو چیزیں تجوید کی بنیاد ہیں۔

ترکیب۔ بَابُ الخ اس سے پہلے ہَذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۲۷) وَالْأَخْذُ بِالتَّجْوِيدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ مِّنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْآنَ اِثْمٌ

ترجمہ:- تجوید کا حاصل کرنا واجب ہے، ضروری ہے، جو شخص تجوید کے ساتھ قرآن مجید نہ پڑھے وہ گناہگار ہے۔

تحقیق کلمات: الأخذ مصدر از باب نصر بمعنی لینا، سیکھنا، حاصل کرنا۔ التجوید مصدر از باب تفعیل بمعنی عمدہ کرنا، اچھا بنانا (تجوید کی تعریف و توضیح شعر نمبر ۳۰ میں دیکھیں)۔ حتم مصدر یا صفت مشبہ از باب ضرب بمعنی مضبوط کرنا، واجب کرنا، مراد فرض ہی ہے۔ لازم اسم فاعل از باب سمع بمعنی چمٹنا، لازم و ضروری ہونا۔ لَمْ يُجَوِّدْ صیغہ واحد مذکر غائب فعل جہد از باب تفعیل بمعنی عمدہ بنانا، اچھا کرنا۔ اِثْمٌ اسم فاعل از باب سمع بمعنی گناہ کا مرتکب ہونا۔ ایک نسخہ میں ”مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ“ کے بجائے ”مَنْ لَمْ يُصَحِّحْ“ آیا ہے یعنی جس نے صحیح طریقہ سے قرآن پاک کو نہیں پڑھا۔

تشریح:-

تجوید کا سیکھنا اور تجوید کے مطابق قرآن مجید کو پڑھنا فرض ہے جو شخص تجوید کا لحاظ نہیں کرتا وہ گناہگار ہے۔ علمائے کرام نے وضاحت کی ہے کہ علم تجوید کی باریکیوں کا جاننا تو فرض کفایہ ہے مگر قواعد کے مطابق درست تلفظ کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت ہر عاقل بالغ پر فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے: ﴿وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ [الزلزلہ: ۴] ترجمہ: قرآن مجید کو صاف صاف پڑھ۔ اللہ تعالیٰ نے ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”هُوَ تَجْوِيدُ الْحُرُوفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوفِ“ (ترتیل نام ہے حرفوں کو تجوید کے ساتھ یعنی مخارج و صفات کے ساتھ ادا کرنے اور وقف کرنے کی جگہوں کے پہچاننے کا)۔ مفسر قرآن علامہ بیضاوی نے بھی ترتیل کی تفسیر تجوید سے ہی کی ہے۔

خلاف تجوید قرآن مجید کی تلاوت کرنا گناہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے: ”رُبَّ قَارِئٍ لِلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ“ [مشکوٰۃ شریف] (بہت سے قرآن مجید کے پڑھنے والے ہیں جبکہ قرآن ان پر بددعا کرتا رہتا ہے)۔ اس کے دو سبب مشہور ہیں: (۱) قرآن مجید پر عمل نہ کرنا۔

(۲) قرآن مجید کی ٹھیک ٹھیک تلاوت نہ کرنا۔

قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا لازم ہے چاہے نماز میں ہو یا نماز سے خارج، تجوید کے خلاف تلاوت کرنے سے بعض اوقات معنی و مراد بگڑ جاتے ہیں جس سے نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

ترکیب:- الْأَخْذُ مصدر شبہ فعل هُوَ ضمیر فاعل، بِالتَّجْوِيدِ جار با مجرور مصدر کے متعلق، مصدر شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا، حَتَّمْ خبر اوّل، لَا زِمَ خبر ثانی یا حَتَّمْ مَوْكِدًا اور لَا زِمَ تَاكِيد، مَوْكِدًا تَاكِيد مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ مَن اسم موصول متضمن، لَمْ یَجُودَ فعل جحد هُوَ ضمیر فاعل، الْقُرْآنَ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر شرط، اِثْمُ شبہ فعل هُوَ ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جزا۔ شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر مُعَلَّل (مابعد جملہ تعلیل)۔

(۲۸)	لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اُنْزِلَا	وَهٰكِذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا
------	----------------------------------	------------------------------------

اس لیے کہ اس (تجوید) کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید کو) نازل کیا ہے اور اسی کیفیت کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے ہم تک (قرآن) پہنچا ہے۔

تحقیق کلمات: بِہ کی ہاء ضمیر کا مرجع التجوید ہے۔ اِلٰه بمعنی معبودِ برحق مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مِنْہ کی ہاء ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وَصَلَا الف اشباع کے لیے زائد ہے، دراصل وَصَلَ ہے صیغہ واحد مذکر غائب فعل از باب ضرب بمعنی پہنچنا، ملنا۔

تشریح:-

تجوید پر عمل اس لیے لازم ہے کہ اسی کے ساتھ قرآن مجید نازل ہوا اور اسی کے ساتھ بواسطہ حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعینؓ و تبع تابعینؓ وغیرہ ہم تک پہنچا یعنی ہر ایک نے تجوید کے ساتھ پڑھا اور دوسروں کو پڑھایا۔ علم قرأت کے مشہور و معروف امام حضرت ابو عمرو حفص بن سلیمانؓ نے امام عاصم بن ابی النخود کو فی تابعیؓ سے قرآن پاک پڑھا، انہوں نے حضرت ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن حبیب سلمیؓ و حضرت ابو مریم زہریؓ بن خیشؓ سے پڑھا۔ پھر عبد اللہ بن حبیبؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ و حضرت عبد اللہ

بن مسعودؓ سے پڑھا۔ امام زہریؒ نے حضرت عثمانؓ و حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پڑھا اور مذکورہ بالا صحابہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے تجوید کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔

حدیث مبارک میں ہے: ”إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ أَنْ يُقْرَأَ الْقُرْآنُ كَمَا أُنْزِلَ“ (اللہ تعالیٰ

یہ پسند کرتا ہے کہ قرآن مجید کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح نازل کیا گیا)۔ [فیض القدر: ۲/۳۷۷]

ترکیب:- لام جارّہ، اَنْ حرف مشبہ بالفعل، ضمیر شان، بہ جار مجرور متعلق مقدم اَنْزَلَ فعل کے، اِلَالۃ مبتدا، اَنْزَلَ فعل ہو ضمیر فعل، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ ہا برائے تنبیہ زائد، و صلاً مصدر محذوف موصوف، کاف بمعنی مثل مضاف ذال اسم اشارہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق مقدم و وصل فعل کے لیے، مِنْہ جار مجرور مل کر متعلق اول برائے وصل، اِلینا جار مجرور مل کر متعلق ثانی برائے وصل فعل، ہو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل، مفعول مطلق اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، سابقہ جملہ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بتاویل مجرور، لام جارّہ اپنے مجرور سے مل کر گزشتہ شعر کے لیے تعلیل، معلّل تعلیل سے مل کر جملہ تعلیلیہ سیہ۔

(۲۹) وَهُوَ أَيْضًا حِلْيَةُ التَّلَاوَةِ وَزِينَةُ الْأَدَاءِ وَالْقِرَاءَةِ

اور وہ تلاوت کا زیور اور ادائیگی اور پڑھنے کی زینت بھی ہے۔

تحقیق کلمات: ہو ضمیر کا مرجع التجوید یا الأخذ بالتجوید ہے۔ اَيْضًا مصدر از باب ضرب بمعنی لوٹنا، واپس ہونا۔ حِلْيَةُ بمعنی زیور جمع حُلّی۔ التلاوة مصدر از باب نصر بمعنی پیچھے آنا، تلاوت کرنا۔ زِينَةُ مصدر از باب ضرب بمعنی خوبصورت کرنا، آراستہ کرنا۔ الأداء مصدر از باب فتح بمعنی حرف کی ادائیگی کرنا۔ القراءۃ مصدر از باب فتح بمعنی پڑھنا۔

تشریح:-

اس میں کوئی شک نہیں کہ تجوید تلاوت قرآن کے لیے بمنزلہ زیور ہے، اگرچہ تجوید کے بغیر بھی تلاوت ممکن ہے مگر اس خوبصورتی سے قطعاً محروم ہے جو تجوید کے ساتھ تلاوت کرنے پر

حاصل ہوتی ہے، نیز حرفوں کی ادائیگی اور پڑھنے کا بہترین اور بارونق طریقہ بھی تجوید کے ساتھ ہے کیونکہ تجوید کے بغیر بڑی بڑی غلطیاں تک سرزد ہو جاتی ہیں۔

ترکیب:۔ ھُوَ مبتداء، اَيْضًا مفعول مطلق برائے اَضَ فعل ھُوَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ معترضہ۔ حَلِیَّةُ التِّلَاوَةِ مضاف بامضاف الیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ زینۃ مضاف الیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ القراءۃ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ، زینۃ اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ھُوَ مبتداء کی خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳۰) وَهُوَ اَعْطَاءُ الْحُرُوفِ حَقَّهَا مِنْ صِفَةٍ لَهَا وَمُسْتَحَقَّهَا

اور وہ حرفوں کو ان کا حق یعنی صفت اور ان کا مقتضی دینا ہے۔

(۳۱) وَرَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ لِأَصْلِهِ وَاللَّفْظُ فِي نَظِيرِهِ كَمَثَلِهِ

اور ہر ایک حرف کو اس کی اصل کی طرف لوٹانا ہے اور لفظ اپنی نظیر میں اپنی ہی طرح ہے۔ تحقیق کلمات: ھُوَ ضمیر کا مرجع التجوید ہے۔ اَعْطَاءُ مصدر از باب افعال بمعنی دینا۔ حَقُّ مصدر از باب ضرب بمعنی ثابت ہونا، لازم ہونا، مراد لازمی صفت۔ مُسْتَحَقُّ صیغہ اسم مفعول از باب استفعال بمعنی بطور حق اپنے لیے ثابت کرنا، حق دار ہونا، تقاضہ کرنا۔ رَدُّ مصدر از باب نصر بمعنی لوٹانا، پھیرنا۔ اَصْلُ سے مراد ہر حرف کا مخرج ہے۔ نَظِيرُ بمعنی مشابہ، برابر، مانند، جیسا۔

تشریح:۔

تجوید کے لغوی معنی ہیں ”اچھا اور عمدہ کرنا“۔ اصطلاحی معنی ہیں: ”ہر حرف کو اس کے مخرج سے تمام صفات کے ساتھ ادا کرنا“۔ تجوید کی غرض قرآن پاک کی صحیح طرح تلاوت کرنا ہے۔ مذکورہ شعروں میں ”اَعْطَاءُ الْحُرُوفِ حَقَّهَا“ (حرفوں کو ان کا حق دینا) سے صفات لازمہ کے ساتھ ادائیگی مراد ہے کیونکہ صفات لازمہ ہر حرف کا حق ہے اور مستحق سے صفات عارضہ کے ساتھ ادائیگی مراد ہے کیونکہ وہ ہر حرف کا مقتضی ہوتا ہے۔ تجوید میں دو ہی باتیں ضرور ملحوظ رہنی چاہئیں: (۱) ہر حرف کو اس کی اصل یعنی مخرج سے ادا کرنا۔ (۲) صفات لازمہ و عارضہ کی رعایت رکھنا۔

وَاللَّفْظُ فِي نَظِيرِهِ كَمِثْلِهِ: اس سے مراد یہ ہے کہ تمام الفاظ برابر مد، غنہ اور وقف کے ساتھ ادا کئے جائیں، ان سب کی مقدار یکساں رہے اور مخارج و صفات کا لحاظ بھی سب میں ایک جیسا ہی ہونا چاہیے۔

ترکیب:۔ واو عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) ہو مبتدا، اعطاء مصدر عامل مضاف، القاریء فاعل محذوف ذوالحال (جس کا حال اگلے شعر میں مذکور ہے مُكْمَلًا)، الحُرُوفِ مفعول بہ مضاف الیہ، حَقَّهَا مضاف و مضاف الیہ مل کر مُبَيَّن، مِنْ بیانیہ صِفۃ موصوف کائنۃ شبہ فعل محذوف ہئی ضمیر فاعل، لَهَا جار و مجرور مل کر شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر حَقَّهَا کا بیان، مبین بیان سے مل کر معطوف علیہ، واو عاطفہ مُسْتَحَقَّهَا مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اعطاء مصدر مضاف کا مفعول بہ، مصدر مضاف اپنے فاعل محذوف، مضاف الیہ اور مفعول بہ سے مل کر معطوف علیہ۔ واو عاطفہ رَدُّ مصدر مضاف، القاریء فاعل محذوف ذوالحال (جس کا حال اگلے شعر میں مذکور ہے مُكْمَلًا)، كَلَّ وَاحِدٍ مضاف و مضاف الیہ مل کر پھر رَدُّ مصدر مضاف کا مفعول بہ مضاف الیہ، جار مجرور مل کر مصدر کے متعلق، مصدر اپنے فاعل، مفعول بہ مضاف الیہ اور متعلق سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ہو مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

واو عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) اللَّفْظُ مبتدا، فِي حرف جر، نَظِيرِهِ مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق اوّل برائے ثابِت شبہ فعل محذوف، ہو ضمیر فاعل، کاف جائزہ مِثْلِهِ مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی برائے ثابِت شبہ فعل کے، شبہ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقات سے مل کر شبہ جملہ بن کر مبتدا کی خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳۲) مُكْمَلًا مَنْ غَيْرِ مَا تَكْلُفُ | بِاللُّطْفِ فِي النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ

اس حال میں کہ وہ کسی طرح تکلف کے بغیر کامل ادا کرنے والا ہو، بغیر کسی مشکل کے تلفظ میں نرمی کے ساتھ۔

تحقیق کلمات: مُكْمَلًا صیغہ اسم فاعل از باب تفعیل بمعنی مکمل کرنا، کامل ادا کرنا۔ تَكْلُف

مصدر از باب تفعّل بمعنی بہ تکلف کسی کوئی کام کرنا۔ اللّٰطْف مصدر از باب کرم بمعنی نرم ہونا۔ النّٰطِق مصدر از باب ضرب بمعنی بولنا، ادا کرنا، تلفظ کرنا۔ تَعَسَّف مصدر از باب تفعّل بمعنی سختی اور مشکل میں پڑنا۔

تشریح:-

عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ جو شخص پڑھنے اور ادائیگی میں تکلف اور بناوٹ سے کام لیتا ہے وہ ضرور غلطی کرتا ہے اس لیے کہا جا رہا ہے کہ ادائیگی کامل طریقے سے ہو مگر کسی قسم کا تصنع و تکلف نہ کرے بلکہ مشکل میں پڑے بغیر نہایت نرمی اور خوبصورتی کے ساتھ تمام حرفوں کو ادا کرے۔

تکلف کے آثار ناک کا پھولنا، منہ کا ٹیڑھا ہونا، پلکیں گرانا اور رانی محسوس کرنا وغیرہ ہیں۔

ترکیب:- مُکَمَّلًا صیغہ اسم فاعل ہو ضمیر فاعل، مِنْ جَارَہْ غَیْرِ مضاف، مَا زائدہ تَکَلُّفِ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر جارا کا مجرور، جارا اپنے مجرور سے مل کر متعلق اوّل برائے مُکَمَّلًا، بَاء جَارِ اللّٰطْفِ مصدر، فِی جَارِ، النّٰطِقِ مجرور، جارا اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا اللّٰطْفِ مصدر کے، مصدر اپنے متعلق سے مل کر مجرور، بَاء جَارَہْ اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی برائے مُکَمَّلًا، بَاء جَارَہْ لازائدہ، تَعَسَّفِ مجرور، جارا اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثالث برائے مُکَمَّلًا، صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور تینوں متعلقات سے مل کر حال برائے الْقَارِیءِ محذوف کے جو گذشتہ شعر میں مذکور تھا اور وہیں اس کی ابتدائی ترکیب کر دی گئی۔

(۳۳) وَلَیْسَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ تَرْکِہِ | اِلَّا رِیَاضَةُ اَمْرِیْءٍ بِفَکِہِ

ترجمہ:- اور اس (تجوید) کے درمیان اور اس کو چھوڑنے کے درمیان (کوئی فرق) نہیں ہے مگر آدمی کا اپنے جبرے (یعنی منہ) کے ساتھ مشق کرنا۔

تحقیق کلمات: رِیَاضَةُ مصدر از باب نصر بمعنی سُدھا نا، مشق کرنا۔ امرؤ آدمی۔ فَکّ جبرّا، مراد منہ جس سے تمام حروف اداء ہوتے ہیں۔

تشریح:-

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ تجوید سیکھنے اور نہ سیکھنے میں فرق صرف چند روز تک منہ سے محنت

اور کوشش کرنے کا ہے، جو شخص کسی ماہر و مجتہد استاذ کے ہاں محنت کر لے اور حرفوں کو مخرج سے تمام صفات کے ساتھ ادا کرنے کے لیے اپنے جڑے کو صحیح طرح حرکت میں لائے اور کچھ دن اس مشقت کو گوارا کر لے تو وہ تجوید کا علم حاصل کر لے گا۔ اس کے برعکس جو یہ چند روزہ محنت قبول نہ کرے وہ علم تجوید کے ثمرہ سے محروم ہی رہے گا اور غافلوں میں شمار ہوگا۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ وَرِزْقَنَا الْاُخْذُ بِالتَّجْوِيدِ كَامِلًا۔

ترکیب:- واو عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) لیس فعل ناقص، بینۃ مضاف بامضاف الیہ معطوف علیہ، واو عاطفہ بین ترکیب مضاف بامضاف الیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول فیہ برائے فارقاً صیغہ اسم فاعل مقدّر، ضمیر اس کا فاعل، اسم فاعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے مل کر لیس کا خبر مقدم، شئیء محذوف مستثنیٰ منہ الا حرف استثناء، ریاضۃ مصدر مضاف الی الفاعل، امری و فاعل مضاف الیہ، باء حرف جر، فیکہ مضاف بامضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق مصدر کے، مصدر اپنے فاعل مضاف الیہ و متعلق سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر اسم مؤخر برائے لیس، لیس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

(۴) بَابُ اسْتِعْمَالِ الْحُرُوفِ

حرفوں کو ادا کرنے کا بیان

مخارج، صفات (لازمہ، عارضہ) اور تجوید کی تعریف وغیرہ امور معلوم کر لینے کے بعد اب ناظم حرفوں کو ان کے مخارج سے صفات کے ساتھ ادا کرنے کا طریقہ بیان فرما رہے ہیں مثلاً کسی حرف کو باریک ادا کرنا ہے اور کسی کو پُر۔ اس باب میں سات اشعار ہیں۔

ترکیب:- بَابُ الخ اس سے پہلے ہذا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۳۴) فَرَقْنٰ مُسْتَفْلًا مِّنْ اَحْرَفٍ وَحَاذِرُنْ تَفْخِيمٍ لَّفْظِ الْاَلِفِ

ترجمہ:- پس حرفوں میں سے استفال والے حرف کو ضرور باریک پڑھ، اور لفظ الف کو پُر

پڑھنے سے ضرور بچ۔

تحقیق کلمات: رَقَّقْنَ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر بانون تاکید خفیفہ از باب تفعیل بمعنی باریک کرنا۔ مُسْتَفِلاً صیغہ اسم فاعل از استفعال بمعنی نیچے ہونا، مراد حروفِ مستقلہ ہیں۔ حَاذِرْنَ صیغہ واحد مذکر حاضر از باب مفاعلہ بمعنی احتیاط کرنا، بچنا۔ تَفْخِیم مصدر از باب تفعیل پُر اور موٹا پڑھنا۔

تشریح:-

ترقیق کی تعریف: لغوی معنی ”باریک پڑھنا“۔ اصطلاحی معنی ہیں: ”حرف کو اس طرح ادا کرنا کہ اس کی آواز سے منہ نہ بھرے اور وہ پُر ادا کیے جانے والے حرف کے مقابلہ میں باریک معلوم ہو“۔
تفخیم کی تعریف: لغوی معنی ”پُر اور موٹا کرنا“۔ اصطلاحی معنی ہیں: ”حرف کو اس طرح ادا کرنا کہ اس کی آواز سے منہ بھر جائے“۔

مذکورہ شعر میں دو حکم بیان ہوئے ہیں: (۱) حروفِ مستقلہ کو باریک پڑھنا۔ (۲) لفظ الف کو پُر نہ پڑھنا۔

حروفِ مستقلہ بائیس ۲۲ ہیں: (ا، ب، ت، ث، ج، ح، د، ذ، ر، ز، س، ش، ع، ف، ک، ل، م، ن، و، ہ، ء، ی)۔ تین حرفوں کے علاوہ باقی تمام حروفِ مستقلہ باریک ہوتے ہیں، وہ تین حرف یہ ہیں: الف، لام اور راء۔ ان تینوں کے احکامات تفصیل سے بیان ہوں گے۔
الف اپنے ماقبل حرف کے تابع ہوتا ہے، اگر الف سے پہلے موٹا حرف آئے تو الف موٹا ہوگا جیسے قَالَ، صَابِرِينَ، خَالِدِينَ وغیرہ۔ اگر باریک حرف آئے تو الف بھی باریک ہوگا جیسے کَانَ، جَاءَ وغیرہ۔

وَحَاذِرْنَ تَفْخِيمَ لَفْظِ الْأَلِفِ: الف چونکہ بذاتِ خود نہ باریک ہے نہ پُر، اس لئے اسے ہمیشہ پُر پڑھنے سے بچو بلکہ موقعِ محل کے مطابق کبھی باریک اور کبھی پُر پڑھا جائے۔

ترکیب:- فاء زائدہ، رَقَّقْنَ فعل امر اَنْتَ ضمیر مستتر فاعل، مُسْتَفِلاً شبہ فعل ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر موصوف کَانِنَا شبہ فعل محذوف ضمیر فاعل، مِنْ أَحْرَفٍ جارو مجرور مل کر کَانِنَا کے متعلق، کَانِنَا اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل

کر مفعول بہ برائے رَقَّقْنَ، اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عطفہ حَازِرُنْ فعل امر اَنْتَ ضمیر اس کا فاعل، تَفْخِیْمَ مصدر مضاف، لَفْظِ مضاف الیہ مضاف، الالف مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ، حَازِرُنْ اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف اول (آئندہ کئی ناقص جملے معطوف بنیں گے)۔

(۳۵) وَهَمَزَ الْحَمْدُ أَغُوذُ إِهْدِنَا اللَّهُ ثُمَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اور ”الْحَمْدُ“، ”أَغُوذُ“، ”إِهْدِنَا“ اور لفظ ”اللہ“ کے ہمزہ کو (باریک پڑھ) پھر ”لِلَّهِ“ اور ”لَنَا“ کے لام کو (بھی باریک پڑھ)۔

(۳۶) وَلَيْتَلَطَّفُ وَعَلَى اللَّهِ وَلَا الضُّ وَالْمِيمُ مِنْ مَّخْمَصَةٍ وَمِنْ مَرَضٍ

”وَلَيْتَلَطَّفُ“، ”عَلَى اللَّهِ“ اور ”وَلَا الضَّالِّينَ“ (کے لام کو بھی باریک پڑھ) اور ”مَّخْمَصَةٍ“ اور ”مَرَضٍ“ کے میم کو (بھی باریک پڑھ)۔

تحقیق کلمات: ان تمام حرفوں کا سابقہ شعر کے ”رَقَّقْنَ“ کے مفعول بہ ”مُسْتَفْلَا“ پر عطف ہے، اس صورت میں یہ منصوب ہوں گے اور اگر ان سب کا عطف ”حَازِرُنْ تَفْخِیْمَ لَفْظِ الْاَلِفِ“ کے الالف پر ہو تو یہ مجرور ہوں گے۔ دونوں صورت میں حکم ایک ہے یعنی مذکور کلمات میں ان حروف کو پُر نہ پڑھا جائے بلکہ انہیں باریک پڑھا جائے۔

تشریح:-

چند حروفِ مستقلہ کو بطور خاص باریک پڑھنے کا حکم بیان ہو رہا ہے، وہ حروف یہ ہیں:

(۱) وہ ہمزہ جو ”الْحَمْدُ“، ”أَغُوذُ“، ”إِهْدِنَا“ اور لفظ ”اللہ“ کے شروع میں ہے۔

(۲) وہ لام جائزہ جو اللہ کے شروع میں ہے۔ یہ وہ لام نہیں جو لفظ ”اللہ“ کے الف کے بعد واقع ہے

اور لفظ ”اللہ“ کا حصہ ہے کیونکہ اس کا حکم آگے آئے گا۔ اسی طرح لفظ ”اللہ“ کے علاوہ ہر جگہ لام

کو باریک پڑھنا ضروری ہے مثلاً لَنَا، ”وَلَيْتَلَطَّفُ“، ”عَلَى اللَّهِ“ اور ”وَلَا الضَّالِّينَ“۔ ان

تمام جگہوں میں لام کو پُر نہ پڑھنے سے احتراز لازم ہے۔

لِلّٰہ کی طرح عَلٰی اللّٰہ میں بھی لام سے وہ لام مراد نہیں جو لفظ اللّٰہ کا حصہ ہے بلکہ وہ لام مراد ہے جو علی حرفِ جاڑہ میں موجود ہے، اسے بھی باریک پڑھا جائے گا۔

(۳) میم کو بھی ہمیشہ باریک پڑھنا چاہیے بالخصوص مَخْمَصَہ جیسے لفظ میں کیونکہ خ مستعلیہ ہے اور میم مستقلہ اس لیے میم کو باریک پڑھیں اور خ کو پُر۔ اسی طرح مَرَض جیسے لفظ میں بھی کیونکہ راء بوجہ زبر کے پُر پڑھی جائے گی لیکن میم باریک ہی پڑھا جائے گا۔

شعر نمبر ۳۵ و ۳۶ کی ترکیب: — واو عاطفہ هَمْز مضاف، الْحَمْدُ معطوف علیہ، اَعُوذُ، اِهْدِنَا، اللّٰہ بحذف حرفِ عطف معطوفات، الْحَمْدُ اپنے معطوفات ثلاثہ سے مل کر مضاف الیہ، هَمْز اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف، ثُمَّ عاطفہ، لَام مضاف، لفظ لِلّٰہ معطوف علیہ، لَنَا وَلَيَسْلَطْ وَعَلَى اللّٰہ وَلَا الضَّ یہ سب معطوفات، لفظ لِلّٰہ اپنے معطوفات اربعہ سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف اوّل برائے هَمْز، واو عاطفہ الْمِیْم موصوف الْکَائِنَ شَبہ فعل محذوف، ضمیر اس کا فاعل، مِنْ مَّخْمَصَہ جار با مجرور معطوف علیہ، واو عاطفہ وَمِنْ مَرَضٍ جار با مجرور معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شَبہ فعل کے متعلق، شَبہ فعل محذوف اپنے فاعل و متعلق سے مل کر صفت، الْمِیْم اپنی صفت سے مل کر معطوف ثانی برائے هَمْز۔

(۳۷)	وَبَاءٌ بَرَقَ بَاطِلٌ بِهِمْ بَدِئٌ	وَآخِرُضٌ عَلَى الشِّدَّةِ وَالْجَهْرِ الَّذِي
------	--------------------------------------	--

ترجمہ: اور بَرَقِ، بَاطِلِ، بِهِمْ اور بَدِئِ کی باء کو (بھی باریک پڑھ) اور شدت و جہر (کی ادائیگی) کی کوشش کر جو.....

تشریح:-

قوله وَآخِرُضٌ عَلَى الشِّدَّةِ وَالْجَهْرِ: اس عبارت میں اس طرف... مقصود ہے کہ چونکہ باء اور جیم مستقلہ میں سے ہیں جن کا اکثری حکم باریک پڑھنا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہر اور شدت بھی پائی جاتی ہے جس کا تقاضہ آواز کا سخت اور بلند ہونا ہے اس لیے باء اور جیم کی ادائیگی میں باریک پڑھنے کے ساتھ صفت جہر اور صفت شدت کا خیال بھی رہنا چاہیے۔ یہ نہ ایک ساتھ استفال، شدت اور جہر کا اہتمام تھوڑا مشکل ہے خصوصاً جب قلقلہ بھی ہو رہا ہو۔ باء کی مثال

جیسے: (۱) حُب (۲) الصَّبْر (۳) رَبْوَة - جیم کی مثال جیسے (۱) اُجْتُت (۲) حَج (۳) الفَجْر .
تحقیق کلمات: اِخْرَضَ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب ضرب بمعنی لالچ کرنا، کوشش کرنا۔ الشَّدَّة سے صفت شدت اور الجَّهْر سے صفت جہر مراد ہے۔

ترکیب:- بَاء مضاف، بَرَقِ معطوف علیہ، بَاطِلِ بِہِم بِذِی معطوفات، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف ثالث برائے هَمَزَ (جو گذشتہ شعر میں مذکور ہے)، هَمَزَ اپنے معطوفات سے مل کر یا تو مُسْتَفِلاً پر عطف، یا پھر الَّا لِف پر عطف اور پھر اسی کے ساتھ مل کر بقیہ ترکیب جیسی کہ گذر چکی۔ بہ صورت مفہوم ایک ہی رہے گا۔ واو عاطفہ اِخْرَضَ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، عَلٰی جار الشَّلْثَ معطوف علیہ واو عاطفہ الجَّهْر موصوف الذی اسم موصول (بقیہ ترکیب دوسرے شعر میں ہوگی)۔

(۳۸) فِيْهَا وَفِي الْجِيْمِ كَحُبِّ الصَّبْرِ رَبْوَةٌ اُجْتُتْ وَحَجَّ الْفَجْرِ

ترجمہ:- اس میں (یعنی باء میں) اور جیم میں ہے جیسے حُب، الصَّبْر، رَبْوَة، اُجْتُتْ، حَج اور الفَجْر ۔

تشریح:-

مصنف فرماتے ہیں کہ بَرَقِ، بَاطِلِ، بِہِم اور بِذِی کی باء کو باریک ہی ادا کریں، ایسا نہ ہو کہ بَرَقِ میں راء کے پُر ہونے کی وجہ سے، بَاطِلِ میں طاء کے قریب ہونے کی وجہ سے باء کو بھی پُر پڑھ دیں، اسی طرح بِہِم میں بھی باء مجبورہ شدیدہ جبکہ ہاء مہوسہ رخوہ ہے اس لیے باء کے باریک ہونے کا زیادہ خیال رکھا جائے، یوں ہی بِذِی میں بھی باء اور ذال کے درمیان بعض صفات مختلف ہیں لہذا باء کی باریکی کا دھیان لازم ہے۔

الغرض مذکورہ تمام کلمات میں باء کو باریک پڑھا جائے۔

ترکیب:- فِيْهَا جار با مجرور معطوف علیہ واو عاطفہ فِي الْجِيْمِ جار با مجرور معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر متعلق کائن شَبْہ فعل محذوف کے، ضمیر اس کا فاعل، شَبْہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شَبْہ جملہ ہو کر گذشتہ جملہ میں الذی اسم موصول کا صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر

الْجَهْر کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف، الشِّدَّة اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر اخرِ ص کے متعلق، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مِثَالُهُمَا محذوف مبتدأ ثابت شبہ فعل محذوف هُو ضمیر فاعل، کاف جارہ، حُبَّ معطوف علیہ، الصَّبْر، رُبُوَّة، أُجْتُثْتُ وَحَجَّ، الْفَجْر یہ سب بتکرار حرف عطف معطوفات، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثابت شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملنے کے بعد مِثَالُهُمَا مبتدا کی خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۳۹) وَيَبَيِّنُ مُقْلَقًا اِنْ سَكْنَا | | | | | وَاِنْ يَكُنْ فِي الْوَقْفِ كَأَنْ اَبَيْنَا

ترجمہ:- اور قلقلہ والے حرف کو خوب ظاہر کر اگر وہ سکون کی حالت میں ہو اور اگر وقف کی حالت میں ہو تو اور زیادہ ظاہر ہوگا۔

تحقیق کلمات: يَبَيِّنُ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی اچھی طرح ظاہر کرنا۔ مُقْلَقًا صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب فعللہ بمعنی حرکت دینا، اس سے مراد قلقلہ والا حرف ہے۔ سَكْنَا صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی از باب نصر بمعنی ٹھہرنا، حرف کا ساکن ہونا، آخر میں الف زائد برائے اشباع۔ الْوَقْف مصدر از باب ضرب بمعنی رُکنا، مراد وقف کرنا اور سانس توڑ دینا ہے۔ اَبَيْنُ صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل مذکر از باب ضرب بمعنی واضح اور ظاہر ہونا۔

تشریح:-

قلقلہ بھی صفات لازمہ کی قسم ہے اور اس کی ادائیگی کے وقت آواز میں حرکت پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ آواز مخرج میں لوٹی ہوئی معلوم ہو۔ قلقلہ کا تعلق پانچ حرفوں کے ساتھ ہے بشرطیکہ وہ ساکن ہوں (ق، ط، ب، ج، د) اور سکون کی دو قسمیں ہیں: (۱) سکون اصلی یعنی حرف کا ابتداء ساکن ہونا مثلاً الْفَجْر میں ج شروع سے ساکن ہے۔ (۲) سکون عارضی یعنی وقف کی وجہ سے ساکن ہونا جیسے الْقُلُوب کی باء جس وقت اس پر وقف کریں گے ساکن ہوگی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ساکن حرف قلقلہ کو خوب ظاہر کر کے پڑھو تاکہ اُس کا قلقلہ نمایاں ہو جائے جو کہ صفت لازمی ہے اور اگر اس پر وقف کر رہے ہوں تو اور ظاہر کر کے پڑھو تاکہ

سانس ٹوٹنے میں قلقلہ پوشیدہ نہ ہو جائے۔

ترکیب:- واو عاطفہ (گذشتہ جملہ معطوف علیہ) **بَیِّنَ** فعل امر انت ضمیر فاعل **مُقْلَقْلًا** مفعول بہ (ای حرفاً مُقْلَقْلًا)، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء مقدم، ان شرطیہ **سَکَنَ** فعل ہو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر شرط، شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ **بَیِّنَ** مُقْلَقْلًا جملہ تامہ ہو جائے اور شرط کی جزاء الگ سے مقدّر مانی جائے، تقدیری عبارت ہوگی: **اِنْ سَکَنَ فَبَیِّنَ مُقْلَقْلًا**۔ واو عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) **اِنْ** شرطیہ **یَکُنْ** فعل ناقص ہو ضمیر اسم، فی الوقف جار با مجرور متعلق کائناتنا شبہ فعل محذوف کے، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر شرط، **کَانَ** فعل ناقص، ضمیر اس کا اسم، شبہ فعل ضمیر اس کا فاعل، **اَبَیِّنَ** شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر فعل ناقص کی خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر جزاء۔ شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

(۴۰) **وَ حَاءَ حَصْحَصَ أَحَطُّ الْحَقُّ** **وَسِینَ مُسْتَقِیْمَ یَسْطُوْا یَسْقُوْا**

ترجمہ:- اور **حَصْحَصَ**، **أَحَطُّ**، **الْحَقُّ** کی حاء کو (باریک پڑھ) اور کی سین کو (بھی باریک پڑھ)۔

تحقیق کلمات: **حَاءَ** اور **سِینَ** باب کے پہلے شعر میں مذکور فعل **امردَقَقْنِ** کا مفعول بہ ہیں اور اپنے ماقبل پر معطوف ہیں، اسی لیے منصوب ہیں۔

تشریح:-

(۱) **حَصْحَصَ** میں حاء اور صاد جمع ہیں۔ حاء حروفِ مستقلہ منفصلہ میں سے ہے، جن کا حکم انہیں باریک پڑھنا اور ادائیگی کے وقت زبان کو اوپر کے تالو سے جدا رکھنا ہے جبکہ صاد مستعلیہ مطبقہ میں سے ہے جن کا حکم انہیں پُر پڑھنا اور ادائیگی کے وقت زبان کو اوپر کے تالو سے چمٹانا اور لپٹانا ہے، اسی لیے **حَصْحَصَ** میں دونوں حروف کی صفات لازمہ کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ حاء کو باریک اور صاد کو پُر پڑھا جائے اور صاد کی وجہ سے حاء کو بھی پُر نہ پڑھا جائے۔

(۲) **أَحَطُّ** میں حاء اور طاء جمع ہیں۔ حاء مہموۂ رخوہ مستقلہ منفصلہ غیر مقلقلہ ہے، اس کے برعکس

طاء مجہورہ شدیدہ مستعلیہ مطبقہ مقلقلہ ہے۔ لہذا ان دونوں کے درمیان کئی متضاد صفات ہیں اس لیے طاء کی وجہ سے کہیں حاء کو بھی پُر نہ پڑھ دیا جائے بلکہ ایسے موقعہ پر حاء کی باریکی کو خوب ظاہر کرنے کی ضرورت ہے۔

(۳) الْحَقُّ میں حاء اور قاف جمع ہیں۔ حاء مہوسہ رخوہ مستقلہ غیر مقلقلہ ہے لیکن قاف مجہورہ شدیدہ مستعلیہ مقلقلہ ہے۔ کئی متضاد صفات پائی جا رہی ہیں لہذا ضرورت ہے کہ قاف تو پُر پڑھا جائے لیکن حاء کو خوب باریک ظاہر کر کے پڑھا جائے اور قاف کو غلبہ دے کر کہیں حاء کی باریکی چھپ نہ جائے۔

(۴) مُسْتَقِیْم میں میم، سین، تاء اور قاف قریب قریب واقع ہیں۔ میم مجہورہ متوسطہ مذلقہ غیر صفیریہ ہے اور یہاں پر میم مضموم بھی جسے فطر ثا پُر ہی پڑھا جائے گا جبکہ اس کے مقابلے میں مہوسہ رخوہ مصمتہ صفیریہ ہے، تاء اگرچہ سین کے ساتھ کئی صفات میں مشترک ہے البتہ وہ شدیدہ غیر صفیریہ ہے لیکن قاف مجہورہ شدیدہ مستعلیہ مقلقلہ ہے جسے پُر ہی پڑھا جائے گا اس بناء پر اس کلمہ میں بھی سین کی باریکی کو خوب ظاہر کر کے پڑھیں اور اسے پُر پڑھنے سے بچیں۔

(۵) یَسْطُوا اور (۶) یَسْقُوا میں بھی سین مع طاء اور سین مع قاف واقع ہیں۔ سین مہوسہ رخوہ مستقلہ غیر مقلقلہ ہے جبکہ طاء اور قاف مجہورہ شدیدہ مستعلیہ مقلقلہ ہیں اس لیے سین کو خوب باریک کر کے پڑھیں۔

ترکیب۔ واو عاطفہ حاء مضاف، حَصْحَص معطوف علیہ، اَحَطْتُ الْحَقُّ بحذف حرف عطف معطوفات، اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ، واو عاطفہ سین مضاف، مُسْتَقِیْم معطوف علیہ، یَسْطُوا یَسْقُوا بحذف حرف عطف معطوفات، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر حاء کا معطوف، معطوف علیہ و معطوف مل کر رَقَّقْنَ فعل کا مفعول یہ۔ فعل اپنے فاعل و مفعول یہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۵) بَابُ الرَّاءِ ات

راؤں کا بیان

رَاءُ آت، رَاءُ کی جمع ہے۔ چونکہ راء کے بہت سارے احکامات ہیں اس لیے راء کو مفرد نہیں لائے بلکہ جمع لائے تاکہ احکام کی کثرت کی طرف اشارہ ہو سکے۔ راء کو زیادہ حالتوں میں پُر اور کم حالتوں میں باریک پڑھا جاتا ہے اس لیے ناظم نے صرف باریک پڑھنے کی حالتیں ذکر کر دی ہیں اور اس کی شرطیں بھی بتادی ہیں۔ اس باب میں تین شعر ہیں۔ ماقبل میں مطلق حرفوں کے استعمال کا طریقہ ذکر کیا تھا، اب تخصیص بعد التعمیم کے تحت پہلے راء پھر لام کے پُر اور باریک پڑھنے کا قاعدہ بیان فرمائیں گے۔

ترکیب:- بَابُ الخ اس سے پہلے هَذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۴۱) رَقَّقِ الرَّاءَ إِذَا مَا كُسِرَتْ	كَذَاكَ بَعْدَ الْكُسْرِ حَيْثُ سَكَنْتَ
--	--

ترجمہ:- اور راء کو باریک کر جب وہ مکسور ہو، اسی طرح جب وہ کسرے کے بعد ساکن واقع ہو۔

تحقیق کلمات: رَقَّقَ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی باریک کرنا۔ كُسِرَتْ صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول از باب ضرب بمعنی کسرہ دینا۔ سَكَنْتَ صیغہ واحد مؤنث فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی ٹھہرنا، ساکن ہونا۔

تشریح:-

مذکورہ شعر میں ترقیق راء (راء کو باریک پڑھنے) کی دو حالتیں بیان ہوئی ہیں: (۱) جب راء کے نیچے زیر ہو جیسے رَجَالٌ۔ (۲) جب راء ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر کسرہ (زیر) ہو جیسے فِرْعَوْنُ۔ راء ساکنہ کے باریک ہونے کی دو شرطیں ہیں جو اگلے شعر میں مذکور ہیں۔

ترکیب:- رَقَّقِ فعل امر انت ضمیر مستتر فاعل، الرَّاءُ مفعول بہ إِذَا ظرفیہ ماصدریہ

کُسِرَتْ فعل مجہول ہی ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر بتاویل مصدر مفعول فیہ برائے رَقِّقْ، تَرْقِیقًا مصدر محذوف موصوف، کاف بمعنی مِثْل مضاف ذَاکَ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر موصوف کی صفت، بَعْدَ الْکُسْرِ مضاف بامضاف الیہ مفعول فیہ اوّل برائے تَرْقِیقًا، حَيْثُ ظرف مضاف، سَكَنْتَ فعل ہی ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر مَظْرُوف، ظَرْفِ مَظْرُوف مل کر مفعول فیہ ثانی برائے تَرْقِیقًا، مصدر موصوف اپنی صفت اور دونوں مفعولوں سے مل کر مفعول مطلق برائے رَقِّقْ، رَقِّقْ اپنے فاعل، مفعول یہ، مفعول فیہ اور مفعول مطلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہونے کے بعد جزاء مقدم۔ شرط اگلے شعر میں مذکور ہے۔

(۴۲) اِنْ لَمْ تَكُنْ مِنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلَاً اَوْ كَانَتْ الْكُسْرَةُ لَيْسَتْ اَصْلًا

اگر وہ کسی حرفِ استعلاء سے پہلے نہ ہو یا وہ کسرہ غیر اصلی (عارضی) نہ ہو۔

تشریح:-

لَمْ تَكُنْ مِنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلَاً: بمعنی ”کسی حرفِ استعلاء سے پہلے نہ ہو“ اس صورت میں قَبْلِ مضاف اور مضاف الیہ مجرور ہے۔ ایک نسخہ میں اس طرح آیا ہے: ”لَمْ تَكُنْ مِنْ بَعْدِ حَرْفِ اسْتِعْلَاً“ (ترجمہ: اس کے بعد حرفِ استعلاء نہ ہو) اس صورت میں بَعْدِ مضاف اور اس کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے، تقدیری عبارت ”بَعْدِهَا“ ہوگی اور اس وقت بَعْدِ مبنی علی الضم ہوگا۔ بہر حال دونوں صورتوں میں حاصل مطلب ایک ہی ہوگا یعنی راء کے بعد حروفِ مستعلیہ میں سے کوئی نہ ہو۔

كَانَتْ الْكُسْرَةُ لَيْسَتْ اَصْلًا: اس جملہ میں كَانَتْ سے پہلے ”مَا“ نافیہ مقدرہ ہے کیونکہ ”الْكُسْرَةُ لَيْسَتْ اَصْلًا“ (کسرہ اصلی نہ ہو) کا مطلب عارضی ہی ہونا ہے حالانکہ بتانا یہ مقصود ہے کہ راء سے پہلے کسرہ عارضی نہ ہو بلکہ اصلی ہوتا کہ راء کو باریک پڑھ سکیں۔

راء ساکنہ مکسورہ کو باریک پڑھنے کی تین شرطیں ہیں جن میں سے پہلی دو شرطیں مذکورہ بالا

شعر میں مذکور ہیں:

(۱) راء ساکنہ کے بعد ایک ہی کلمہ میں حروفِ مستعلیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو جیسے مَرِيَّةُ (اس میں

یاء حرفِ استعلاء نہیں ہے)، اگر حروفِ مستعلیہ میں سے کوئی حرف ہو تو اس راء کو پُر پڑھا جائے گا جیسے قِرطاس (اس میں طاء حرفِ استعلاء ہے)۔

(۲) راء ساکنہ سے پہلے کسرہ اصلی ہو، عارضی نہ ہو جیسے فِرْعَوْن (علم یعنی خاص نام ہونے کی وجہ سے فاء پر کسرہ اصلی ہے)، اس کے برخلاف اِرْجِع کے ماقبل حرف پر کسرہ عارضی ہے کیونکہ یہ بعض اوقات ساقط بھی ہو جاتا ہے جیسے قِيلَ اِرْجِعُوا، اس لیے فِرْعَوْن کی راء بار یک پڑھی جائے گی اور اِرْجِعْ، اِرْجِعُوا وغیرہ کی راء ہمیشہ پُر پڑھی جائے گی۔

(۳) راء ساکنہ اور ماقبل کا کسرہ دونوں ایک کلمہ میں ہوں جیسے اَنْذِرْ۔ ورنہ راء پُر ہی ہوگی کیونکہ ایسا کسرہ عموماً عارضی ہی ہوتا ہے جیسے رَبِّ اِرْجِعُونِ۔

ترکیب:- اِنْ شرطیہ لَمْ تَكُنْ فَعْلٌ ناقص ہی ضمیر اسم، مِنْ جَارِ قَبْلِ مضاف، حَرْفِ اسْتِعْلَاءِ مضاف بامضاف الیہ پھر مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور، جارا اپنے مجرور سے مل کر ثابتاً شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل ھُوَ ضمیر اور متعلق سے ملنے کے بعد فعل ناقص کی خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف علیہ، اَوْ عاطفہ کَانَتْ فَعْلٌ ناقص، الْكُسْرَةُ اسم، لَيْسَتْ فَعْلٌ ناقص ہی ضمیر اس کا اسم، اَصْلًا خبر، لَيْسَتْ اپنے اسم و خبر سے ملنے کے بعد پھر کَانَتْ کی خبر، اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شرط، اس کی جزاء یا تو سابقہ شعر ہے یا پھر محذوف اور وہ پہلے شعر ہی کی طرح ہے یعنی فَرَّقِ الرَّاءَ اِذَا مَا كُسِرَتْ..... الخ۔

ضرورت کی خاطر راء کے پُر اور بار یک پڑھنے کی تمام حالتیں لکھی جاتی ہیں:

تفخیم راء (راء کو پُر پڑھنا)

راء بارہ ۱۲ حالتوں میں پُر پڑھی جاتی ہے:

- (۱) جب راء پر زبر ہو جیسے رَبُّكَ۔
- (۲) جب راء پر پیش ہو جیسے رُبَّمَا۔
- (۳) جب راء مشدد پر زبر ہو جیسے فَرَّتْ۔
- (۴) جب راء مشدد پر پیش ہو جیسے الْمَفْرُ۔

- (۵) جب راء ساکن سے پہلے زیر ہو جیسے بَرَق -
 (۶) جب راء ساکن سے پہلے پیش ہو جیسے یُرْزَقُون -
 (۷) جب راء ساکن ہو اور اس سے پہلے بھی حرف ساکن ہو لیکن اُس کے ماقبل حرف پر زیر ہو جیسے
 الْقَدْرُ (حالت وقف میں)۔
 (۸) جب راء ساکن ہو اور اس سے پہلے بھی حرف ساکن ہو لیکن اُس کے ماقبل حرف پر پیش ہو جیسے
 الْعُسْرُ (وقف کے دوران)۔
 (۹) جب راء ساکن کے بعد ایک ہی کلمہ میں حرف استعلاء ہو جیسے قِرطاس -
 (۱۰) جب راء ساکن سے پہلے حرف پر کسرہ عارضی ہو جیسے اِرْجِع -
 (۱۱) جب راء ساکن اور کسرہ دونوں ایک کلمہ میں نہ ہو جیسے رَبِّ اِرْجِعُون -
 (۱۲) جب راء پر پیش ہو مگر اس پر وقف بالروم کیا جائے جیسے الْقَمَرُ -

ترقیقِ راء (راء کو بار یک پڑھنا)

راء سات حالتوں میں بار یک پڑھی جاتی ہے:

- (۱) جب راء کے نیچے زیر ہو جیسے رَجَالٌ -
 (۲) جب راء مشدودہ کے نیچے زیر ہو جیسے مِنْ شَرٍّ -
 (۳) جب راء ساکن سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو جیسے فِرْعَوْنُ -
 (۴) جب راء ساکن ہو اور اس سے پہلے بھی حرف ساکن ہو لیکن اس کے ماقبل حرف کے نیچے
 زیر ہو جیسے الْحَجَرُ (وقف کے دوران)۔
 (۵) جب راء ساکنہ سے پہلے یاء ساکنہ ہو جیسے خَيْرٌ (وقف کی حالت میں)۔
 (۶) جب راء پر امالہ ہو رہا ہو جیسے مَجْرَهَا -
 (۷) جب راء کے نیچے زیر ہو اور اس پر وقف بالروم کیا جائے جیسے وَالْفَجْرُ -

(۴۳) وَالْخُلْفُ فِي فِرْقٍ لِكَسْرِ يُوجَدُ وَاخْفِ تَكْرِيراً اِذَا تُشَدَّدُ

اور فِرْق میں کسرے کی وجہ سے خُلْف (حکم کا مختلف اور جدا ہونا) پایا جاتا ہے اور

تکریر کو پوشیدہ رکھ جب وہ (یعنی راء) مشدّد ہو۔

تحقیق کلمات: الخلف مصدر از باب نصر بمعنی پیچھے رہنا، مختلف ہونا، فرق ہونا۔ یہاں پر خلف سے مراد یہ ہے کہ فرق میں راء کو پڑھنے کے دونوں طریقے ہیں: (۱) پُر (۲) باریک۔ اس اعتبار سے فرق کا حکم دوسرے کلمات سے مختلف ہے کیونکہ عموماً راء کو یا تو پُر پڑھتے ہیں یا باریک۔ اخف صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب افعال بمعنی چھپانا، پوشیدہ رکھنا، ظاہر نہ کرنا۔ اخف میں دو نسخے ہیں: (۱) وَاخْفِ بفتح الہمزہ، یہ قاعدہ کے مطابق ہے کیونکہ باب افعال کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے اس لیے اُسے باقی رکھا گیا۔ (۲) وَاخْفِ، یہ خلاف قاعدہ ہے، ضرورتِ شعری یعنی وزن کا خیال رکھتے ہوئے ہمزہ ساقط ہو گیا اور وَاخْفِ ہو گیا۔ تکریراً سے مراد صفتِ تکریر ہے جو راء ساکنہ میں پائی جاتی ہے۔ تُشَدُّ صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع مجہول از باب تفعیل بمعنی مشدّد پڑھنا۔

تشریح: - یہاں پر دو حکم بیان ہوئے ہیں: (۱) لفظِ فرق کی راء کو باریک اور پُر دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ (۲) راء مشدّدہ میں صفتِ تکریر کو پوشیدہ رکھنا یعنی آہستگی سے ادا کرنا چاہیے۔

وہ مقامات جہاں پر راء کو پُر اور باریک دونوں پڑھ سکتے ہیں:

(وَالْخُلْفُ فِي فِرْقٍ لِّكَسْرِ يُوجَدُ) اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں تین الفاظ ایسے ہیں جن میں راء کو پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے، وہ الفاظ یہ ہیں: (۱) فِرْقٍ (۲) مِصْرٍ (۳) عَيْنَ الْقِطْرِ۔ ان میں فرق یہ ہے کہ لفظِ فرق میں دونوں طریقے برابر ہیں راء کو پُر پڑھیں یا باریک، دونوں برابر درجے کے درست اور صحیح ہیں، کوئی کسی سے بہتر یا افضل نہیں جبکہ مِصْرٍ میں جائز دونوں ہیں لیکن پُر پڑھنا بہتر ہے اور عَيْنَ الْقِطْرِ میں بھی دونوں جائز ہیں مگر باریک پڑھنا بہتر ہے۔

وجوہات: - فرق کی راء کو پُر پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ راء ساکنہ کے بعد اسی کلمہ میں حرفِ استعلاء (ق) آیا ہے اور اس کے باریک پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں راء سے پہلے والے حرف (ف) کے نیچے زیر ہے اور اس کے بعد والے حرف (ق) کے نیچے بھی دوزیر ہے۔

مِصْرٍ اور عَيْنَ الْقِطْرِ میں راء کو پُر پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ وقف بالاسکان کی صورت میں راء ساکنہ کے ساتھ ایک ہی کلمہ میں حروفِ مستعلیہ میں سے مِصْرٍ میں صاد اور عَيْنَ الْقِطْرِ

میں قاف اور طاء موجود ہیں اگرچہ وہ راء سے پہلے ہیں بعد میں نہیں، جبکہ ان دونوں میں راء کو باریک پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ راء ساکنہ سے پہلے متحرک حرف کے نیچے زیر ہے۔
 وَ اخْفِ تَكْرِيراً اِذَا تُشَدَّدُ : راء میں صفتِ تکریر لازمی ہے مگر تکریر کی دو قسمیں ہیں:
 (۱) حقیقتِ تکریر یعنی ایک حرف کے بجائے کئی حروف ادا ہو جائیں۔ (۲) مشابہتِ تکریر یعنی اس طرح ادائیگی کرنا کہ آواز میں لرزہ سا پیدا ہو اور راء دو دفعہ ادا ہوتی ہوئی معلوم ہو حالانکہ حقیقت میں ایک ہی دفعہ ادا ہوئی ہے۔

راء میں صفتِ تکریر سے مراد مشابہت ہی ہے کیونکہ حقیقت میں تکریر تو ممنوع ہے، البتہ راء کے مشدّد ہونے کی صورت میں جیسے الْمَفْرُ، حقیقتِ تکریر کا امکان زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ بعض لوگ صاف طور پر ایک راء کو دو بار ادا کر رہے ہوتے ہیں، اسی لیے مصنف نے وَ اخْفِ تَكْرِيراً کہہ کر یہ واضح کر دیا کہ راء مشدّدہ میں تکریر کو اتنا چھپاؤ کہ حقیقت میں راء کا تکرار نہ ہو۔
ترکیب:- واو استینافیہ الْخُلْفُ مبتدا، فِی فَرْقٍ جار اپنے مجرور سے مل کر فعل کا متعلق اول، لِكْسِرٍ جار با مجرور متعلق ثانی برائے يُوجَدُ فعل، يُوجَدُ مجہول ہو ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملنے کے بعد جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واو استینافیہ اخْفِ فعل امر انت ضمیر فاعل، تَكْرِيراً مفعول بہ اِذَا ظرفیہ تُشَدَّدُ فعل مجہول ہی ضمیر نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے ملنے کے بعد مظروف مفعول فیہ برائے اخْفِ، اخْفِ اپنے مفعول مطلق اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۶) بَابُ اللَّامَاتِ

لامات کا بیان

اس باب میں ایک ہی شعر ہے جس میں لام کی مختلف حالتیں بیان ہوئی ہیں اور تعدّدِ احوال کی بناء پر ہی عنوان میں اللَّامَات جمع کہا۔ ماقبل میں راء کے مخصوص قواعد بیان ہوئے تھے، اب اُسی تخصیص بعد التعمیم کے تحت لام کے استعمال سے متعلق مخصوص قواعد بیان فرمائیں گے۔

ترکیب:- بَابُ الخ اس سے پہلے ہذا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۴۴) **وَفَخِمَ اللَّامَ مِنْ اسْمِ اللَّهِ** **عَنْ فَتْحٍ نِ اَوْ ضَمٍّ كَعَبْدُ اللَّهِ**

اور پڑھ اللہ کے نام میں لام کو، فتح یا ضمہ کے بعد جیسے عَبْدَ اللَّهِ، عَبْدُ اللَّهِ۔
ترکیب:- واو استینافیہ فَخِمَ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، اللَّامَ موصوف من جار، اسْمِ اللہ مضاف بامضاف الیہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق برائے الْكَائِنِ شبہ فعل محذوف کے، شبہ فعل اپنے فاعل ہو ضمیر اور متعلق سے مل کر اللَّام کی صفت، موصوف صفت سے مل کر فَخِمَ کا مفعول یہ، عَنْ جار فَتْحٍ معطوف علیہ اَوْ عاطفہ ضَمٍّ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق فَخِمَ کا، فَخِمَ اپنے فاعل، مفعول یہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مثالہ محذوف مبتدا، کاف بمعنی مثل مضاف عَبْدُ اللَّهِ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تحقیق کلمات: فَخِمَ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی پڑھنا۔ عَبْدُ اللَّهِ زیر، زیر، پیش کی مثال ہے، لفظ اللہ سے پہلے دال پر زبر بھی پڑھ سکتے ہیں اور زیر و پیش بھی۔

تشریح:- (لفظ اللہ کے لام کے قواعد)

لام اصل میں باریک حرف ہے اس لیے سوائے لفظ اللہ کے زیر، زیر، پیش تینوں حالتوں میں اسے باریک ہی پڑھا جاتا ہے اور ماقبل چاہے مضموم ہو یا مفتوح یا مکسور جیسے اَلَمْ، مَالِكِ، يَقُولُ، الْحَمْدُ، بِالْغَيْبِ، اِلَّا وغیرہ۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمتِ شان کے پیش نظر لفظ اللہ کے لام کا علم دوسرے لام سے مختلف ہے چنانچہ لفظ اللہ کے لام تین حالتیں ہیں جن کے احکام یہ ہیں:

(۱) اگر اس سے پہلے حرف پر زبر ہو تو لام پُر ہوگا جیسے اَللّٰهُ، اِنَّ اللّٰهَ، عَبْدُ اللّٰهِ۔

(۲) اگر اس سے پہلے حرف پر ضمہ تو بھی لام پُر ہوگا جیسے يُرِيْدُ اللّٰهَ، عَبْدُ اللّٰهِ۔

(۳) اگر اس سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو تو لام باریک ہوگا جیسے لِلّٰهِ، بِاللّٰهِ، بِسْمِ اللّٰهِ۔

تنبیہ:- جو حکم لفظ اللہ کا ہے وہی حکم اَللّٰهُمَّ کا بھی ہے کیونکہ یہ بھی درحقیقت لفظ اللہ ہی ہے جس کے آخر میں میم مشدّد کا اضافہ کیا گیا جیسے مَرِيْمَ اللّٰهُمَّ، قَالُوا اللّٰهُمَّ، قُلِ اللّٰهُمَّ۔

(۷) بَابُ الِاسْتِعْلَاءِ وَالِاطْبَاقِ

استعلاء اور اطباق کا بیان

اس باب میں پانچ شعر ہیں جن میں حروفِ مستعلیہ و مطبقہ کے خاص احکام بیان ہوئے ہیں۔ ماقبل میں راء اور لام کے پُر یا باریک پڑھنے کا ذکر تھا جو کہ صفات میں سے تھا، اب صفات ہی میں سے استعلاء اور اطباق کا خاص طور پر ذکر فرما رہے ہیں کیونکہ یہ دونوں بھی بکثرت مستعمل ہیں۔ بعض نسخوں میں عنوان اس طرح آیا ہے ”بَابُ التَّفْخِيمِ وَ اكْمَالِ السَّكُونِ وَ تَخْلِيصِ الْإِنْفِتَاحِ وَ رِعَايَةِ الشَّدَّةِ“ یعنی ”تفخیم، سکون کی کامل ادائیگی، انفتاح کو واضح ادا کرنے اور شدت کا خیال رکھنے کا بیان“۔ یہی عنوان زیادہ جامع ہے۔ واللہ اعلم

ترکیب۔ بَابُ الخ اس سے پہلے ہذا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۴۵)	وَحَرْفُ الِاسْتِعْلَاءِ فَخْمٌ وَ اخْصَصَا	الِاطْبَاقِ أَقْوَى نَحْوُ قَالَ وَ الْعَصَا
------	---	--

ترجمہ۔ حرفِ استعلاء کو پُر کر اور خاص کر اطباق کو زیادہ قوی ہونے کی حالت میں جیسے قَالَ اور عَصَا۔

تحقیق کلمات: حَرْفُ الِاسْتِعْلَاءِ مفعول بہ مقدم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اخْصَصَا صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از بابِ نھر بمعنی خاص کرنا، آخر میں الف اشباع زائد ہے، اصل میں اخْصَصْ تھا۔ أَقْوَى واحد کراسم تفصیل مذکر از بابِ سمع بمعنی قوی و مضبوط ہونا۔ یہ الِاطْبَاق سے حال واقع ہے۔

تشریح:-

حروفِ مستعلیہ اور حروفِ مطبقہ دونوں پڑھے جاتے ہیں۔ حروفِ مستعلیہ سات ہیں: (خ، ص، ض، غ، ط، ق، ظ) ان میں سے چار حروف (ص، ض، ط، ظ) میں اطباق بھی پایا جاتا ہے اس طرح ص، ض، ط، ظ بیک وقت مستعلیہ بھی ہیں اور مطبقہ بھی۔ مصنفؒ اپنے قول

”وَ اَخْصَصَا لِطَبَاقِ اقْوٰی“ کے ذریعے یہ فرما رہے ہیں کہ جن چار حرفوں میں استعلاء اور اطباق دونوں پائے جاتے ہیں، اُن کو زیادہ پُر پڑھو اور ان کے مقابلے میں جن حرفوں میں صرف استعلاء پایا جاتا ہے ان کو کم پُر پڑھو۔ اس کے بعد مصنف نے دو مثالیں پیش کی ہیں: ایک قَالَ، اس میں قاف ہے اور یہ صرف مستعلیہ کی مثال ہے۔ دوسرے الْعَصَا، اس میں صاد ہے اور یہ مستعلیہ و مطبقہ دونوں کی مثال ہے۔ باقی مثالیں یہ ہیں: (۱) صرف مستعلیہ: خَائِفَيْنَ، غُلَّتْ۔ (۲) مستعلیہ و مطبقہ: ضَلُّوْا، الصِّرَاطُ، ظَلَمُوْا۔

ترکیب۔ واو استینافہ حرف الاستِعْلَاءِ مضاف بامضاف الیہ مفعول بہ مقدم برائے فِخْمِ، فِخْمِ فعل امر انت ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ اُخْصَصُ فعل امر انت ضمیر فاعل، الْاِطْبَاقُ ذوالحال، اقْوٰی حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ برائے اُخْصَصُ، اُخْصَصُ اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ انشائیہ۔ مثالیہ محذوف مبتدا، نَحْوُ مضاف، قَالَ وَالْعَصَا معطوف علیہ بامعطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۴۶) وَبَيَّنَ الْاِطْبَاقَ مِنْ اَحَطْتُ مَعَ | بَسَطْتُ وَالْخُلْفَ بِنَخْلُقُكُمْ وَقَعَ

ترجمہ۔ اور خوب ظاہر کر اَحَطْتُ مع بَسَطْتُ میں اطباق کو، اور نَخْلُقُكُمْ میں اختلاف واقع ہوا۔

تحقیق کلمات: بَيْنَ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی خوب ظاہر کرنا، الْخُلْفُ بمعنی اختلاف، فرق۔ یعنی نَخْلُقُكُمْ کا حکم دوسرے کلمات سے مختلف اور اختلاف والا ہے۔

تشریح: (اَحَطْتُ، بَسَطْتُ اور نَخْلُقُكُمْ کا حکم)

اَحَطْتُ اور بَسَطْتُ میں طاء اور تاء متجانسین ہیں یعنی ایک جنس کے دو حرف ہیں۔ متجانسین وہ حروف کہلاتے ہیں جن کا مخرج ایک ہو، چنانچہ طاء اور تاء کا مخرج بھی ایک ہی ہے اور وہ زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ ہے۔

أَحَطُّ اور بَسَطُّ میں طاء کاتاء میں ادغام ناقص ہوا ہے۔ ادغام ناقص کی تعریف: مُدْغَم کا مُدْغَم فیہ میں اس طرح ادغام کرنا کہ مُدْغَم کی کوئی نہ کوئی صفت باقی رہے جیسے أَحَطُّ اور بَسَطُّ میں طاء کاتاء میں اس طرح ادغام کیا کہ اس کی صفت استعلاء واطباق باقی رہی۔ اسی لیے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں صفت اِطْبَاق کو خوب ظاہر کرو۔ جب اِطْبَاق ظاہر ہوگا تو استعلاء بھی ادا ہوگی۔ الغرض أَحَطُّ اور بَسَطُّ ادغام متجانسین کی مثال ہیں۔

ایک بات واضح رہے کہ أَحَطُّ اور بَسَطُّ جیسے کلمات میں طاء کو پُر اور تاء کو باریک ادا کریں گے مگر طاء میں قلقلہ نہیں کریں گے کیونکہ اس طرح ادغام کے بجائے اِظہار ہو جائے گا جبکہ یہاں بالاتفاق ادغام واجب ہے۔

وَالْخُلْفُ بِنَخْلُقْكُمْ وَقَعَ: -نَخْلُقْكُمْ میں قاف اور کاف متقاربین ہیں۔ متقاربین وہ حروف ہوتے ہیں جو اپنے مخرج اور صفت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے قریب ہوں، چنانچہ قاف اور کاف کا مخرج تھوڑے سے فرق کے ساتھ زبان کی جڑ اور اوپر کا تالو ہے (تفصیل مخرج کے بیان میں گذر چکی) اور دونوں تین صفات یعنی شدت، انفتاح اور اصمات میں بھی شریک ہیں۔ اب اس میں بعض حضرات کے نزدیک قاف کا کاف میں ادغام تام ہوگا۔ ادغام تام کی تعریف: مُدْغَم کا مُدْغَم فیہ میں اس طرح ادغام کرنا کہ مُدْغَم کی ذات اور کوئی صفت باقی نہ رہے، تو قاف کو بھی کاف میں اس طرح ملا دیں گے کہ قاف مکمل طور پر کاف سے بدل جائے گا اور نَخْلُقْكُمْ پڑھنے میں نَخْلُکُمْ کے مثل ہوگا۔ دوسرے بعض حضرات کے نزدیک اس میں ادغام ناقص ہوگا (جس کی تعریف أَحَطُّ کے تحت گزر چکی) یعنی قاف کی صفت استعلاء باقی رکھیں گے مگر اس میں قلقلہ نہیں کریں گے۔ اسی لیے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ نَخْلُقْكُمْ کے پڑھنے میں قراء کا اختلاف واقع ہوا ہے کہ بعض ادغام تام کرتے ہیں اور بعض ادغام ناقص کرتے ہیں۔ جائز دونوں ہیں البتہ محققین نے ادغام تام کو پسند کیا ہے اور اسی کو افضل قرار دیا ہے۔

ترکیب:- واو استینا فیہ بَیْنُ فَعْلٍ اَمْرًا اَنْتَ ضَمِیرُ فاعِلٍ، الْاِطْبَاقُ مفعول بہ مِنْ اَحَطُّ جارِ با مجرور متعلق برائے بَیْنُ، مَعَ بَسَطُّ مضاف بام فاعلیہ مفعول فیہ برائے بَیْنُ، بَیْنُ اپنے فاعل، مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واو استینا فیہ الْخُلْفُ مبتدا ب جارّہ نَخْلُقْكُمْ

بتاویل لفظ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق مقدم وَقَعَ فعل کے، هُوَ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۴۷) وَأَحْرِضْ عَلَى السُّكُونِ فِي جَعَلْنَا | أَنْعَمْتَ وَالْمَغْضُوبِ مَعَ ضَلَلْنَا

تشریح: اور کوشش کر جَعَلْنَا، أَنْعَمْتَ، الْمَغْضُوبِ مَعَ ضَلَلْنَا میں سکون (کو صحیح ادا کرنے) میں۔

تحقیق کلمات: أَحْرِضْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب ضرب بمعنی شوق پیدا کرنا، لالچ و کوشش کرنا، مراد اچھی طرح ادائیگی کرنا ہے۔

تشریح: - کسی ساکن حرف کو متحرک یا متحرک حرف کو ساکن پڑھ دینا ”لُحْنِ جَلِي“ میں داخل ہے اور وہ حرام ہے جبکہ بعض حالات میں جب معنی بدل جائیں تو نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے، اس لیے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا تمام کلمات میں ”سکون“ کو اچھی طرح اہتمام سے ادا کرو، کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تمہاری ذرا سی غفلت کی بناء پر سکون، حرکت سے بدل جائے اور گناہ کے مرتکب ہو جاؤ، ان کلمات کی تفصیل یہ ہیں:

(۱) جَعَلْنَا: ترجمہ ”ہم نے بنایا“ اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ لام ساکن ہے، اگر اس کو زبر والی حرکت دے کر جَعَلْنَا پڑھیں تو ترجمہ ہوگا ”اُس نے ہمیں بنایا“ اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس صورت میں یہ مخلوق کا قول ہو جائے گا جبکہ سیاق و سباق کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

(۲) أَنْعَمْتَ: ترجمہ ”تو نے انعام کیا“، یہ سورہ فاتحہ میں ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہے اور خبر دے کر سوال کر رہا ہے کہ چند بندوں پر آپ نے انعام اور فضل کیا ہے، مجھے بھی ان کے گروہ میں شامل فرما لیجئے۔ نون ساکن ہے لیکن اگر اس کو زبر والی حرکت دے کر أَنْعَمْتَ پڑھ دیں تو یہ استفہام ہوگا اور ترجمہ ہوگا ”کیا تو خوش عیش ہے؟“۔ اس طرح یہ غلط مطلب بن جائے گا اور نماز کے فاسد ہونے کا ذریعہ بنے گا، اس کے باوجود بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ اس طرف بالکل دھیان نہیں دیتے۔

(۳) الْمَغْضُوبِ: ترجمہ ”جس پر غضب نازل ہوا“۔ غین ساکن ہے لیکن غین پر سکون ادا کرنا

نسبتاً مشکل ہے اسی لیے کئی لوگ اس میں بھی غلطی کرتے ہیں اور اسے الْمَغْضُوبِ یا الْمَغْضُوبِ پڑھ دیتے ہیں، دونوں طریقے غلط ہیں اور لحن جلی میں داخل ہیں، اس لیے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ غین کو صحیح طرح ساکن کر کے ادا کریں۔

(۴) ضَلَلْنَا: ترجمہ ”ہم گمراہ ہوئے“۔ یہ جمع متکلم کا صیغہ ہے جس میں دوسرا لام لازماً ساکن ہونا چاہیے، اگر اس کو حرکت دے کر ضَلَلْنَا پڑھ دیں تو یہ فَلَ ادغام کے ساتھ واحد مذکر غائب کا صیغہ بن جائے گا جو کہ غلط ہوگا اور معنی بگڑ کر نماز کے بھی فاسد ہونے کا ذریعہ بن جائے گا، اس لیے اس لفظ میں بھی صحیح تلفظ کی کوشش ضروری ہے۔

ترکیب:- واو استینافیه اخْرِضْ فعل امر انت ضمیر فاعل، عَلَى السُّكُونِ جار با مجرور متعلق اوّل برائے اخْرِضْ، فِیْ جَارِ جَعَلْنَا معطوف علیہ، اُنْعَمْتَ معطوف اوّل، الْمَغْضُوبِ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مجرور، جارا اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی برائے اخْرِضْ، مَعَ ضَلَلْنَا مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ برائے اخْرِضْ، اخْرِضْ اپنے فاعل، مفعول فیہ اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ اور اگلا جملہ اس کے لیے معطوف۔

(۴۸) وَخَلِصَ انْفِتَاحَ مَحْذُورًا عَسَىٰ خَوْفِ اشْتِبَاهِهِ بِمَحْظُورًا عَصَىٰ

ترجمہ:- اور مَحْذُورًا اور عَسَىٰ میں صفتِ انفتاح کو خالص کر (یعنی خوب واضح ادا کر) اس ڈر سے کہ وہ مَحْظُورًا اور عَصَىٰ کی طرح نہ ہو جائیں۔

تحقیق کلمات: خَلِصُ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی خالص کرنا، چھانٹنا، واضح کرنا، یہاں مراد صفائی سے ادا کرنا۔ اِشْتِبَاهُ مصدر از باب افعال بمعنی ایک جیسا ہو جانا، دو چیزوں کی شکلیں مل جانا۔

تشریح:- مَحْذُورًا کے ذال اور عَسَىٰ کے سین میں صفتِ انفتاح پائی جاتی ہے اور یہی ان دو کو ظاء اور صاد کی طرح ہونے سے بچاتی ہے۔ لہذا ان کی ادائیگی کے وقت صفتِ انفتاح کو خوب واضح کریں تاکہ صفتِ اطباق پیدا نہ ہو اور مَحْظُورًا (بمعنی: احتیاط اور ڈرنے کی چیز)، مَحْظُورًا (بمعنی: ممنوع) کے ساتھ جبکہ عَسَىٰ (بمعنی: امید ہے)، عَصَىٰ (بمعنی: اس نے

نافرمانی کی) کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔ کیونکہ ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینا بھی لحن جلی ہے۔

ترکیب:- واو عاطفہ خَلِصُ فعل اَنْتَ ضمیر فاعل، اِنْفِتَاحُ مضاف لَفْظٌ محذوف مضاف الیہ مضاف، مَحْذُورًا عَصٰی معطوف علیہ ومعطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر اِنْفِتَاحُ کے لیے مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مَحْذُورًا عَصٰی کا مفعول بہ، مضاف، مصدر مضافہ ضمیر مضاف الیہ، ب حرف جر، مَحْذُورًا عَصٰی معطوف علیہ ومعطوف مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق برائے اِشْتِبَاح، اِشْتِبَاح مصدر اپنے مضاف الیہ و متعلق سے مل کر خَوْف کا مضاف الیہ، خَوْف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول لہ، خَلِصُ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ اور مفعول لہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، اور ما بعد جملہ معطوف۔

(۴۹) وَرَاعَ شِدَّةً بِكَافٍ وَبِتَا كَشِرْ كُكْمٌ وَتَتَوَفَّى فِتْنَةً

ترجمہ:- اور صفت شدت کا خاص خیال رکھ جو کاف میں اور تاء میں ہے جیسے شِرْ کُکْم، تَتَوَفَّى اور فِتْنَةً۔

تحقیق کلمات: رَاع صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب مفاعلة بمعنی خاص خیال رکھنا۔ شِدَّةُ اُی شِدَّةٌ کَائِنَةٌ بِكَافٍ۔

تشریح:- کاف اور تاء میں صفت ہمس اور شدت دونوں پائی جاتی ہے۔ ہمس کا تقاضہ یہ ہے کہ ادائیگی کے وقت آواز ایسے ضعف کے ساتھ مخرج میں ٹھہرے کہ سانس جاری رہے اور آواز بھی پست ہو، اس کے برخلاف شدت کا تقاضہ یہ ہے کہ آواز میں سختی اور قوت ہو جس سے آواز بند ہونے لگے۔

مصنف فرماتے ہیں کہ جس طرح کاف اور تاء میں ہمس ادا کرو گے اسی طرح شدت بھی ادا کرو گے بلکہ ہمس کے مقابلے میں شدت کا زیادہ خیال رکھو گے کیونکہ ہمس ”اَضْعَفُ الصِّفَات“ ہے۔ اب ان کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ شروع میں صفت شدت کی بناء پر آواز مخرج میں سختی کے ساتھ ٹک جائے اور پھر آخر میں ہمس کی وجہ سے بالکل کمزور آواز بھی ظاہر

ہو، بعض لوگ ہمس کی ادائیگی اس طرح کرتے ہیں کاف اور تاء کے بعد ہاء کی آواز آنے لگتی ہے جیسے شَرِ کھٹکُم، تَهْتَهَوَفِی، فَتْهَنَہ لیکن جب شدت کا خاص خیال رکھا جائے گا تو مذکورہ خرابی پیدا نہیں ہوگی اور ہاء وغیرہ کا اضافہ نہیں ہو سکے گا۔

ترکیب:- واو عاطفہ (سابقہ جملہ پر عطف ہے) راعِ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، شِدَّةُ موصوف، کائنۃُ شبہ فعل محذوف، ہی ضمیر فاعل، ب جارِ کافِ مجرور مل کر معطوف علیہ، بتا جارِ مجرور مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت، موصوف صفت سے ملنے کے بعد راع کا مفعول یہ، راع اپنے فاعل و مفعول یہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مثالۃً مبتدا، کاف بمعنی مثل مضاف شَرِ کھٹکُم معطوف علیہ، واو عاطفہ تَتَوَفِی فِتْنَتًا بحذف حرف عطف معطوف اول و دوم، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۸) بَابُ الْإِدْغَامِ

إِدْغَامُ کَا بِلَان

اس باب میں دو شعر ہیں جن میں إدغام کے چند احکام کا ذکر ہے۔ گذشتہ چند ابواب سے مخصوص صفات کا جو سلسلہ چلا آ رہا ہے اسی کی کڑی میں یہ باب بھی ہے کیونکہ إدغام بھی حرفوں کی ایک صفت ہے مگر ہر وقت نہیں ہوتا بلکہ مخصوص اوقات میں ہوتا ہے، اس لیے پہلے اُن صفات کا ذکر کیا جن کا وقوع زیادہ ہے۔

إدغام کی تعریف:- یہ باب افعال کا مصدر ہے جس کے لغوی معنی ہیں ”ایک چیز کو دوسری چیز میں ملا دینا“ اور اصطلاحی معنی ہیں: ”کسی ساکن حرف کو کسی متحرک حرف میں اس طرح ملا دینا کہ دونوں ایک ہی حرف مشدّد بن کے ایک تلفظ سے ادا ہوں“۔ پہلے حرف کو بُدْ غم اور دوسرے حرف کو مُدْ غم فیہ کہتے ہیں۔

ترکیب:- بَابُ الخ اس سے پہلے ہَذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف

الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۵۰) وَأَوَّلَىٰ مِثْلِ وَجْنَسٍ إِنْ سَكَنَ | أَذْغِمَ كَقُلِّ رَبِّ وَبَلْ لَا وَابْنِ

ترجمہ: اور مثلین و متجانسین کے پہلے حروف کو اگر وہ ساکن ہوں، ادغام کر دو جیسے قُلِّ رَبِّ اور بَلْ لَا اور جدا کرو.....

تحقیق کلمات: **أَوَّلَىٰ**: **أَوَّلُ** صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل مذکر کا تثنیہ ہے اور بوجہ اضافت **نُون** گر گیا ہے، اصل میں **أَوَّلَيْنِ** تھا۔ **مِثْلٍ** سے متماثلین (بمعنی: ایک جیسے دو حرف) اور **جَنْسٍ** سے متجانسین (دو ہم جنس حرف) مراد ہیں۔ **أَبْنِ** صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب افعال بمعنی جدا کرنا، ظاہر کرنا۔

ترکیب: **وَإِذَا اسْتِنَافِيهِ** **أَوَّلَىٰ** مضاف **مِثْلٍ** معطوف علیہ **وَإِذَا عَاطِفُهُ** **جَنْسٍ** معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر مضاف، مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول یہ مقدم برائے **أَذْغِمَ**، **أَذْغِمَ** فعل امر **أَنْتَ** ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول یہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء، **إِنْ** شرطیہ **سَكَنَ** فعل **كُلُّ** **وَاحِدٍ** مِنْهُمَا محذوف فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط۔ شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ **مِثَالُهُ** محذوف مبتدا، **كَافٍ** بمعنی **مِثْلٍ** مضاف **قُلِّ رَبِّ** معطوف علیہ، **وَإِذَا** عاطفہ **بَلْ لَا** معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملنے کے خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ **وَإِذَا اسْتِنَافِيهِ** **أَبْنِ** فعل امر **أَنْتَ** ضمیر فاعل (بقیہ ترکیب دوسرے شعر میں)۔

(۵۱) فِي يَوْمٍ مَعُ قَالُوا وَهُمْ وَقُلْ نَعَمْ | سَبِّحْهُ لَا تُزِغْ قُلُوبَ فَالْتَقَمَ

ترجمہ: **فِي يَوْمٍ** کو بمعہ **قَالُوا وَهُمْ**، **قُلْ نَعَمْ**، **سَبِّحْهُ**، **لَا تُزِغْ قُلُوبَ**، **فَالْتَقَمَ** کے۔
ترکیب: **فِي يَوْمٍ** مفعول یہ برائے **أَبْنِ** فعل، **مَعُ** مضاف **قَالُوا وَهُمْ** معطوف علیہ، **وَإِذَا** عاطفہ **قُلْ نَعَمْ** معطوف اول، **سَبِّحْهُ لَا تُزِغْ قُلُوبَ فَالْتَقَمَ** یہ سب بحذف حرف عطف معطوفات۔ معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول یہ برائے **أَبْنِ** فعل، **أَبْنِ** اپنے فاعل، مفعول یہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

تشریح:-

پہلے شعر میں ادغام کی دو قسمیں اور ان کا قاعدہ بیان ہوا ہے جبکہ دوسرے میں مواعِدِ ادغام کی چند مثالیں دی گئی ہیں۔

ادغام کی باعتبار مخرج اقسام:- مخرج کے اعتبار سے ادغام کی تین قسمیں ہیں: (۱) ادغامِ مثلین جس کو ادغامِ متماثلین بھی کہتے ہیں۔ (۲) ادغامِ جنسین جس کو ادغامِ متجانسین بھی کہتے ہیں۔ (۳) ادغامِ متقاربین۔

۱..... ادغامِ مثلین یا متماثلین کی تعریف:- وہ ادغام جس میں مُدْغَم اور مُدْغَم فیہ ایک قسم کے حرف ہو جن کا مخرج اور صفت ایک ہی ہو جیسے بَلْ لَّا۔ اس میں پہلے لام کا دوسرے لام میں ادغام ہوا ہے۔

۲..... ادغامِ جنسین یا متجانسین کی تعریف:- وہ ادغام جس میں مُدْغَم اور مُدْغَم فیہ مخرج کے اعتبار سے ایک ہی ہوں اور صفت کے اعتبار سے مختلف ہوں جیسے قَدْ تَبَيَّنَ۔ اس میں دال کا تاء میں ادغام ہوا ہے، دال اور تاء کا مخرج ایک ہی ہے اور یہ باعتبار مخرج نطعہ کہلاتے ہیں لیکن صفات بہت حد تک مختلف ہیں۔ یَا بُنَيَّ اَرْكَبْ مَعَنَا میں ادغام و اظہار دونوں ثابت ہیں۔

۳..... ادغامِ متقاربین کی تعریف:- وہ ادغام جس میں مُدْغَم اور مُدْغَم فیہ مخرج اور صفت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب ہوں جیسے قُلْ رَبِّ (اس میں ادغام تام ہوتا ہے)، اَلَمْ نَخْلُقْكُمْ (اس میں ادغام تام و ناقص دونوں ثابت ہیں البتہ تام اولیٰ ہے)۔ اس میں لام کا راء میں ادغام ہوا ہے، لام اور راء قریب المخرج ہیں کیونکہ طرفِ لسان سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں کئی صفات مشترک بھی ہیں۔

تنبیہ:- علامہ جزریؒ نے ”مقاربین“ کا صراحتہ ذکر نہیں فرمایا اور قُلْ رَبِّ کی مثال بظاہر صرف مقاربین کی ہے، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مراد ”جنس“ سے شاید وہ مفہوم ہے جس میں متجانسین اور مقاربین دونوں شامل ہو جائیں یعنی وہ حروف جو متحد الجنس ہوں یا شدتِ قرب کی وجہ سے متحد الجنس معلوم ہوں۔ یہ بھی جان لینا مناسب ہے کہ قرآء حضرات کا ادغامِ متماثلین و ادغامِ

متقاربین پر توافق ہے لیکن ادغام متقاربین ان کے ہاں مختلف فیہ ہے، بعض کرتے ہیں اور بعض نہیں۔ شاید اسی وجہ سے مصنف ناظم نے مثلین و جنسین کے بعد متقاربین صراحتہ ذکر نہیں فرمایا۔
ادغام متجانسین اور متقاربین کی قسمیں :-

کیفیت کے اعتبار سے ان کی دو قسمیں ہیں: (۱) ادغام تام: مدغم کا مدغم فیہ میں اس طرح ادغام کرنا کہ مدغم کی ذات اور کوئی صفت باقی نہ رہے جیسے قُلْ رَبِّ - (۲) ادغام ناقص: مدغم کا مدغم فیہ میں اس طرح ادغام کرنا کہ مدغم کی کوئی نہ کوئی صفت باقی رہے جیسے اَحَطْتُ اور بَسَطْتُ - (ان کا کچھ ذکر اَحَطْتُ اور بَسَطْتُ کے ضمن میں گذشتہ باب میں بھی ہے)۔

وَأَوَّلَىٰ مِثْلٍ وَجَنَسٍ إِنْ سَكَنَ أَذْغَمَ: مصنف فرماتے ہیں کہ متماثلین یا متجانسین میں سے جب بھی پہلا حرف ساکن ہوگا اسے دوسرے حرف میں ادغام کر دینا ضروری ہے۔

ادغام (صغیر) کی تین شرطیں ہیں: (۱) پہلا حرف ساکن ہو۔ (۲) مثلین کا پہلا حرف، حرف مد نہ ہو۔ (۳) متجانسین یا متقاربین کا پہلا حرف، حرف حلقی نہ ہو۔

موانع ادغام اور ان کی مثالیں :- وَأَبْنٌ فِي يَوْمٍ مَّعْ قَالُوا وَهُمْ وَقُلْ نَعَمْ..... الخ: اس عبارت میں موانع ادغام کی چھ مثالیں دی گئی ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) اگر متماثلین میں سے پہلا حرف مد نہ ہو تو ادغام نہیں ہوگا جیسے فِیْ يَوْمٍ (اس میں پہلی یا مد نہ ہے) اور قَالُوا وَهُمْ (اس میں پہلی واؤ مد نہ ہے)۔

(۲) لام فعل کا (خواہ کوئی بھی فعل ہو) نون اور تاء میں ادغام نہیں ہوگا جیسے قُلْ نَعَمْ (اس میں لام، فعل امر کا حرف ہے، نیز قُلْ میں ایک مرتبہ تعلیل ہو چکی اس لیے مزید تعلیل پسندیدہ نہیں ہوگی) اور فَالْتَقَمَهُ الْحَوْتُ (فَالْتَقَمَهُ میں لام فعل ماضی کا حرف ہے، اگر اس میں ادغام ہوا تو یہ لام تعریف کے مشابہ ہو جائے جیسے التَّوَابُ)۔

(۳) متجانسین یا متقاربین میں سے پہلا حرف اگر حرف حلقی ہو تو اپنے مجانس حرف حلقی ادغام نہیں ہوگا جیسے سَبَّحَهُ (اس میں حاء حرف حلقی ہے اگرچہ ہاء بھی حلقی ہے لیکن مخرج جدا ہے)، اور اپنے مماثل میں ادغام ہوگا جیسے يُوْجِهُهُ -

(۴) پہلا حرف اگر حرفِ حلقی ہو اور دوسرا حرف غیر حلقی ہو تو بھی ادغام نہیں ہوگا جیسے لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا (اس میں غین حرفِ حلقی اور قاف غیر حلقی ہے)۔

مصنف فرماتے ہیں کہ ایسی تمام جگہوں میں پہلے حرف کو دوسرے حرف سے جدا کر کے

اظہار کے ساتھ پڑھو۔

ادغام کی باعتبارِ مدغم اقسام:- مدغم کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ادغامِ صغیر جس میں مدغم پہلے سے ساکن ہو۔ اب تک تفصیل اس کے مطابق تھی جیسے قُلْ

رَبِّ۔ (۲) ادغامِ کبیر جس میں مدغم پہلے سے ساکن نہ ہو بلکہ بغرضِ ادغام ساکن کیا جائے۔

ادغامِ کبیر کی مثالیں:- روایتِ حفصؓ میں پانچ کلمات میں ادغامِ کبیر ہوا ہے:

(۱) ﴿نِعْمًا﴾ جو دو جگہ ہیں: سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷، سورۃ نساء آیت نمبر ۵۸۔

(۲) ﴿أَتَحَا جُونَى﴾ سورۃ النعام آیت نمبر ۸۔

(۳) ﴿لَا تَأْمَنَّا﴾ سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۱۔ البتہ اس میں ادغام کی صورت میں اشہام اور اظہار کی

صورت میں روم ضروری ہے۔

(۴) ﴿مَكْنَى﴾ سورۃ کہف آیت نمبر ۹۵۔ (۵) ﴿تَأْمُرُونَنِي﴾ سورۃ زمر آیت نمبر ۶۴۔

(۹) بَابُ فِي الْفَرْقِ بَيْنَ الظَّاءِ وَالضَّادِ

ظاء اور ضاد میں فرق کا بیان

اس باب میں آٹھ شعر ہیں جن میں مختلف کلمات میں ظاء اور ضاد کا امتیاز بیان کیا گیا ہے چونکہ ضاد کی ادائیگی نسبتِ ظاء کے مشکل ہے اور جب تک کسی ماہرِ استاذ سے اس کی مشق نہ کر لی جائے اکثر جگہ غلطی واقع ہوتی ہے اور ضاد کے بجائے حرفِ ظاء ادا ہونے لگتا ہے جبکہ مخرج اور صفت دونوں کے جدا ہیں اس لیے مصنفؒ ان الفاظ کا تعین فرمانا چاہتے ہیں جہاں ظاء یا ضاد واقع ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ قرآن مجید میں ضاد زیادہ ہے اور ظاء کم، چنانچہ ضاد تقریباً ایک ہزار سات دفعہ آیا ہے اور ظاء آٹھ سو بیالیس دفعہ آیا ہے، نیز کتاب کا دار و مدار بھی اختصار پر ہے، اسی لیے

مصنف نے ظاء سے مشتق الفاظ یہاں بیان فرمادیئے ہیں تاکہ ان کو پہچاننے کے بعد ضاد کا اشتباہ باقی نہ رہے۔

ما قبل میں بھی بعض حرفوں کے ساتھ مخصوص صفت کا بیان تھا، یہاں پر بھی دو حرفوں (ضاد اور ظاء) کے درمیان صفت استطالت کے ساتھ فرق کرنے کا بیان ہے، کیونکہ یہ دونوں استطالت کے علاوہ باقی تمام صفات میں مشترک ہیں، اس لیے ان میں قوی مشابہت موجود ہے اور انہیں جدا کرنے کی ضرورت ہے۔

ترکیب:- باب موصوف، کائن شبہ فعل محذوف جس میں ہو ضمیر اس کا فاعل، فی الفرق بین الظاء والضاد کائن کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبثدا کی خبر۔

(۵۲) وَالضَّادُ بِاسْتِطَالَةٍ وَمَخْرَجٍ مِّيزٌ مِنَ الظَّاءِ وَكُلُّهَا تَجِي

اور ضاد کو استطالت اور مخرج کے ذریعہ ظاء سے الگ کر اور وہ سب (الفاظ) آرہے ہیں۔
تحقیق کلمات: اِسْتِطَالَةٌ سے صفت استطالت اور مخرج سے ضاد کا مخرج مراد ہے۔ مِيز صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی الگ کرنا۔

تشریح:-

ضاد کا مخرج حافہ لسان (زبان کی کروٹ یا کنارہ) ہے جب وہ دائیں بائیں موجود اوپر کے ڈاڑھوں سے ملے اور ظاء کا مخرج زبان اور ثنایا علیا کی جڑ ہے۔ ضاد اور ظاء صفات متضادہ میں سے جبر، رخوت، استعلاء، اطباق اور اصمات میں شریک ہیں لیکن صفات متضادہ میں سے ایک خاص صفت جو ضاد کو ظاء سے جدا کرتی ہے وہ ”استطالت“ ہے جو صرف ضاد میں پائی جاتی ہے، ظاء میں نہیں۔ اس لیے ضاد کو جدا کرنے کا طریقہ صفت استطالت کی مکمل ادائیگی ہے۔
وَکُلُّهَا تَجِي: یعنی قرآن مجید مذکور ظاء والے کلمات آگے بیان ہو رہے ہیں جن کی تعداد تقریباً آٹھ سو بیالیس ہے۔

ترکیب:- واو استینافیہ الضاد مفعول یہ مقدم برائے مِيز فعل، ب جار استطالة معطوف علیہ، واو عاطفہ مَخْرَجٍ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر

متعلق مقدم برائے مَیَزْ، مَیَزْ فعل امر انت ضمیر فاعل، مِّنَ الظَّاءِ جار مجرور مل کر متعلق ثانی برائے مَیَزْ، (باقی متعلقات اور مفعول بہ آئندہ آئیں گے)، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ اور تمام متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واو استینافیہ، کُلُّهَا مضاف بامضاف الیہ مبتدا، تَجِیْ فعل ہی ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۵۳) فِي الظَّنِّ ظِلُّ الظُّهْرِ عَظِمَ الحِفْظِ | أَيْقِظْ وَأَنْظِرْ عَظِمَ ظَهْرِ اللَّفْظِ

ترجمہ: الظَّنِّ، ظِلِّ، الظُّهْرِ، عَظِمَ، الحِفْظِ، أَيْقِظْ، أَنْظِرْ، عَظِمَ، ظَهْرِ اور اللَّفْظِ میں۔

تحقیق کلمات: فِي الظَّنِّ ظِلُّ الظُّهْرِ..... الخ ترکیبی لحاظ سے ان تمام کلمات کے درمیان واو عاطفہ محذوف نکالی جائے گی۔

تشریح:- [قرآن کریم میں ظاء کے کلمات]

مذکورہ بالا دس الفاظ اور ان سے مشتق کلمات قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آئے ہیں، تفصیل یہ ہے:
۱..... الظَّنِّ: (بمعنی کوچ، روانگی) یہ لفظ قرآن مجید میں ایک جگہ سورہ نحل آیت نمبر ۸۰ ﴿يَوْمَ ظَنَنْتُمْ﴾ میں آیا ہے۔

۲..... ظِلِّ: (ظاء کے کسرے کے ساتھ بمعنی سایہ) اس سے مشتق الفاظ ۲۴ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿وَنَدْخُلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا﴾ [النساء: ۵۷]۔

۳..... الظُّهْرِ: (ظاء کے ضمہ کے ساتھ بمعنی دوپہر کا وقت) اس سے مشتق الفاظ ۲ جگہ آئے ہیں:
(۱) ﴿مِنَ الظُّهْرِ﴾ [النور: ۵۸] اور (۲) ﴿وَحِينَ تَظْهَرُونَ﴾ [الرود: ۱۸]۔

۴..... عَظِمَ: (ظاء کے ضمہ کے ساتھ بمعنی بڑائی) اس سے مشتق الفاظ ۱۳ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿لِيَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ [التطيف: ۵]۔

۵..... الحِفْظِ: (بمعنی حفاظت) اس سے مشتق الفاظ ۲۴ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿إِنَّ رَبِّي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيزٌ﴾ [هود: ۵۷]۔

۶..... أَيْقِظْ: (از باب افعال بمعنی بیدار کرنا) اس کے مجرد سے ایک ہی لفظ سورہ کہف آیت نمبر

۱۸ میں وارد ہے ﴿وَتَحْسَبُهُمْ آيَاظًا﴾۔

۷..... أَنْظِرُ: (بروزن اَفْعِلْ از باب افعال بمعنی مہلت دینا) اس سے مشتق الفاظ ۲۰ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ﴾ [الشعراء: ۲۰۳]۔

۸..... عَظُم: (عین کے فتح کے ساتھ بمعنی ہڈی) اس سے مشتق الفاظ ۹ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿وَأَنْظِرْ إِلَى الْعِظَامِ﴾ [البقرة: ۲۵۹]۔

۹..... ظَهَرَ: (طاء کے فتح کے ساتھ بمعنی پیٹھ) اس سے مشتق الفاظ ۹ دفعہ آئے ہیں جیسے ﴿الَّذِي أَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾ [الانشراح: ۳]۔

۱۰..... اللَّفْظُ: (بمعنی بولنا، تلفظ کرنا) اس مادہ کا ایک ہی لفظ سورہ ق آیت نمبر ۱۸ ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾۔

ترکیب:- فی حرف جر، الظَّعن، ظَلَّ، الظُّهر، عَظُم..... الخ تمام کلمات بمعنی اگلے اشعار کے مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق برائے فعل جو گزشتہ شعر میں مذکور ہوا۔

(۵۴)	ظَاهِرٌ لَطِي شَوَاطُ كَظِمِ ظَلَمًا	أَغْلَظُ ظَلَامِ ظَفَرٍ نِ انتَظِرُ ظَمًا
------	--------------------------------------	---

ترجمہ:- اور ظاہر، لَطِي، شَوَاطُ، كَظِمِ، ظَلَمًا، أَغْلَظُ، ظَلَامِ، ظَفَرٍ، انتَظِرُ اور ظَمًا میں۔

تشریح:- ان الفاظ کی تفصیل یہ ہے:

۱۱..... ظَاهِر: (از باب فتح بمعنی ظاہر ہونا، بلند ہونا) اس سے ۳۷ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ﴾ [الزمر: ۳۳]۔

۱۲..... لَطِي: (از باب سمع بمعنی آگ بھڑکنا) اس سے مشتق دو الفاظ آئے ہیں: (۱) ﴿إِنَّهَا لَطِي﴾ [المعارج: ۱۵]۔ (۲) ﴿نَارًا تَلْظِي﴾ [اللیل: ۱۳]۔

۱۳..... شَوَاطُ: (بمعنی آگ کی گرمی، چنگاری) یہ لفظ ایک جگہ سورہ رحمن آیت نمبر ۳۵ ﴿شَوَاطُ مِنْ نَارٍ﴾ میں آیا ہے۔

۱۴..... كَظِم: (از باب ضرب بمعنی غصہ ضبط کرنا) اس سے ۶ الفاظ آئے ہیں جیسے

﴿وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظَ﴾ [ال عمران: ۱۳۴]۔

۱۵..... ظَلَمَ: (از باب ضرب بمعنی نا انصافی و زیادتی کرنا) اس سے تقریباً ۲۸۲ الفاظ آئے ہیں

جیسے ﴿كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ﴾ [البقرة: ۵۷]۔

۱۶..... اَغْلُظَ: (از باب نصر بمعنی سختی کرنا) اس سے ۱۱۳ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿وَاعْلُظْ

عَلَيْهِمْ﴾ [التحریم: ۹]۔

۱۷..... ظَلَامَ: (بمعنی اندھیرا) اس معنی و مادہ کے تقریباً ۲۵ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿مِنْ

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ [البقرة: ۲۵۷]۔

۱۸..... ظَفَرَ: (طاء اور فاء کے ضمہ کے ساتھ بمعنی ناخن) ایک ہی لفظ سورہ انعام آیت نمبر ۱۴۶

﴿وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفْرٍ﴾ میں آیا ہے۔

۱۹..... اِنْتَظِرْ: (از باب افعال بمعنی انتظار کرنا) اس سے ۱۱۴ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿وَأَنْتَظِرْهُمْ

مُنْتَظِرُونَ﴾ [السجدة: ۳۰]۔

۲۰..... ظَمَأَ: (از باب مع بمعنی پیاسا ہونا) اس سے ۳ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿يَحْسَبُهُ الظَّمَانُ

مَاءً أ﴾ [النور: ۳۹]۔

ترکیب:- ظاہر، لظی..... الخ تمام الفاظ بحذف حرف عطف گزشتہ شعر پر عطف ہیں۔

(۵۵) اَظْفَرَ ظَنًّا كَيْفَ جَا وَعَظِ سَوَى عِصِينَ ظَلَّ النَّحْلُ زُخْرَفٍ سَوَا

اَظْفَرَ، ظَنًّا جس طرح بھی آیا، وَعَظِ میں بھی سوائے عِصِينَ کے، اور سورہ نحل

اور سورہ زخرف کا ظَلَّ برابر ہے۔

تحقیق کلمات: كَيْفَ جَا اصل میں كَيْفَ جَاءَ ہے، اور جَاءَ کی ضمیر فاعل ظَنًّا کی طرف

راجع ہے یعنی اس کے مشتقات طاء کے ساتھ ہی ہے۔

تشریح:-

۲۱..... اَظْفَرَ: (از باب افعال بمعنی غلبہ و فتح دینا) یہ ایک ہی لفظ سورہ فتح آیت نمبر ۲۴ ﴿أَنْ

اَظْفَرَ كُمْ عَلَيْهِمْ﴾ میں آیا ہے۔

۲۲..... ظَنَّا: (از باب نصر بمعنی گمان کرنا) اس سے ۶۹ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿وَتَظُنُّونَ بِاللّٰهِ الظُّنُونَا﴾ [الاحزاب: ۱۰]۔

۲۳..... وَعَظِ: (از باب ضرب بمعنی خوف کے ساتھ نصیحت کرنا) اس سے ۲۵ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَضْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ﴾ [الشعراء: ۱۱۳]۔

سوی عِضِينَ: یعنی عِضِينَ جو سورہ حجر آیت نمبر ۹۱ ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾ میں آیا ہے وہ ظاء کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ضاد کے ساتھ ہے۔

۲۴..... ظَلَّ النَّحْلُ زُخْرُفٍ سَوَا: سَوَا دراصل سَوَاء (بمعنی برابر) ہے، ضرورتِ شعری کی بناء پر ہمزہ گر گیا۔ مطلب یہ ہے کہ سورہ نحل آیت نمبر ۵۸ اور سورہ زخرف آیت نمبر ۱ میں واقع لفظ ظَلَّ ظاء کے ساتھ ہونے میں برابر ہے، ایسا نہیں کہ ایک جگہ ظاء اور دوسری جگہ ضاد آیا ہو، دونوں جگہ آیت اس طرح ہے: ﴿ظَلَّ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا﴾ لہذا کسی کو اس میں اشتباہ نہ ہو۔

ترکیب:- اَظْفَرَ معطوف علیہ، ظَنَّا ذوالحال، جَاءَ فَعْلٌ هُوَ ضمیر ذوالحال، کَيْفَ حال، ذوالحال حال سے مل کر فاعل، فَعْلٌ اپنے فاعل سے مل کر پھر حال ہوا برائے ظَنَّا، ظَنَّا اپنے حال سے مل کر معطوف، وَعَظِ متشبی منہ سوی حرف استثناء، عِضِينَ متشبی، متشبی منہ متشبی سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے مل کر سابقہ جملے کے معطوف علیہ پر معطوف اور پھر وہ سب مفعول بہ برائے مَيَّزَ فَعْلٌ جس کی ترکیب گذر چکی۔ ظَلَّ مضاف النّحل زُخْرُفٍ بحذف حرف عطف معطوف علیہ و معطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتداء، سَاءَ خبر، مبتداء خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۵۶) وَظَلَّتْ ظَلْتُمْ وَبِرُومِ ظَلُّوا كَالْحَجَرِ ظَلَّتْ شُعْرًا نَظَلَّ

اور ظَلَّتْ، ظَلْتُمْ (میں بھی) اور سورہ روم میں ظَلُّوا سورہ حجر کی طرح ہے، سورہ شعراء میں ظَلَّتْ اور نَظَلَّ (میں بھی ظاء ہے)۔

تشریح:-

۲۵..... ظَلَّتْ: (فعل ناقص) یہ اصل میں ظَلِلْتُ بروزن فَعِلْتُ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی

معلوم از باب سمع اور مضاعف ثلاثی ہے لیکن تخفیفاً ایک لام کو حذف کر کے ظَلَّت بروزن فَلَّت کر دیا گیا۔ یہ لفظ ایک ہی دفعہ سورہ طہ آیت نمبر ۹۷ ﴿ظَلَّتْ عَلَيْهِ عَاكِفًا﴾ میں آیا ہے۔

۲۶..... ظَلُّتُمْ: (فعل ناقص) اصل میں ظَلِلْتُمْ بروزن فَعِلْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر فعل ماضی معلوم از باب سمع اور مضاعف ثلاثی ہے لیکن تخفیفاً یہاں بھی ایک لام کو حذف کر کے ظَلُّتُمْ بروزن فَلْتُمْ کر دیا گیا۔ یہ لفظ بھی ایک دفعہ سورہ واقعہ آیت نمبر ۶۵ ﴿فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ﴾ میں آیا ہے۔

۲۷..... ظَلُّوا: (فعل ناقص) یہ دو دفعہ آیا ہے: (۱) سورہ روم آیت نمبر ۵۱ ﴿لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ﴾ میں۔ (۲) سورہ حجر آیت نمبر ۱۴ ﴿فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ﴾ میں۔ مصنف کے قول ”وَبِرُومِ ظَلُّوا كَالْحَجَرِ“ کا یہی مطلب ہے کہ ان دونوں سورتوں میں ظَلُّوا ظاء کے ساتھ ہی ہے۔

۲۸..... ظَلَّتْ: (فعل ناقص) یہ ایک دفعہ سورہ شعراء آیت نمبر ۴۲ ﴿فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ﴾ میں آیا ہے۔

۲۹..... نَظَلُّ: (فعل ناقص) یہ بھی ایک ہی دفعہ سورہ شعراء آیت نمبر ۷۱ ﴿فَنَظَلُّ لَهَا عَكِفِينَ﴾ میں آیا ہے۔ مصنف کے قول ”ظَلَّتْ شِعْرًا نَظَلُّ“ کا یہی مطلب ہے کہ مذکورہ بالا دونوں الفاظ صرف سورہ شعراء میں آئے ہیں۔

ترکیب:- واو عاطفہ ظَلَّتْ ظَلُّتُمْ بحذف حرف عطف، معطوف علیہ معطوف مل کر سابقہ جملے پر معطوف، واو استینافیہ بِرُومِ جار مجرور مل کر متعلق کائِنِ محذوف شبہ فعل کے، شبہ فعل میں هُوَ ضمیر فاعل، ظَلُّوا مبتدا، کَالْحَجَرِ جار مجرور مل کر متعلق ثانی برائے کائِنِ، کائِنِ اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ ظَلَّتْ، نَظَلُّ معطوف علیہ و معطوف مل کر مضاف، شِعْرًا مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر ظَلَّتْ، ظَلُّتُمْ پر معطوف۔

(۵۷) يَظْلَلْنَ مَحْظُورًا مَعَ الْمُحْتَظِرِ وَكُنْتَ فُظًّا وَجَمِيعِ النَّظَرِ

يَظْلَلْنَ، مَحْظُورًا میں بمعہ الْمُحْتَظِرِ کے اور كُنْتَ فُظًّا اور تمام النَّظَرِ (کے الفاظ) میں۔

تشریح:-

۳۰..... يَظْلَلْنَ: (فعل ناقص) یہ ایک ہی دفعہ سورہ شوریٰ آیت نمبر ۳۳ ﴿فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ﴾ میں آیا ہے۔

۳۱..... مَحْظُورًا: (از باب نصر بمعنی منع کرنا) یہ بھی ایک دفعہ سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۰ ﴿وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا﴾ میں آیا ہے۔

۳۲..... الْمُحْتَظَر: (از باب افعال بمعنی بچنا، محفوظ ہونا) یہ ایک ہی دفعہ سورہ قمر آیت نمبر ۳۱ ﴿فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظَرِ﴾ میں آیا ہے۔

۳۳..... فَظًا: (بمعنی بدخلق) یہ بھی ایک ہی دفعہ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۵۹ ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا﴾ میں آیا ہے۔

۳۴..... النَّظَر: (از باب نصر بمعنی دیکھنا) اس سے تقریباً ۹۸ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ﴾ [یس: ۲۴]۔

قولہ ”وَجَمِيعِ النَّظَر“: مصنف فرماتے ہیں کہ النَّظَر کے تمام الفاظ طاء کے ساتھ ہی ہیں البتہ تین الفاظ اس سے مستثنیٰ ہیں جو بظاہر اسی سے لگتے ہیں مگر وہ اس سے نہیں ہیں اور ان کا ذکر اگلے شعر میں آ رہا ہے۔

ترکیب:- يَظْلَلْنَ مَحْظُورًا بحذف حرف عطف سابقہ شعر کے ظَلَّتْ، ظَلْتُمْ پر معطوف، مَعَ مضاف، الْمُحْتَظَرِ معطوف علیہ، واو عاطفہ کُنْتَ فَظًا معطوف اول، واو عاطفہ جَمِيعِ النَّظَرِ مضاف و مضاف الیہ مل کر مستثنیٰ منہ، مستثنیٰ کا ذکر اگلے شعر میں ہے۔ مستثنیٰ منہ مستثنیٰ سے مل کر معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مَعَ مضاف کا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ برائے مِيزُ فعل جس کا ذکر شروع میں ہو چکا۔

(۵۸) إِلَّا بَوَيْلٌ هَلْ وَأُولَىٰ نَاصِرَةٌ | وَالْغَيْظُ لَا الرَّعْدَ وَهُوَ قَاصِرَةٌ

ترجمہ:- مگر بویلِ لِّلْمُطَفِّفِينَ، هَلْ آتی اور پہلے نَاصِرَةٌ میں (طاء نہیں)، اور الْغَيْظُ سورہ رعد اور سورہ ہود کے علاوہ جو کم ہونے والا ہے۔

تحقیق کلمات: وَاُولٰٓئِیْنَ سے سورۃ تطفیف (پارہ عم) مراد ہے کیونکہ اس کی ابتدا اسی سے ہوتی ہے، سورۃ ہمزہ مراد نہیں کیونکہ اس میں ایسا لفظ نہیں۔ اسی طرح اہل سے مراد سورۃ دہر ہے جس کی ابتدا اہل اتی سے ہوتی ہے اور اُولٰٓئِیْنَ ناصِرہ سے مراد سورۃ قیامہ کا پہلا ناصِرہ ہے۔ اِلَّا بِوَاوِلِ الخ استثناء منقطع ہے کیونکہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں شروع سے داخل نہیں۔ قاصِرہ یہ لفظ اُھود کی صفت ہے جس کی تشریح نیچے ہے۔

تشریح:-

قولہ: اِلَّا بِوَاوِلِ الخ: تین مقامات کے علاوہ باقی تمام جگہوں میں النظر کے مشتقات طاء کے ساتھ ہی ہیں، وہ تین مقامات یہ ہیں: (۱) سورۃ تطفیف آیت نمبر ۲۲ ﴿تَعْرِفْ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ﴾ میں لفظ نَضْرَةَ۔ (۲) سورۃ دہر آیت نمبر ۱۱ ﴿وَلَقَهُمْ نَضْرَةٌ وَسُرُورًا﴾ میں بھی لفظ نَضْرَةَ۔ (۳) سورۃ قیامہ آیت نمبر ۲۲ ﴿وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ﴾ میں لفظ ناصِرَةَ۔ قولہ: وَاُولٰٓئِیْنَ ناصِرہ: سورۃ قیامہ میں آیت نمبر ۲۲ ضاد کے ساتھ ہے اور اس کے بعد آیت نمبر ۲۳ ﴿اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ میں لفظ ناظِرَةُ ضاد کے ساتھ نہیں بلکہ طاء کے ساتھ ہے، اسی کی وضاحت کے لیے مصنفؒ نے یہ فرمایا: وَاُولٰٓئِیْنَ ناصِرہ یعنی ان میں سے پہلی آیت میں ضاد ہے اور وہ النظر سے مشتق نہیں اور دوسری آیت میں طاء ہے اور وہ النظر سے مشتق ہے۔

۳۵..... اَلْغَيْظُ: (بمعنی غصہ) اس کے مجرد باب ضرب اور مزید باب تفعّل سے تقریباً گیارہ ۱۱ الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿عَصُوا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ﴾ [آل عمران: ۱۱۹] اور ﴿سَمِعُوا لَهَا تَغِيْظًا وَزَفِيْرًا﴾ [الفرقان: ۱۲]۔

قولہ: لَا الرَّعْدِ وَهُوَ قَاصِرَةٌ: یعنی لفظ الغیظ کے تمام الفاظ طاء کے ساتھ ہیں لیکن سورۃ رعد آیت نمبر ۸ ﴿وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْضَ حَامٍ﴾ اور سورۃ ہود آیت نمبر ۲۴ ﴿وَغِيْضَ الْمَاءِ﴾ میں جو بظاہر الغیظ سے مشتق نظر آتا ہے وہ طاء نہیں بلکہ ضاد کے ساتھ ہے اور الغیظ سے مشتق نہیں کیونکہ اس کا مادہ الْغِيْضُ (بمعنی کم ہونا) ہے۔

هُودٍ قَاصِرَةٍ کا مطلب:- قَاصِرَةٍ بروزن فَاعِلَةٌ صیغہ اسم فاعل ہے اور معنًا ضَادٌ محذوف کی صفت ہے، لفظاً هُودٍ کی، اس کے معنی ہیں ”کم ہونے والا“۔ اس سے تین باتیں مفہوم ہوتی ہیں:

(۱) لفظ جب الْغَيْضِ ضاد کے ساتھ ہو تو وہ کم ہونے پر دلالت کرے گا اور سورہ ہود میں پانی کے کم ہونے کو ہی بتلایا گیا ہے، اس کے برخلاف جب الْغَيْظِ ظاء کے ساتھ ہو تو وہ کم ہونے پر نہیں بلکہ غضبناک ہونے پر دلالت کرے گا اور سورہ ہود میں کم ہونا مطلوب ہے۔

(۲) لکھنے کے اعتبار سے ”ظ“ پر الف کا شائبہ زیادہ ہوتا ہے یعنی اس کے اوپر الف کے مانند ”ا“ موجود ہے، اس کے برخلاف ”ض“ میں الف کم ہے یعنی ”ض“ پر ”ا“ نہیں ہے تو سورہ ہود میں ”غَيْضِ“ ض کے ساتھ ہے جس میں الف کا نشان ”ا“ کم ہے۔

(۳) یا پھر یہ مراد ہے کہ سورہ ہود میں الْغَيْضِ مادہ استعمال ہوا ہے جو درحقیقت الْغَيْظِ سے کم مستعمل ہے کیونکہ قرآن مجید میں الْغَيْظِ (ظاء کے ساتھ) کی تعداد گیارہ ہے اور الْغَيْضِ (ضاد کے ساتھ) کی تعداد صرف دو ہے۔

ترکیب:- اِلَّا حرف استثناء، اس کے بعد اَلَّذِي ثَبَتَ محذوف، اَلَّذِي اسم موصول، ثَبَتَ فعل ہو ضمیر فاعل، ب جارہ وَاِیْلَ معطوف علیہ، هَلْ بحذف حرف عطف معطوف اوّل، وَاَوْعَاطِفہ اُولٰی نَاصِرَہ مضاف بامضاف الیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ثَبَتَ فعل کا متعلق، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر مستثنیٰ۔ جَمِیعِ النَّظَرِ جو گذشتہ شعر میں مذکور تھا، وہ مستثنیٰ منہ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر اپنے ماقبل پر معطوف ہو چکا۔ وَاَوْعَاطِفہ الْغَيْظِ معطوف علیہ لَا عَاطِفہ الرَّعْدِ معطوف وَاَوْعَاطِفہ هُودٍ قَاصِرَہ موصوف صفت مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر پھر معطوف بن گیا گزرے ہوئے جملوں کے لیے۔

(۵۹) وَالْحَظُّ لَا الْحَضُّ عَلَى الطَّعَامِ وَفِي ضَنِینِ نِ الْخِلَافِ سَامِیْ

ترجمہ:- اور حَظٌّ میں نہ کہ حَضٌّ عَلَى الطَّعَامِ (کھانا کھلانے کی ترغیب) میں، اور ضَنِینِ میں اختلاف مشہور ہے۔

تشریح:-

۳۶..... الْحَظْ: (بمعنی حصہ، نصیب) اس سے لے الفاظ آئے ہیں جیسے ﴿إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾ [قصص: ۷۹]۔

قولہ: لَا الْحِصَّ عَلَى الطَّعَامِ: مصنف فرماتے ہیں حَظٌّ بمعنی حصہ و نصیب سب ظاء کے ساتھ ہے لیکن حِصٌّ علی الطعام جو کھانا کھلانے کی ترغیب کے معنی میں ہے، وہ ضاد ہی کے ساتھ ہے اور یہ حِصٌّ دفعہ آیا ہے: (۱) سورہ حاقہ آیت نمبر ۳۲ اور (۲) سورہ ماعون آیت نمبر ۳ یعنی ﴿وَلَا يَحْصُ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ﴾۔ (۳) سورہ فجر آیت نمبر ۱۸ ﴿وَلَا تَحْصُونَ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ﴾۔

فائدہ: مذکورہ بالا تمام الفاظ کے تفصیلی مواقع اور مکمل آیات جاننے کے لیے ”المعجم المفہرس لألفاظ القرآن الکریم“ تصنیف: شیخ محمد فواد عبدالباقی، کا مطالعہ مفید رہے گا۔
قولہ: وَفِي ضَنِينٍ نِ الْخِلَافِ سَامِي: سورہ تکویر آیت نمبر ۲۲ ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ میں لفظ ضَنِين کے بارے میں قراء کا اختلاف مشہور ہے، چنانچہ ابن کثیرؒ، ابو عمرو بصریؒ، کسائی کوئیؒ اور یعقوب بصریؒ بروایت رُوَیْسُ ظاء کے ساتھ ظَنْنِین پڑھتے ہیں، صحابہؓ میں سے عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت بھی یہی تھی، لیکن جمہور صحابہؓ اور باقی قراء (نافع مدنیؒ، ابو جعفر مدنیؒ، ابن عامر شامیؒ، عاصم کوئیؒ، حمزہ کوئیؒ، خلف کوئیؒ اور یعقوب بصریؒ بروایت رَوَحٌ وغیرہ) کے نزدیک یہ لفظ ضاد کے ساتھ ”ضَنِين“ ہی ہے اور مصاہف عثمانیہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

حاصل آیت دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے کہ وحی کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی ذات مکمل طور پر امین ہے اور آپ پر کوئی بدگمانی نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی آپ وحی کے بتلانے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔

ترکیب:- واو عاطفہ الْحَظِّ معطوف علیہ، لا عاطفہ الْحِصِّ عَلَى الطَّعَامِ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر گزشتہ جملوں پر معطوف، اس کی بقیہ ترکیب ماقبل میں گزر چکی۔ واو استینافیہ یا عاطفہ فی جارہ ضَنِينِ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے الْخِلَافِ مصدر،

مصدر اپنے متعلق سے مل کر خبر مقدم، سَامِیْ مبتدا مؤخر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱۰) بَابُ التَّحْذِيرَاتِ

احتیاط والی باتوں کا بیان

تحذیرات، تَحْذِيرٌ کی جمع ہے، تحذیر کے معنی ہیں ”دوسرے کو ڈرانا محتاط رکھنا“۔ اس باب میں دو شعر ہیں جن میں متقارب و غیر متقارب حروف کی درست طریقے پر ادائیگی کی تاکید اور ان کے درمیان التباس والی باتوں سے بچنے کا حکم ہے۔ صفات لازمہ کی رعایت رکھنے سے اکثر تمام حرف ایک دوسرے سے ممتاز نظر آتے ہیں ورنہ آپس میں مل جاتے ہیں اور سامع کے لیے اشتباہ کا ذریعہ بنتے ہیں، اس لیے ماقبل کی طرح اس باب میں بھی صفات کے ذریعے ضاد اور ظاء کے درمیان جب وہ اکٹھے ہوں یا دوسرے حروف کے ساتھ مل کر واقع ہوں، نیز دوسرے مشتبہ حروف کے درمیان بھی فرق قائم رکھنے کا بیان ہے۔

ترکیب:- بَابُ الخ اس سے پہلے هَذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۶۰) وَإِنْ تَلَّاقِيَ الْبَيَانَ لَا زِمَ أَنْقَضَ ظَهْرَكَ يَعْضُ الظَّالِمُ

ترجمہ:- اور اگر وہ دونوں (یعنی ضاد اور ظاء) مل جائیں تو جدا کرنا لازم ہے جیسے أَنْقَضَ ظَهْرَكَ اور يَعْضُ الظَّالِمُ۔

تحتی کلمات: تَلَّاقِيَ صیغہ تثنیہ مذکر حاضر فعل ماضی معلوم از باب تفاعل بمعنی باہم ملنا، یہاں مراد اکٹھے واقع ہونا ہے۔ تَلَّاقِيَ کی هُمَا ضمیر فاعل کا مرجع ضاد اور ظاء ہیں جن کا ذکر پچھلے باب میں تفصیلاً ہوا۔ الْبَيَانُ مصدر از باب ضرب بمعنی جدا ہونا، جدا کرنا۔

تشریح:-

ضاد اور ظاء کے مخارج اگرچہ ایک دوسرے سے نہیں ملتے لیکن ان کی تمام صفات متضادہ

(جہر، رخوت، استعلاء، اطباق، اصمات) ایک ہی ہیں، اس لیے کسی ماہر استاذ کے ہاں مشتق کیے بغیر ان کے درمیان فرق کرنا بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے تبھی مصنف ”تنبیہ فرما رہے ہیں کہ جب یہ دونوں کسی ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں تو فرق قائم رکھنا ضروری اور لازم ہے تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہ ہوں جیسے: (۱) ﴿أَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾ [الانشراح: ۳] اور (۲) ﴿يَعْضُ الظَّالِمُ﴾ [الفرقان: ۲۷] ”یَعْضُ“ میں ضاد مشدّد ہونے کی وجہ سے اور زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے بالخصوص اس وجہ سے کہ ضاد میں صفت استطالت بھی لازم ہے۔

ترکیب:- واو استینافیہ ان شرطیہ تَلَا قِیَا فَعْلُ هُمَا ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط، فاء جزائیہ محذوف، الْبَيَانُ مبتدا، لَا زِمُ خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ امِثْلَتُهُمَا محذوف مبتدا، کاف بمعنی مِثْلُ مضاف، اَنْقَضَ، ظَهْرَكَ، يَعْضُ، الظَّالِمُ بحذف حرف عطف معطوف علیہ ومعطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۶۱)	وَاضْطُرَّ مَعَ وَعَظَتْ مَعَ أَفْضُتُمْ	وَصَفَّ هَا جِبَاهُهُمْ عَلَيْهِمْ
------	--	------------------------------------

ترجمہ:- اور اُضْطُرَّ، اس کے ساتھ وَعَظَتْ اور ساتھ أَفْضُتُمْ کے، اور صاف طور پر ادا کر جِبَاهُهُمْ اور عَلَيْهِمْ کی ہاء کو۔

تحقیق کلمات: صَفَّ واحد کر حاضر فعل امر از باب تفعیل بمعنی صاف کرنا، واضح کرنا۔

تشریح:-

ضاد اور طاء کی مزید تین مثالیں پیش کی گئی ہیں، لیکن ان میں ضاد اور طاء مجتمع نہیں بلکہ ان کے ساتھ دوسرے حروف ہیں:

(۳) اُضْطُرَّ: اس میں ضاد اور طاء کا اجتماع ہے، مخرج کے اعتبار سے دونوں جدا ہیں لیکن ان کی چار صفات متضادہ ایک ہی ہیں یعنی جہر، استعلاء، اطباق اور اصمات۔ اس لیے فرق قائم رکھنا ضروری ہے خصوصاً ضاد میں صفت استطالت کے فوراً بعد طاء متحرکہ کا پڑھنا کچھ مشکل ہو سکتا ہے۔

(۴) وَعَظَتْ: اس میں طاء اور تاء جمع ہیں، مخرج ان کے بھی جدا ہیں اور اکثر صفات بھی ان کی جدا

ہیں، صرف رخوت اور اصمات میں دونوں شریک ہیں لیکن طاء ساکنہ میں صفتِ اطباق کے فوزِ ابعدا
تاء متحرکہ میں صفتِ انفتاح کی ادائیگی چونکہ مشکل ہے اس لیے اس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔
(۵) أَفْضُتُمْ: اس میں ضاد اور تاء جمع ہیں۔ مخرج اور اکثر صفات جدا ہیں، صرف رخوت اور
اصمات میں دونوں شریک ہیں البتہ ضاد میں صفتِ استطالت ضروری ہے جس کی ادائیگی کے فوزِ ا
بعدا تاء متحرکہ کا پڑھنا مشکل ہے، اس لیے اہتمام کی ضرورت ہے۔

قولہ: صَفِّ هَا جِبَاهُهُمْ: ”ہ“ کا مخرج اقضائے حلق ہے اور اس کی صفات ہمس، رخوت،
استفال، انفتاح اور اصمات ہیں، اسی وجہ سے ”ہ“ کو حرفِ ضعیف کا لقب دیا گیا ہے۔ لہذا جِبَاهُهُمْ
کے اندر جہاں دو ہاء جمع ہیں اور عَلَیْهِمْ کے اندر جہاں یاء ساکنہ حرفِ لین کے بعد ہاء واقع ہے، ہاء کو
واضح ادا کرنا لازم ہے کیونکہ خدشہ ہے کہ ہاء شاید بالکل ادا نہ ہو یا کسی اور حرف کے مشابہ ہو کر ادا ہو۔
ترکیب:۔ واو عاطفہ اضطرّ معطوف، گزشتہ جملہ میں اَنْقَضَ ظَهَرَكَ معطوف علیہ،
معطوف علیہ معطوف ہے مل کر حسبِ سابق مبتدا کی خبر۔ مَعَ وَعَظَّتْ مضاف و مضاف الیہ مل کر
گزشتہ جملہ میں واقع مبتدا کی خبر، مَعَ أَفْضُتُمْ بھی اسی طرح۔ واو استینافیہ صَفِّ فِعْلٍ امرِ انتِ ضمیر
فاعل، هَا مضاف، جِبَاهُهُمْ عَلَیْهِمْ معطوف علیہ و معطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف
الیہ سے مل کر مفعول یہ، فعل امر اپنے فاعل و مفعول یہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۱۱) بَابُ فِي أَحْكَامِ النُّونِ الْمُشَدَّةِ وَالْمِيمِ

نون مشدّدہ اور میم کا بیان

اس باب میں تین شعر ہیں جن میں نونِ مشدّدہ اور میم کے احکام بیان ہوئے ہیں خواہ
میم مشدّدہ ہو یا غیر مشدّدہ۔ تشدید کہتے ہیں کسی حرف کو دو مرتبہ اس طرح پڑھنا کہ ایک مرتبہ ساکن
ہونے اور دوسری مرتبہ متحرک ہونے کی آواز نکلے جیسے اِنَّ (اس میں پہلے نون ساکنہ کی آواز نکلتی ہے
پھر نون متحرکہ کی)، اَللّٰهُمَّ (اس میں پہلے میم ساکنہ کی آواز نکلتی ہے پھر میم متحرکہ کی)۔ ماقبل کی طرح

یہاں پر بھی نون مشدّدہ اور میم کی ایک مخصوص صفت ”غنہ“ کا بیان ہے جو نون مشدّدہ میں تو ہمیشہ ہوتا ہے جبکہ میم میں کبھی ادغام کے ساتھ، کبھی اخفاء کے ساتھ واقع ہوتا ہے اور کبھی ساقط ہو جاتا ہے یعنی میم کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔

ترکیب:- بَابُ موصوف، کائنِ شبہ فعل محذوف جس میں ہو ضمیر اس کا فاعل، فِیْ أَحْکَامِ النَّوْنِ وَالْمِيمِ کائنِ کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کی خبر۔

(۶۲) وَأَظْهَرَ الْغُنَّةَ مِنْ نُّونٍ وَمِنْ مِيمٍ إِذَا مَا شَدَّدَا وَأَخْفَيْنِ

ترجمہ:- اور نون اور میم کے غنہ کو ظاہر کر جب وہ مشدّد ہوں، اور ضرور اخفاء کر.....

(۶۳) الْمِيمَ إِنْ تَسْكُنْ بِغُنَّةٍ لِّدَا بَاءٍ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ أَهْلِ الْأَدَا

ترجمہ:- غنہ کے ساتھ میم کا اگر وہ ساکن ہو باء کے پاس، اہل ادا کے پسندیدہ قول کے مطابق۔

تحقیق کلمات: أَخْفَيْنِ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر مؤکد بانون تاکید خفیفہ از باب افعال بمعنی چھپانا، مراد اخفاء کرنا ہے۔

تشریح:-

قولہ: وَأَظْهَرَ الْغُنَّةَ مِنْ نُّونٍ..... الخ: نون مشدّدہ میں غنہ اچھی طرح کرنا چاہیے کیونکہ غنہ بھی درحقیقت نون ہی ہے جو پوشیدہ نون (نون مخفی) کہلاتا ہے اور اس کا مخرج ناک کا بانسہ ہے۔ نون مشدّدہ دراصل دونوں ہے اور ہر نون کی ادائیگی لازمی ہے پھر اس میں غنہ بھی ہے لہذا غنہ کی آواز واضح طور پر اہونی چاہیے۔

قولہ: ”أَهْلُ الْأَدَا“: اس سے مراد علماء تجوید ہیں یعنی اہل تجوید کے نزدیک رائج اور پسندیدہ قول کے مطابق باء سے پہلے میم ساکنہ واقع ہو تو اس میں اخفاء کرنا چاہیے۔

ترکیب:- واو استینافیہ اُظْهَرَ فعل امر انت ضمیر فاعل، موصوف، مِنْ نُّونٍ جار مجرور مل کر معطوف علیہ، واو عاطفہ مِنْ مِيمٍ جار مجرور مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر الْكَائِنَةُ شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل ہی ضمیر فاعل اور متعلق سے مل کر صفت، موصوف صفت سے مل کر مفعول بہ، اِذَا ظرفیہ مازائدہ شَدَّدَا فعل الف علامت تشنیہ و ضمیر فاعل، فعل

اپنے فاعل سے مل کر مفعول فیہ برائے اَظْهَرَ فعل، اَظْهَرَ اپنے فاعل، مفعول یہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ اُخْفِیْنِ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل.....

(شعر نمبر ۶۳) اَلْمِیْمَ مفعول یہ برائے اُخْفِیْنِ فعل، بِفُئْنَةٍ جار مجرور مل کر متعلق کے، لَدَا مضاف بَاءِ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ اُخْفِیْنِ کا، عَلٰی جار الْمُخْتَارِ اسم مفعول شبہ فعل هُوَ ضمیر نائب فاعل، مِنْ جَارِ اَهْلِ الْاَدَامِ مضاف بامضاف الیہ مجرور، جار مجرور سے مل کر الْمُخْتَارِ کے متعلق، وہ اپنے نائب فاعل و متعلق سے ملنے کے بعد عَلٰی کا مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر اُخْفِیْنِ کے متعلق، وہ اپنے فاعل، مفعول یہ، مفعول فیہ اور دونوں متعلقوں سے ملنے کے بعد جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء، اِنْ شرطیہ تَسْكُنُ فعل ہی ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

(۶۴) وَأُظْهَرْنَهَا عِنْدَ بَاقِي الْأَحْرَفِ | وَاحْذَرُ لَدَا وَاوٍ وَفَا أَنْ تَخْتَفِيْ

ترجمہ:- اور ضرور اس کا (یعنی میم کا) اظہار کر باقی حروف کے پاس، اور واؤ اور فاء کے پاس اس میں اخفاء ہونے سے احتیاط کر۔

تحقیق کلمات: اَظْهَرُنْ صیغہ واحد کر حاضر فعل امر بانون تاکید خفیفہ از باب افعال بمعنی ظاہر کرنا، مراد اظہار کرنا ہے۔ تَخْتَفِيْ صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از باب افعال بمعنی چھپنا، مراد اخفاء ہو جانا ہے۔

ترکیب:- واؤ عاطفہ (سابقہ جملہ معطوف علیہ) اَظْهَرُنْ فعل امر، اَنْتَ ضمیر فاعل، هَا ضمیر مفعول یہ، عِنْدَ مضاف، بَاقِي الْأَحْرَفِ مضاف بامضاف الیہ پھر مضاف الیہ، عِنْدَ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، فعل امر اپنے فاعل، مفعول یہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف علیہ، واؤ عاطفہ اِخْذَرُ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، لَدَا مضاف وَاوٍ وَفَا معطوف علیہ و معطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ، اَنْ مصدر یہ تَخْتَفِيْ فعل ہی ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر بتاویل مصدر مفعول بہ، اِخْذَرُ اپنے فاعل، مفعول یہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، سابقہ جملہ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوف۔

تشریح:-

میم ساکنہ کے قواعد

میم ساکنہ کے تین قاعدے یہ ہیں: (۱) ادغام (۲) اخفاء (۳) اظہار۔

۱..... ادغام: (تعریف باب الادغام میں گزر چکی) اگر میم ساکنہ کے بعد دوسرا میم آجائے تو ادغام مع الغنہ ہوگا جیسے لَہُمْ مَا (یہاں پر میم ادغام کی وجہ سے مشدّد ہے) اور نِعْمًا (یہاں پر رسم الخط میں ہی ایک میم مشدّد دکھا ہوا ہے)۔ ایسی جگہ میں غنہ ظاہر کر کے پڑھنا واجب ہے اور اس غنہ کو ”غنہ زمانی“ کہتے ہیں۔

۲..... اخفاء: لغوی معنی ”چھپانا“۔ اگر میم ساکنہ کے بعد باء واقع ہو تو اخفاء مع الغنہ ہوگا جیسے هُمْ بِہ، یہ ایک قول ہے جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں پر اظہار ہوگا۔ اختلاف کی بناء پر ایسی جگہ میں اخفاء اور اظہار دونوں جائز ہیں البتہ ”اہل الادا“ یعنی علماء تجوید کے ہاں پسندیدہ قول یہی ہے کہ اس میں اخفاء مع الغنہ ہوگا۔ مصنف کے قول ”عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ أَهْلِ الْأَدَا“ کا یہی مطلب ہے۔

میم ساکنہ کے اخفاء کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہونٹوں کے خشکی والے حصے کو بہت نرمی کے ساتھ ملا کر خیشوم سے ایک الف کے بقدر غنہ کیا جائے، پھر ہونٹوں کی تری والے حصے کو سختی کے ساتھ ملا کر باء ادا کی جائے۔ اسے ”اخفاء شفوی“ کہتے ہیں۔

۳..... اظہار: لغوی معنی ”ظاہر کرنا“۔ اگر میم ساکنہ کے بعد باء اور میم کے علاوہ کوئی بھی حرف آئے تو اظہار ہوگا چاہے ایک کلمہ میں ہوں جیسے اَنْعَمْتُ، یا دو کلموں میں ہوں جیسے اَلَمْ تَرَ، اس کو ”اظہار شفوی“ کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں میم میں غنہ ہرگز نہ کیا جائے۔

قولہ: وَاحْذَرْ لَدَا وَاوٍ وَفَا..... الخ: میم کے اخفاء کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بعد باء واقع ہو، اگر اس کے علاوہ کوئی بھی حرف ہو اس کا اخفاء نہیں ہوگا۔ اس کے باوجود چونکہ میم، واو اور فاء قریب المخرج ہیں اور ہونٹوں سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے ممکن ہے کہ واو اور فاء سے پہلے بھی میم پر اخفاء کر لیا جائے اور میم مخفی ہو جائے اس لیے مصنف فرماتے ہیں جہاں میم کے بعد واو یا فاء واقع ہو تو وہاں اخفاء کرنے سے احتیاط کرو کیونکہ وہاں اظہار ہوگا۔

(۱۲) بَابُ حُكْمِ التَّنْوِينِ وَالنُّونِ السَّاكِنَةِ

تنوین اور نون ساکنہ کا بیان

ما قبل میں نون مشدودہ کا بیان تھا جس میں غنہ ادا کیا جاتا تھا، اس باب میں چار شعر ہیں جن میں تنوین اور نون ساکنہ کے احکام بیان ہوئے ہیں اور تلفظ کے اعتبار سے یہ تینوں نون ہی شمار ہوتے ہیں۔

نون ساکنہ اور تنوین کے درمیان فرق: - تلفظ کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں بلکہ تنوین میں بھی نون کی آواز ہی نکلتی ہے، لیکن رسم الخط کے لحاظ سے ان میں کئی طرح سے فرق کیا جاتا ہے:

(۱) نون ساکنہ مرسوم (لکھا ہوا) ہوتا ہے جیسے أَفَمَنْ، اس میں نون الگ سے موجود ہے، جبکہ تنوین کو نون کی شکل (ن) میں نہیں لکھا جاتا بلکہ علامت کے طور پر اس کی جگہ دوزیر، دوزیر، دو پیش لکھ دیئے جاتے ہیں جیسے أَبَدًا، لَمَزَةً، أَحَدٌ۔

(۲) نون ساکنہ کلمہ کے درمیان اور آخر میں ہوتا ہے جیسے عِنْدَ، كَانَ جبکہ تنوین ہمیشہ کلمہ کے آخر میں ہوتی ہے جیسے عَلَيْنَا۔

(۳) نون ساکنہ ہر حالت میں باقی رہتا ہے چاہے وصل ہو یا وقف جیسے مَنْ اَمِنْ جبکہ تنوین صرف وصل کی حالت میں باقی رہتی ہے جیسے رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا اور وقف کی حالت میں اگر تنوین گول تاء (ة) پر ہو تو وہ ہاء (ه) سے بدل جاتی ہے جیسے رَحْمَةً، اگر گول تاء نہ ہو تو دوزیر برالف سے بدل جاتا ہے جیسے قَدِيرًا، دوزیر اور دو پیش وقف کی حالت میں حذف کر دیئے جاتے ہیں جیسے أَحَدٌ سے أَحَدٌ اور ذَاهِبٌ سے ذَاهِبٌ۔

(۴) نون ساکنہ کلمہ کی تینوں اقسام اسم، فعل، حرف میں آتا ہے جیسے (اسم) مَنْ، (فعل) يَكُونُ، (حرف) مِنْ جبکہ تنوین صرف اسم میں آتی ہے جیسے رَجُلٌ۔

اب پہلے اشعار کا ترجمہ اور تحقیق ملاحظہ کریں پھر نون ساکنہ و تنوین کے قواعد تفصیل سے پڑھیں۔

ترکیب:۔ بَابُ الخ اس سے پہلے ہَذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف

الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۶۵) وَحُكْمُ تَنْوِينٍ وَنُونٍ يُلْفَى اِظْهَارُ نِ ادْغَامٍ وَقَلْبُ اخْفَا

ترجمہ:- (۱) اور تنوین اور نون (ساکنہ) کا حکم جو پائے جائیں: اِظْهَار، ادْغَام، قَلْب اور اخفاء۔ (۲) اور تنوین اور نون کا حکم پایا جاتا ہے: اِظْهَار، ادْغَام، قَلْب اور اخفاء۔

تحقیق کلمات: یُلْفَى صیغہ واحد مذکر غائب مضارع مجہول از باب افعال بمعنی پانا۔

تشریح:- نون ساکنہ اور تنوین کے چار قواعد ہیں: اِظْهَار، ادْغَام، قَلْب اور اخفاء۔ ان سب کا بیان آگے آرہا ہے۔

ترکیب:- واو استینافہ حُكْمُ مضاف تَنْوِينٍ وَنُونٍ معطوف علیہ ومعطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، یُلْفَى فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ اِظْهَارُ نِ ادْغَامٍ وَقَلْبُ اخْفَا: معطوف علیہ ومعطوفات مل کر ہی محذوف مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۶۶) فَعِنْدَ حَرْفِ الْحَلْقِ اُظْهَرُ وَاَدْغَمُ فِی اللّٰمِ وَالرَّاءِ لَا بِغُنَّةٍ لَزِمَ

ترجمہ:- چنانچہ حروفِ حلقی کے پاس اِظْهَار کر، اور لام اور راء میں ادْغَام کر جو غنہ کے ساتھ لازم نہیں (یعنی بغیر غنہ بھی کیا جاسکتا ہے)۔

تحقیق کلمات: عِنْدَ حَرْفِ الْحَلْقِ سے مراد یہ ہے کہ نون ساکنہ و تنوین کسی بھی حرفِ حلقی سے پہلے واقع ہوں۔ لَزِمَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب سمع بمعنی لازم ہونا، چمٹنا۔ لَزِمَ میں ہو ضمیر فاعل ہے جس کا مرجع وہ ادْغَام ہے جو اس سے پہلے اَدْغَمَ فعل امر سے سمجھ میں آرہا ہے، اس طرح ضمیر کا مرجع معنا پہلے سے موجود ہو جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿اَعْدِلُوا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾ [المائدہ] میں ہو ضمیر کا مرجع اَعْدِلُوا سے سمجھ میں آنے والا مصدر اَلْعَدْلُ ہے۔

تشریح:- لَا بِغُنَّةٍ لَزِمَ: اگر لام اور راء سے پہلے نون ساکنہ و تنوین واقع ہو تو ادْغَام مع الغنہ بھی صحیح ہے اور ادْغَام بلا غنہ بھی صحیح ہے، اس میں کوئی پابندی نہیں ہے اور یہ قول ہمارے مصنف

امام جزریؒ کا ہے، اس میں دوسرا قول بھی ہے جس کی وضاحت آگے آرہی ہے۔

ترکیب:- فاء تفصیلیہ عِنْدَ مضاف حَرْفِ الْحَلْقِ مضاف ومضاف الیہ مل کر پھر مضاف الیہ، عِنْدَ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ مقدم برائے اُظْهَرَ فَعْل، اَنْتَ ضمیر فاعل، فَعْل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، اِذْغَمْ فَعْل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فِی جَارِ اللّٰم وَالرَّاءِ معطوف علیہ ومعطوف مل کر مجرور، جَارِ اپنے مجرور سے مل کر فَعْل امر کے متعلق اوّل، لَا بِغُنَّةٍ لَزِمَ کی تقدیری عبارت: اِذْغَامًا لَا لَزِمَ بِغُنَّةٍ ہے۔ اِذْغَامًا مصدر موصوف، لَزِمَ فَعْل ہو ضمیر فاعل، ب جَارِ غُنَّةٍ مجرور، جَارِ اپنے مجرور سے مل کر لَزِمَ کے متعلق، لَزِمَ فَعْل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد اِذْغَامًا کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مفعول مطلق۔ اِذْغَمْ اپنے فاعل، مفعول مطلق اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر ماقبل جملے کے لیے معطوف۔

(۶۷) **وَ اِذْغَمَنَّ بِغُنَّةٍ فِیْ یَوْمٍ** **اِلَّا بِکَلِمَةٍ کَذٰنِبًا عَنُوْا**

اور یَوْمٍ (والے حرفوں) میں ضرور غنہ کے ساتھ ادغام کر مگر ایسے کلمہ (لفظ) میں جو دُنِیَا، عَنُوْا کی طرح ہو۔

تحقیق کلمات: اِذْغَمَنَّ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر بانون تاکید خفیہ از باب افعال بمعنی ادغام کرنا۔ یَوْمٍ سے مراد وہ چار حروف ہیں جو اس میں ہیں یعنی ”ی، و، م، ن“، ان میں ادغام مع الغنہ ہوتا ہے۔

تشریح:-

قولہ: کَذٰنِبًا عَنُوْا: ایک نسخہ عَنُوْا کے بجائے صَنُوْا آیا ہے، حاصل یہ کہ دُنِیَا عَنُوْا یَا صَنُوْا جیسے کلمات میں ادغام نہیں ہوگا بلکہ اظہار ہوگا۔

چار کلمات جن میں نون ساکنہ کا ادغام نہیں ہوتا اور اس کی وجہ:-

قرآن مجید میں چار کلمات ایسے ہیں جن میں نون ساکنہ کے بعد ”حروف یرملون“ میں سے کوئی حرف واقع ہے مگر پھر بھی ادغام نہیں ہوتا: (۱) دُنِیَا (۲) قِنْوَان (۳) بُنِیَان (۴) صِنْوَان۔

نون ساکن و تنوین کے ادغام کی شرط یہ ہے کہ مُدْغَم اور مُدْغَم فیہ دونوں ایک کلمہ میں نہ ہو ورنہ ادغام نہیں ہوگا چنانچہ قرآن مجید میں یہ چار کلمات ایسے ہیں جن میں مُدْغَم اور مُدْغَم فیہ ایک ہی کلمہ میں ہونے کی وجہ سے ادغام نہیں ہوتا بلکہ اظہار ہوتا ہے۔ ان میں ادغام نہ کرنے کی دو وجہیں ہیں: (۱) ادغام کی شرط نہیں پائی جارہی۔ (۲) ادغام کرنے کی صورت میں یہ سب مشدّد بن کر دُیّا، قِوّا، بَيّا، صِوّا ہو جائیں گے اور مضاعف کے مشابہ بن جائیں گے حالانکہ یہ مضاعف نہیں۔

ترکیب:- واو عاطفہ اذْغَمَنَّ فعل امر انت ضمیر فاعل، بِغْنَةٍ جار مجرور سے مل کر اذْغَمَنَّ کا متعلق اول، فِی جار یوْمِن مِثْثی منہ الا حرف استثناء، حَرْفًا کائِنَا مِنْهَا محذوف، بِکَلِمَةٍ جار مجرور مل کر کائِنَا شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل ہو ضمیر اور دونوں متعلقوں سے مل کر حَرْفًا محذوف کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مِثْثی، مِثْثی منہ اپنے مِثْثی سے مل کر فِی کے لیے مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر اذْغَمَنَّ فعل امر کا متعلق دوم، فعل امر اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ مَثَالُهُمَا محذوف مبتدا کاف بمعنی مِثْل مضاف دُنِیَا عَنْوَنُوا بحذف حرف عطف معطوف علیہ ومعطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۶۸)	وَالْقَلْبُ عِنْدَ الْبَا بِغْنَةٍ كَذَا	الْإِخْفَا لَدَا بَاقِي الْحُرُوفِ أَخِذَا
------	--	--

اور قلب، باء کے نزدیک غنہ کے ساتھ ہوتا ہے، اسی طرح (غنہ کے ساتھ) بقیہ حروف کے پاس اخفاء لیا گیا ہے۔

تشریح:-

نون ساکنہ یا تنوین کے بعد جب باء ہو تو وہاں قلب مع الغنہ ہوگا اور حروفِ حلقی، یرملون اور باء کے علاوہ کوئی حرف آجائے تو وہاں اخفاء مع الغنہ ہوگا۔

ترکیب:- واو استینافیہ الْقَلْبُ مبتدا عِنْدَ مضاف الْبَا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر ثابِت شبہ فعل محذوف کا متعلق اول، بِغْنَةٍ جار مجرور مل کر متعلق ثانی، شبہ فعل اپنے فاعل ہو ضمیر اور دونوں متعلقوں سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ

خبریہ۔ گڈا جار مجرور مل کر متعلق اخذا مصدر محذوف کے متعلق، مصدر اپنے متعلق سے مل کر اخذا فعل مجہول کا مفعول مطلق، مبتدا، لذا مضاف، باقی الحروف مضاف بامضاف الیہ پھر مضاف الیہ، لذا اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ برائے اخذا، اخذا فعل ہو ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل، مفعول مطلق و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر الاخفا مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

نون ساکنہ و تنوین کے قواعد

(۱) اظہار (۲) ادغام (۳) قلب یا انقلاب (۴) اخفاء۔

۱..... اظہار کی تعریف:- لغوی معنی ”ظاہر کرنا“۔ اصطلاحی معنی ”کسی حرف کو اس کے مخرج اور صفات کے مطابق پوری طرح ادا کرنا“۔ قاعدہ: اگر نون ساکنہ اور تنوین کے بعد حروف حلقی (ء، ہ، ع، ح، غ، خ) میں سے کوئی حرف آجائے تو نون ساکنہ اور تنوین کا اظہار کرتے ہیں چاہے ایک کلمہ میں ہو یا دو کلموں میں۔ مثالیں: (نون ساکنہ) مَنْ اَذِنَ، عَنْهُ، اِنْ عُدْتُمْ، مَنْ عَلِقَ، مَنْ غَفُورٍ، لِمَنْ خَشِيَ۔ (تنوین) سَرْمَدًا اِلٰی، شَيْءٍ هَالِكٍ، سَلَّمَ عَلَيْكُمْ، وَغَدًا حَسَنًا، اِلٰهِ غَيْرُهُ، مُؤْمِنًا خَطَا۔

۲..... ادغام کی تعریف:- لغوی معنی ”ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا“۔ اصطلاحی معنی ”پہلے حرف کو دوسرے حرف میں اس طرح داخل کرنا کہ دونوں مل کر ایک حرف مشدّد بن جائے“۔ قاعدہ: نون ساکنہ اور تنوین کے بعد اگر حروف یرملون ”ی، ر، م، ل، و، ن“ میں سے کوئی حرف آجائے تو وہاں ادغام واجب ہے۔

حروف یرملون کی دو قسمیں ہیں: (۱) حروف ”لر“ (۲) حروف ”یو من“۔

(۱) ل، رکا حکم:- اگر نون ساکنہ و تنوین کے بعد ل، ر میں سے کوئی حرف آئے تو ادغام ہوگا لیکن اس میں اختلاف ہے کہ یہ ادغام غنہ کے ساتھ کرنا واجب ہے یا نہیں؟ چنانچہ علامہ جزریؒ کے نزدیک ل، ر کے آنے کی صورت میں مع الغنہ ادغام ضروری نہیں بلکہ بلا غنہ بھی ادغام کیا جاسکتا ہے، اسی کو

مصنفؒ نے ”لَا بِغْنَةٍ لَّوْمٌ“ سے بیان کیا کہ دونوں طریقے جائز ہیں۔ ائمہ قراء میں سے نافع، مکی، بصری، شامی اور حفص رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بھی دونوں جائز ہیں، لیکن علامہ شاطبیؒ کے نزدیک صرف ادغام بلا غنہ ہوگا، مع الغنہ نہیں ہوگا۔ مثالیں: مِنْ لَدُنْهُ، مِنْ رَبِّكُمْ، خَيْرًا لَّكُمْ، غَفُورٌ رَحِيمٌ۔

(۲) يُؤْمِنُ کا حکم:۔ نون ساکنہ و تنوین کے بعد اگری، و، م، ن میں سے کوئی حرف آئے تو وہاں بالاتفاق ادغام مع الغنہ واجب ہے، مصنفؒ نے اسی لیے تاکید کے ساتھ فرمایا: ”وَأَذْغَمَنُ بِغْنَةٍ فِي يَوْمٍ“۔ یعنی يَوْمٍ میں ضرور غنہ کے ساتھ ادغام کر۔ مثالیں: (نون ساکنہ) مَنْ يُخْرِجُ، أَنْ نَمْنُ، مِنْ مَّاءٍ، مِنْ وَالٍ۔ (تنوین) وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُسْفِرَةٌ، ظَلِيلٌ وَلَا۔

۳..... قلب یا اقلاب کی تعریف:۔ لغوی معنی ”بدلنا“۔ اصطلاحی معنی: ”ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھنا“۔ قاعدہ: اگر نون ساکنہ و تنوین کے بعد باء واقع ہو تو نون ساکنہ و تنوین کو میم سے بدل کر غنہ کر کے پڑھیں گے جیسے (نون ساکنہ) اَنْبَتْنَا، مِنْ بَعْدُ۔ (تنوین) بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ۔

۴..... إخفاء کی تعریف:۔ لغوی معنی ”چھپانا“۔ اصطلاحی معنی: ”کسی حرف کی آواز کو پوشیدہ نکالنا“۔ قاعدہ: اگر نون ساکنہ و تنوین کے بعد حروفِ حلقی، حروفِ یرملون اور باء کے علاوہ کوئی حرف آئے تو وہاں إخفاء مع الغنہ ہوگا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ نون ساکنہ و تنوین کے مخرج کے ساتھ زبان کا ذرا سا تعلق قائم کر کے آواز کو خیشوم میں چھپا کر غنہ کے ساتھ اس طرح ادا کریں کہ نہ مکمل ادغام ہونہ مکمل اظہار بلکہ دونوں کی درمیانی حالت ہو۔ مثالیں: (نون ساکنہ) مِنْ قَبْلُ، عِنْدَ، تَنْطِقُونَ۔ (تنوین) شَيْءٌ قَبْلًا، اِلَى بَعْضِ زُخْرُفِ الْقَوْلِ، عَذَابٌ شَدِيدٌ۔ إخفاء کے لیے کسی ماہر استاد سے مشق کر لینا ضروری ہے۔

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک ہر اثر دعا: ”اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ

سَبِيلِكَ، وَمَوْتًا فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ“ (اے اللہ! مجھے اپنے راستے کی شہادت اور اپنے رسول

ﷺ کے شہر میں مرنا نصیب کر) چنانچہ آپ ﷺ کی دعا قبول ہوئی، نمازِ فجر ادا کرتے ہوئے اللہ کے راستے کے

زخم کھائے اور مدینہ منورہ میں ہی وفات پائی۔ [تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص: ۱۳۳، بحوالہ جواہر درود و سلام ص: ۹۸]“

(۱۳) بَابُ الْمَدَّاتِ

مَدَّوْنَ کا بیان

اس باب میں چار شعر ہیں جن میں مدّ کی قسمیں اور احکام بیان کیے گئے ہیں، ان اقسام واحکام کی کثرت کی بناء پر الْمَدَّاتِ جمع استعمال کیا گیا۔ جس طرح ماقبل میں متعدد حروف کی مخصوص صفات و کیفیات کا بیان تھا، اسی طرح یہاں پر بھی حروفِ مدّہ کی ایک خاص کیفیت ”مدّ“ کا بیان ہے جو انہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

ترکیب:- بَابُ الخ اس سے پہلے هَذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

مدّ کی تعریف:- لغوی معنی ”کھینچنا، لمبا کرنا“۔ اصطلاحی معنی ”حروفِ مدّہ کو ایک الف سے زائد کھینچ کر ادا کرنا“۔

حروفِ مدّہ تین ہیں: (۱) الف جس سے پہلے زیر ہو جیسے قَالَ۔ (۲) واو ساکن جس سے پہلے پیش ہو جیسے ذَهَبُوا۔ (۳) یاء ساکن جس سے پہلے زیر ہو جیسے فِيهِ۔

سبب مدّ دو ہیں: (۱) ہمزہ (۲) سکون۔ پھر سکون کی دو قسمیں ہیں: (۱) سکونِ اصلی جو وقف اور وصل دونوں حالتوں میں باقی رہتا ہے جیسے هَلْ، مَنْ وغیرہ۔ (۲) سکونِ عارضی جو صرف وقف کی وجہ سے ہو جیسے يُؤْمِنُونَ سے وقف کی حالت میں یُؤْمِنُونَ۔

مدّ کی اقسام:- مدّ کی ابتداء دو قسمیں ہیں: (۱) مدّ اصلی (۲) مدّ فرعی۔

مدّ اصلی کی تعریف:- حروفِ مدّہ کے بعد سبب مدّ موجود نہ ہونا جیسے قَالَ۔

مدّ فرعی کی تعریف:- حروفِ مدّہ کے بعد سبب مدّ موجود ہونا جیسے قَدِيرٌ (وقف کی حالت میں)، ذَابَّةٌ، شَاءَ۔

فائدہ: مدّ اصلی کی کوئی قسم نہیں۔

مدّ فرعی کی اقسام

مدّ فرعی کی نو قسمیں ہیں: (۱) مدّ متصل (۲) مدّ منفصل (۳) مدّ عارض وقتی (۴) مدّ عارض لین (۵) مدّ لازم لین (۶) مدّ لازم کلمی مشقل (۷) مدّ لازم کلمی مخفف (۸) مدّ لازم حرفی مشقل (۹) مدّ لازم حرفی مخفف۔

۱..... مدّ متصل کی تعریف:- حرف مد اور ہمزہ کا ایک ہی کلمہ میں ہونا، اسے مدّ واجب بھی کہتے ہیں جیسے شَاءَ، سُوءٌ، سَيِّئٌ۔ حکم: دو الف سے چار الف تک کسی بھی مقدار میں مد کرنا واجب ہے اور ایک الف جائز نہیں۔

۲..... مدّ منفصل کی تعریف:- حرف مد اور ہمزہ کا ایک کلمہ میں نہ ہونا بلکہ حرف مد پہلے کلمہ کے اخیر میں اور ہمزہ دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو جیسے وَمَا أَنزَلَ، قَالُوا إِنَّا، فِي أَحْسَنِ (بشرطیکہ دونوں کلموں کو ملا کر پڑھیں)۔ حکم: ایک الف سے لے کر چار الف تک مد کرنا جائز ہے، واجب نہیں۔

۳..... مدّ عارض وقتی:- حرف مد کے بعد عارضی سکون ہونا جیسے حَسَنَاتٌ، مُؤْمِنُونَ، بَعِيدٌ (بحالتِ وقف)۔ حکم: طول، توسط اور قصر تینوں جائز ہیں مگر طول زیادہ افضل ہے۔

طول: تین یا پانچ الف کھینچنا۔ توسط: دو یا تین الف کھینچنا۔ قصر: ایک الف کھینچنا۔

۴..... مدّ عارض لین:- حرف لین کے بعد سکون عارضی ہونا جیسے قُرَيْشٌ، خَوْفٌ (بحالتِ وقف)۔ حکم: طول، توسط، قصر تینوں جائز ہیں مگر قصر زیادہ افضل ہے۔

۵..... مدّ لازم لین:- حرف لین کے بعد سکون اصلی ہونا جیسے کَهَيْعَصَ اور عَسَقَ (میں صرف ع) کیونکہ اسے عَيْنٌ پڑھا جاتا ہے۔ حکم: طول افضل ہے، توسط جائز اور قصر نہایت ضعیف ہے۔

۶..... مدّ لازم کلمی مشقل:- قرآن شریف میں حرف مد کے بعد تشدید ہونا جیسے دَابَّةٌ، حَاجَّكَ۔ حکم: قولِ راجح کے مطابق طول کرنا چاہیے۔

۷..... مدّ لازم کلمی مخفف:- قرآن شریف میں حرف مد کے بعد سکون اصلی ہونا جیسے آلْسُنَ۔ حکم: قولِ راجح کے مطابق طول کرنا چاہیے۔

۸..... مدّ لازم حرفی مشقل:- حروفِ مقطعات میں حرف مد کے بعد تشدید ہونا جیسے اَلَمْ، اَلْمَرَّ

(پڑھنے میں اَلِفْ لَا مُدَّیْمٌ)۔ حکم: قولِ رائج کے مطابق طول کرنا چاہیے۔

۹..... مد لازم حرفی مخفف:- حروفِ مقطعات میں حرفِ مد کے بعد سکونِ اصلی ہونا جیسے ق، ن،

ص۔ حکم: قولِ رائج کے مطابق طول کرنا چاہیے۔

مد اصلی کو ذکر نہ کرنے کی وجہیں:- مصنف نے ان اشعار میں مد فرعی کی ساری قسمیں ذکر کیں

لیکن مد اصلی کا ذکر نہیں کیا، اس کی دو وجہیں ہیں: (۱) مد اصلی حرفِ مدہ کی اصلی مقدار ہے جو ہر

حالت میں ادا کی جاتی ہے چاہے سبب مد ہو یا نہ ہو۔ (۲) اختصار کی غرض سے زیادہ اہم کو ذکر کیا۔

(۶۹) وَالْمَدُّ لَازِمٌ وَوَاجِبٌ أَتَى وَجَائِزٌ وَهُوَ وَقْصَرٌ ثَبَتَا

ترجمہ:- مد واجب آیا ہے اور جائز (بھی) اور وہ (جائز) اور قصر ثابت ہیں۔

تشریح:-

اس شعر میں اجمالاً مد کی تین قسمیں بیان ہوئی ہیں: (۱) لازم (۲) واجب (۳) جائز۔

مد لازم کے تحت مد فرعی کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) لازم لین (۲) لازم کھمی مثل

(۳) لازم کھمی مخفف (۴) لازم حرفی مثل (۵) لازم حرفی مخفف۔

مد واجب صرف مد متصل ہے۔ مد جائز تین ہیں: (۱) مد منفصل (۲) عارض وقتی

(۲) عارض لین۔ سب کی تعریفات اوپر گزر چکیں۔

وَهُوَ وَقْصَرٌ ثَبَتَا: ”هُوَ“ ضمیر کا مرجع مد جائز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مد جائز کی صورت میں دو

سے لے کر چار الف تک مد کرنا بھی جائز ہے اور حالتِ وصلی میں قصر کرنا بھی درست ہے۔ قصر کے

لغوی معنی ”روکنا، بند کرنا“۔ اصطلاحی معنی: ”حرفِ مد کو بغیر زیادتی کے ثابت رکھنا یعنی ایک الف

سے زیادہ نہ کھینچنا“۔

ترکیب:- واو استینافیه المَدُّ مبتدا، لَازِمٌ وَوَاجِبٌ وَجَائِزٌ معطوف علیہ ومعطوف مل کر خبر

اول، اُتَى فعل ہو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر دوم، مبتدا اپنی دونوں

خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واو عاطفہ هُوَ معطوف علیہ، واو عاطفہ قَصرٌ معطوف، معطوف

مایہ معطوف سے مل کر مبتدا، ثَبَتَا فعل، الف علامتِ تشنیہ و ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ

فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۷۰)

فَلَا زِمَ اِنْ جَاءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدٍّ	سَاكِنُ حَالِيْنَ وَبِالطُّوْلِ يُمَدُّ
---	---

ترجمہ:- چنانچہ (مد) لازم ہے اگر حرف مد کے بعد دو حالتوں میں ساکن (حرف) آئے اور طول کے ساتھ اس میں مد کیا جاتا ہے۔

تحقیق کلمات: لَا زِمَ مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی فَالْمَدُّ لَا زِمَ اور ”سَاكِنُ حَالِيْنَ“ جَاءَ کا فاعل ہے۔ ”حَالِيْنَ“ سے مراد حالت وصل اور حالت وقف ہے جبکہ ”سَاكِنُ حَالِيْنَ“ سے ایسا حرف مراد ہے جو وصل اور وقف کی حالت میں ساکن رہے۔

تشریح:- اس شعر میں ”اِنْ جَاءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدٍّ سَاكِنُ حَالِيْنَ“ مد لازم کی تعریف (حرف مد کے بعد ایسا حرف آئے جو وصل و وقف کی حالت میں ساکن رہے) اور ”وَبِالطُّوْلِ يُمَدُّ“ (اس میں طول کی حد مد کیا جاتا ہے) اس کا حکم ہے جس کے ضمن میں مد فرعی کی پانچ قسمیں آگئیں جیسا کہ اوپر گذرا۔

ترکیب:- فاء تفصیلیہ، لَا زِمَ شبہ فعل ہو ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر الْمَدُّ مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جزاء، اِنْ شرطیہ جَاءَ فعل، بَعْدَ مضاف، حَرْفِ مَدٍّ مضاف بامضاف الیہ مل کر بَعْدَ کا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر جَاءَ فعل کا مفعول فیہ، سَاكِنُ حَالِيْنَ مضاف و مضاف الیہ مل کر جَاءَ فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد شرط، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ واو استینافیہ بِالطُّوْلِ جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے يُمَدُّ، يُمَدُّ فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل، فعل اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۷۱)

وَوَاجِبٌ اِنْ جَاءَ قَبْلَ هَمْزَةٍ	مُتَّصِلًا اِنْ جُمِعَا بِكَلِمَةٍ
--------------------------------------	------------------------------------

ترجمہ:- اور (مد) واجب ہے اگر وہ (یعنی حرف مد) ہمزہ سے مل کر اس طرح آئے کہ دونوں کو ایک کلمہ میں جمع کیا گیا ہو۔

تشریح:- اس شعر میں مد متصل کا بیان ہے جس کی تعریف، مثال اور حکم اوپر مذکور ہے۔

ترکیب:- واو عاطفہ واجب شبہ فعل ہو ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر ہو مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزاء، ان شرطیہ فعل ہو ضمیر فاعل ذو الحال، قبل ہمزة مضاف ومضاف الیہ مل کر مفعول فیہ، مُتَّصِلًا شبہ فاعل ہو ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر مبدل منہ ان مصدریہ جمع فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل، بِکَلِمَةٍ جار ومجرور مل کر اس کے متعلق، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر بدل، مبدل منہ بدل سے مل کر حال، ذو الحال سے مل کر جَاءَ فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

(۷۲) وَجَائِزٌ إِذَا أَتَى مُنْفَصِلًا أَوْ عَرَضُ السُّكُونِ وَقَفًا مُسَجَّلًا

ترجمہ:- اور (مد) جائز ہے جب وہ (یعنی حرف مد ہمزہ سے) جدا ہونے کی حالت میں آئے یا وقف کی وجہ سے مطلقاً سکون عارض ہو جائے۔

تشریح:-

مُنْفَصِلًا: یعنی حرف مد اور ہمزہ ایک ہی کلمہ میں نہ ہوں، اس سے مد منفصل مراد ہے۔
عَرَضُ السُّكُونِ وَقَفًا: یعنی حرف مد یا حرف لین کے بعد بوجہ وقف کے حرف ساکن ہو جائے جس سے مد عارض وقفی اور مد عارض لین مراد ہے۔
مُسَجَّلًا: بمعنی مطلقاً، یہ ترکیب میں السکون سے حال واقع ہے یعنی وہ سکون بالاسکان (سکون اصلی) یا بالاشام ہو۔

مذکورہ شعر میں مد کی تین قسمیں مد منفصل، عارض وقفی اور عارض لین کا بیان ہے جن کی تعریفات مع امثلہ و حکم گذر چکیں۔

ترکیب:- واو عاطفہ جائز شبہ فعل ہو ضمیر فاعل، اذا ظرفیہ مضاف اتی فعل ہو ضمیر فاعل ذو الحال مُنْفَصِلًا شبہ فعل ہو ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر حال، ذو الحال حال سے مل کر اتی فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ، او عاطفہ عَرَضُ السُّكُونِ ذو الحال مُسَجَّلًا حال، ذو الحال حال سے مل کر فاعل وَقَفًا مفعول لہ، فعل اپنے فاعل، اور مفعول

لہ سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اذا کا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر جائز کا مفعول فیہ، جائز شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر ہو مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱۴) بَابُ مَعْرِفَةِ الْوُقُوفِ

وقفوں کی پہچان کا بیان

اس باب میں چھ شعر ہیں جن میں قرآن مجید میں دورانِ تلاوت وقف کرنے اور اس کے بعد دوبارہ تلاوت شروع کرنے کا بیان ہے۔ چونکہ وقف کی مختلف قسمیں ہیں اس لیے مصنف نے عنوان میں ”الْوُقُوف“ جمع اختیار فرمایا۔ چونکہ دورانِ تلاوت وقف اصل ہے اور ابتداء اس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی ہے اس لیے عنوان صرف ”وُقُوف“ کا قائم فرمایا۔ وقف ایک ایسی صورت ہے جو تمام حرفوں میں پیش آ سکتی ہے اس لیے مخصوص صفات و کیفیات کے بعد اب عام صفت کو بیان فرما رہے ہیں، نیز وقف اختیاری کلمہ کے آخری حرف پر ہوتا ہے اور تمام صفات لازمہ کے بعد آخر میں وقف کی مختلف حالتیں بیان فرما رہے ہیں۔

وقف کی تعریف:- لغوی معنی ”رُکنا، روکنا“ (لازم و متعدی)۔ اصطلاحی معنی: ”قَطْعُ الصَّوْتِ مَعَ قَطْعِ النَّفْسِ فِي آخِرِ الْكَلِمَةِ الْمَقْطُوعَةِ عَمَّا بَعْدَهَا رَسْمًا بَنِيَّةً إِجْرَاءِ التَّلَاوَةِ“ (یعنی جو کلمہ کتابت اور رسم الخط کے اعتبار سے بعد والے کلمہ سے جدا ہو اس کلمہ کے آخری حرف پر تلاوت جاری رکھنے کی نیت سے آواز اور سانس دونوں کو بند کرنا)۔

وقف کی اہمیت:- حضرت علیؓ نے ترتیل دو چیزوں کا نام قرار دیا ہے: (۱) حرفوں کی درست ادائیگی۔ (۲) وقف کے مواقع پہچاننا۔ وقف کا صحیح طریقہ نہ جاننے کی بناء پر بڑی بڑی غلطی واقع ہو جاتی ہے، اکثر کلام کا مفہوم بھی اسی وجہ سے بدل جاتا ہے۔

سکتہ کی تعریف اور مواقع:- لغوی معنی ”خاموش رہنا“۔ اصطلاحی معنی: ”قَطْعُ الصَّوْتِ عَنِ الْكَلِمَةِ مِنْ غَيْرِ قَطْعِ النَّفْسِ بَنِيَّةً إِجْرَاءِ التَّلَاوَةِ زَمَنًا أَقْصَرَ مِنَ الْوَقْفِ“ (یعنی کلمہ کے

آخری حرف پر قرأت جاری رکھنے کے ارادے سے سانس توڑے بغیر وقف کے وقت سے کچھ کم رُک جانا۔ اس کے بعد فورا ہی آگے تلاوت شروع کر دی جائے۔ روایتِ حفص میں چار جگہ سکتہ اور عدم سکتہ دونوں ثابت ہیں: (۱) سورہ کہف آیت نمبر ایک ﴿عَوَجَا قَيْمًا﴾۔ (۲) سورہ قیامہ آیت نمبر ۲ ﴿مَنْ رَاقٍ﴾۔ (۳) سورہ مطففین آیت نمبر ۱۲ ﴿بَلْ رَانَ﴾۔ (۴) سورہ یس آیت نمبر ۵۲ ﴿مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾۔

وقف اور سکتہ کے درمیان فرق:-

(۱) وقف میں سانس توڑ دی جاتی ہے اور سکتہ میں نہیں، اس میں صرف آواز پند ہوتی ہے۔

(۲) وقف میں وقت زیادہ اور سکتہ میں اس کی بنسبت کم لگتا ہے۔

(۳) امام حمزہ کوئی ”کے مطابق سکتہ درمیان کلمہ میں بھی ہو سکتا ہے جبکہ وقف صرف آخر کلمہ میں ہوتا ہے۔

ترکیب:- بَابُ الخ اس سے پہلے ہَذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۷۳)	وَبَعْدَ تَجْوِيدِكَ لِلْحُرُوفِ	لَابُدَّ مِنْ مَعْرِفَةِ الْوُقُوفِ
------	----------------------------------	-------------------------------------

ترجمہ:- اور تمہارا حرفوں کی تجوید (مکمل کر لینے کے بعد) وقفوں کو جاننا ضروری ہے۔

(۷۴)	وَالْإِبْتِدَاءُ وَهِيَ تُقَسَّمُ إِذْنٌ	ثَلَاثَةً تَامٌ وَكَافٍ وَحَسَنٌ
------	--	----------------------------------

ترجمہ:- اور ابتداء (کو بھی جاننا ضروری ہے) اور انہیں پھر تین قسموں تام، کافی اور حسن میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

تحقیق کلمات: بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ہے: وَهِيَ تُقَسَّمُ إِلَى تَامٍ وَكَافٍ وَحَسَنٍ تَفْصُلًا (یعنی انہیں تفصیل کے ساتھ تین قسموں تام، کافی، حسن میں تقسیم کیا جاتا ہے)۔

تشریح:-

قرآن مجید میں حرفوں کی تجوید کے ساتھ ساتھ وقفوں کا پہچانا بھی بہت ضروری ہے، اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ نے ترتیل (جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے) کی تعریف

حروف کی تجوید اور وقفوں کی پہچان سے کرتے ہیں۔ اسی طرح ابو حاتم ”فرماتے ہیں“ جس نے وقف کو نہ پہچانا اس نے قرآن کو نہیں پہچانا۔“

حاصل یہ کہ جس طرح قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا لازم ہے اسی طرح وقف کی جگہوں اور وقف کرنے کا طریقہ جاننا بھی ضروری ہے کیونکہ وقف کی وجہ سے معنی درست بھی ہوتے ہیں اور غلط بھی۔ قاری قرآن کو چاہیے کہ ایسی جگہ ٹھہرے اور وقف کرے جہاں معنی مناسب لگ رہے ہو اور کسی قسم کا تغیر و فساد نہ ہو۔

آگے وقف کی قسمیں بیان ہیں لیکن اس سے پہلے یہ جان لینا مناسب ہے کہ محل وقف (جس جگہ وقف کیا جاتا ہے) کی دو قسمیں ہیں: (۱) مَاتَمَّ مَعْنَاهُ جس جگہ بات پوری ہو اور مراد بھی واضح ہو۔ (۲) غَيْرُ مَاتَمَّ مَعْنَاهُ جس جگہ بات پوری نہ ہو اور مراد بھی واضح نہ ہو۔

مَاتَمَّ مَعْنَاهُ کے تحت وقف کی تین قسمیں ہیں: (۱) تام (۲) کافی (۳) حسن۔ غَيْرُ مَاتَمَّ مَعْنَاهُ کی کوئی قسم نہیں بلکہ اُسے وقفِ قبیح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس طرح معنی کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں بن گئیں: (۱) تام (۲) کافی (۳) حسن (۴) قبیح۔

تَرْكِيْب:- واو استینافیہ بَعْدَ مضاف تَجْوِيْدِكَ مصدر مضاف الی الفاعل لِلْحُرُوفِ جار مجرور، جار مجرور سے مل کر مصدر کے متعلق ہوا، مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے مل کر مضاف الیہ، بَعْدَ اپنے مضاف الیہ سے مل کر بُدَّ مصدر کے لیے مفعول فیہ مقدم، لَا لائے نفی جنس بُدَّ مصدر، مِنْ جَارِہ مَعْرِفَہ مضاف، الْوُقُوفُ معطوف علیہ واو عاطفۃ الْاِبْتِدَاءِ معطوف، معطوف علیہ معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق بُدَّ مصدر کے، مصدر اپنے مفعول فیہ مقدم اور متعلق سے مل کر لائے نفی جنس کا اسم ثابت شبہ فعل محذوف، هُوَ ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر لائے نفی جنس کی خبر، لائے نفی جنس اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

واو عاطفہ هِیَ ضمیر مبتدا، تُقَسِّمُ فعل مجہول هِیَ ضمیر ذوالحال ثَلَاثَةُ حال، ذوالحال حال سے مل کر نائب فاعل، اِذَنْ بِمَعْنٰی اِذْ كَانَ كَذَا مفعول فیہ، فعل مجہول اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ هِیَ محذوف مبتدا تَامَّ وَكَافٍ وَحَسَنٌ معطوف علیہ و معطوفات مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۷۵) وَهِيَ لِمَا تَمَّ فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ تَعَلَّقْ أَوْ كَانَ مَعْنَى فَابْتَدَ

ترجمہ:- اور یہ (قسمیں) اس کی ہیں جہاں بات پوری ہو پس اگر نہ پایا جائے کسی قسم کا تعلق یا وہ (تعلق صرف) معنا ہو تو (آگے سے) ابتدا کر۔

تحقیق کلمات: تَعَلَّقْ بمعنی ربط، علاقہ، تعلق۔ فَابْتَدَ فاء زائد، ابْتَدَ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب افعال بمعنی آغاز کرنا، شروع کرنا۔

تشریح:- وقف کی پہلی دو قسموں اور ان کے حکم کا بیان ہے جن کے نام اگلے شعر میں ہیں۔

ترکیب:- واو استینافہ یا عاطفہ ہی مبتدأ ثابتہ شبہ فعل محذوف، ہی ضمیر اس کا فاعل، لام جارہ ما بمعنی الٰذی اسم موصول تَمَّ فعل ہو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ، موصول صلہ سے مل کر الْوَقْفِ محذوف کی صفت، موصوف صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر ثابِتہ شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ فاء تفصیلیہ اِنْ شرطیہ لَمْ یُوجَدْ فعل مجہول تَعَلَّقْ نایب فاعل، فعل اپنے نایب فاعل سے مل کر معطوف علیہ اَوْ عاطفہ كَانَ فعل ناقص ہو ضمیر اس کا اسم، مَعْنَى خبر، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر شرط، فاء جزائیہ ابْتَدَ فعل امر انت ضمیر فاعل، فعل امر اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء، شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

(۷۶) فَالْتَامُ فَالْكَافِي وَلَفْظًا فَاَمْنَعَنْ اِلَّا رُءُوسَ الْاَيِ جَوَزَ فَالْحَسَنُ

ترجمہ:- تو تام اور کافی ہے، اور (اگر تعلق) لفظ میں ہو تو منع کر (یعنی آگے سے ابتدا نہ کر بلکہ پیچھے سے پڑھ) مگر آیات کے ختموں پر جائز قرار دے، تو یہ ہی حسن ہے۔

تحقیق کلمات: لَفْظًا سے پہلے ایک عبارت محذوف ہے یعنی وَاِنْ كَانَ تَعَلَّقَ لَفْظًا (اگر لفظ میں تعلق موجود ہو)۔ اِمْنَعَنْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب فتح بمعنی روکنا، منع کرنا۔ مفعول یہ محذوف ہے اِی اِمْنَعَنْ الْاِبْتِدَاءَ (یعنی ابتداء کو منع کر اور پیچھے سے ملا کر پڑھ)۔

اِلَّا رُءُوسَ الْاَيِ: الْاَيِ یہ آیت کی جمع ہے یعنی وہ جگہ جہاں آیت پوری ہو مگر معنوی تعلق مابعد سے موجود ہو تو اس جگہ وقف کرنا اور آگے سے پڑھ لینا منع نہیں ہے اور اسی کا نام وقف حسن ہے۔

ترکیب:- فاء تفصیلیہ ہما ضمیر محذوف مبتداء، التام فالكافی معطوف علیہ ومعطوف مل کر خبر، مبتداء خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ واو استینافیہ، عبارت محذوف ہے: اِنْ كَانَ تَعْلُقُ جس میں تَعْلُقُ كَانَ کا اسم اور لفظاً اس کی خبر، كَانَ اپنے اسم و خبر سے مل کر شرط، فاء جزائیہ اِمنَعْنُ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، اِلْبِتْدَاءَ محذوف مفعول بہ، اِمنَعْنُ فعل امر اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مستثنیٰ منہ الا حرف استثناء فی حرف جر محذوف رء وُسَ الای مضاف بامضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے جَوَزُ فعل امر، اَنْتَ ضمیر اس کا فاعل، فعل امر اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر جزاء، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔ فاء تفصیلیہ ہو ضمیر محذوف مبتداء الحسن خبر، مبتداء خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تشریح:-

قولہ: اِلَّا رء وُسَ الای جَوَزُ کا مطلب:- وقوع کے اعتبار سے وقف حسن کی دو صورتیں ہیں: (۱) موقوف علیہ راس آیہ ہو۔ (۲) موقوف علیہ راس آیہ نہ ہو۔ اگر راس آیہ (یعنی آیت کے ختم) پر وقف حسن کرنا ہو تو یہ بالاتفاق جائز بلکہ سنت ہے اور اس کے آگے سے ابتدا کرنا بھی اکثر کے نزدیک بلا قباحت جائز ہے، علامہ جزریؒ نے ”جَوَزُ“ کہہ کر اسی کی نشاندہی کی ہے۔ اگر وقف حسن راس آیہ پر نہ ہو بلکہ کسی آیت کے درمیان میں ہو تو اس پر وقف تو جائز ہے مگر اس کے آگے سے ابتدا کرنا جائز نہیں بلکہ اس کے ماقبل سے ملا کر پڑھنا چاہیے۔

وقف کی اقسام (تعریفات، احکام اور مثالیں)

.....وقف وابتداء تام کی تعریف و حکم:- جب کسی آیت یا جملہ کے آخر کلمہ موقوف علیہ کا اپنے مابعد سے کسی قسم کا تعلق نہ ہو، نہ لفظاً نہ معنی تو اس پر وقف کو ”وقف تام“ کہتے ہیں اور جب ایسے کلمہ کے مابعد سے پڑھنا شروع کریں تو اسے ”ابتداء تام“ کہتے ہیں جیسے سورہ فاتحہ میں آیت ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾ پر وقف کرنا وقف تام ہے اور اس کے آگے ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ سے پڑھنا ابتداء تام ہے۔ اسی طرح سورہ فتح میں ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ﴾ پر وقف، وقف تام اور اس کے بعد

﴿وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾ سے شروع کرنا ابتداءِ تام ہے۔ وقفِ تام کبھی وسطِ آیت میں ہوتا ہے اور کبھی آیت کے ختم پر، اور اس کا نام ”تام“ اسی وجہ سے ہے کہ یہ ہر اعتبار سے مکمل ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ ایسے مقام پر ٹھہر کر سانس لینا اور اس کے آگے سے شروع کرنا صحیح اور باعتبارِ معنی کامل و مکمل اور بہتر ہے۔

۲..... وقف وابتداءِ کافی کی تعریف و حکم:- جب کسی آیت یا جملہ کے آخر کلمہ موقوف علیہ کا اپنے مابعد سے لفظی تعلق نہ ہو بلکہ صرف معنوی تعلق برقرار ہو تو اس پر وقف ”وقفِ کافی“ اور اس کے آگے سے شروع کرنا ”ابتداءِ کافی“ کہلاتا ہے جیسے سورہ بقرہ آیت نمبر ۳ میں ﴿وَمِمَّا زَقَنَهُمْ يَنْفِقُونَ﴾ پر وقف، وقفِ کافی ہے اور اس کے بعد ﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ سے شروع کرنا ابتداءِ کافی ہے۔ اسی طرح آیت نمبر ۴ ﴿وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ پر وقف، وقفِ کافی ہے اور اس کے آگے ﴿وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾ سے پڑھنا ابتداءِ کافی ہے۔ اس کا نام ”کافی“ اس وجہ سے ہے کہ اس میں ماقبل کو لفظاً مابعد کی ضرورت نہیں ہوتی، وہ خود ہی کافی ہوتا ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ بھی صحیح، درست اور قباحات سے خالی وقف ہے۔

۳..... وقف وابتداءِ حسن کی تعریف و حکم:- جب کسی آیت یا جملہ کے آخر کلمہ موقوف علیہ کا اپنے مابعد سے لفظی تعلق موجود ہو مگر معنوی تعلق نہ ہو تو اسے ”وقفِ حسن“ اور اس کے آگے سے شروع کرنا ”ابتداءِ حسن“ کہلاتا ہے جیسے بِسْمِ اللّٰهِ يَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر وقف؛ کیونکہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا ان سے معنوی تعلق نہیں یعنی ماقبل مفہوم مکمل ہے بلکہ لفظاً یہ موصوف و صفت ہیں۔ اسی طرح الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ پر وقف؛ کیونکہ مابعد کا جملہ لفظاً اس سے متعلق ہے، معنائیہ مکمل ہے۔

حکم کے لحاظ سے وقفِ حسن کے کئی مراتب ہیں: کبھی تو وقفِ تام کے قریب ہوتا ہے، کبھی وقفِ کافی کے اور کبھی وقفِ قبیح کے بھی قریب ہوتا ہے نیز اسی طرح جب اس کے مابعد سے ابتدا کریں گے تو وہ بھی کبھی ابتداءِ غیر حسن ہوتی ہے جبکہ کبھی مقصود کے پیش نظر زیادہ ضروری بھی ہوتی ہے، اس کے باوجود اس کا ایک ہی نام ہے ”حسن“۔

(۷۷) **وَغَيْرُ مَا تَمَّ قَبِيحٌ وَلَهُ** **يُوقَفُ مُضْطَرًّا وَ يُبْدَأُ قَبْلَهُ**

ترجمہ:- اور جہاں بات پوری نہ ہو، وہ قبیح ہے، اور اس پر مجبوری کی حالت میں وقف کیا جاتا ہے اور اس کے ماقبل سے ابتدا کی جاتی ہے۔

ترکیب:- واو عاطفہ غیر مضاف الوقف محذوف موصوف ما بمعنی الذی اسم موصول تم فعل ہو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ، موصول صلہ سے مل کر صفت، موصوف صفت سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، قبیح خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واو عاطفہ لام جارہ ضمیر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے یوقف، یوقف فعل مجہول ہو ضمیر ذوالحال، مضطراً حال، ذوالحال حال سے مل کر نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل و متعلق مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، واو عاطفہ یبدأ فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل، قبلہ مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ، فعل مجہول اپنے نائب فاعل و مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر جملہ معطوفہ۔

تشریح:-

غیر ما تم سے وہ جملہ مراد ہے جس پر خاموشی اختیار کرنے سے مقصود حاصل نہ ہو۔ مذکورہ شعر میں وقف کی چوتھی قسم وقف قبیح کا بیان ہے۔

یوقف مضطراً:- مجبوری کی حالت سے مراد کوئی بھی ضرورت شدیدہ ہے مثلاً قاری کا سانس ٹوٹ جائے، چھینک آجائے یا اور کوئی ایسی حالت یا عارضہ پیش آجائے جس کی وجہ سے تلاوت جاری رکھنے سے قاصر ہو اور وقف کرنا پڑ جائے۔

وقف وابتداء قبیح کی تعریف و حکم:- جب موقوف علیہ جملہ کا اپنے مابعد سے لفظی و معنوی تعلق موجود ہو تو اس پر وقف، وقف قبیح ہے اور اس کے آگے سے شروع کرنا ابتداء قبیح ہے جیسے الحمد پر وقف کرنا اور للہ سے دوبارہ پڑھنا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ مجبوری کی حالت کے علاوہ اس طرح وقف کرنا جائز نہیں اور جب وقف کیا جائے تو اس سے پیچھے سے ملا کر پڑھنا ضروری ہے، آگے سے

ابتداء نہ کرے۔

وقف قبیح کی بالعموم دو صورتیں ہیں: (۱) کبھی تو اس سے مراد اور مفہوم واضح نہیں ہو سکے گا یعنی مبہم رہے گا جیسے اَلْحَمْدُ پر وقف کرنا اور لِلّٰہ سے دوبارہ پڑھنا (۲) اور کبھی مراد اور مفہوم میں خلل واقع ہو کر خلاف مراد کا وہم اور خیال بھی پیدا ہوگا جیسے ﴿لَا تَقْرُبُوا الصَّلٰوةَ﴾ (تم نماز کے قریب مت جاؤ) پر وقف کر کے اس کے بعد یعنی ﴿وَاَنْتُمْ سُكَارٰی﴾ (اس حال میں کہ تم نشے سے ہو) سے پڑھنا شروع کرے۔ ان میں پہلی صورت قبیح اور دوسری اُفح (زیادہ قبیح) ہے۔

(۷۸) وَلَيْسَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ وُقْفٍ وَاجِبٍ وَلَا حَرَامٍ غَيْرِ مَالِهِ سَبَبٍ

اور قرآن مجید میں نہ کوئی وقف واجب ہے اور نہ حرام سوائے اس کے جس کا کوئی سبب موجود ہو۔

تشریح:-

قرآن مجید میں متعین طور پر نہ کوئی وقف واجب کہلاتا ہے اور نہ ہی کوئی وقف حرام اور ناجائز کہلاتا ہے البتہ جس جگہ وقف کے لزوم کا سبب موجود ہو تو اسے واجب کہا جائے گا اور جس جگہ وصل کے لزوم کا سبب موجود ہو تو اسے حرام قرار دیا جائے گا مثلاً وقف کی وجہ سے کسی گناہ کا شائبہ پیدا ہو رہا ہو یا کفریہ عقیدہ لازم آ رہا ہو..... وغیرہ۔

ترکیب:- واَوْعَاطِفُهٗ لَيْسَ فِی الْقُرْآنِ جَارِ مَجْرُور سے مل کر ثابِتاً شبہ فعل سے متعلق، هُوَ ضمیر اس کا فاعل، مِنْ زائدہ ہونے کی صورت وَقَفْتُ الی آخرہ لَيْسَ کا براہِ راست اسم مؤخر ورنہ شَیْءٌ کائن محذوف کے متعلق ہونے کے بعد اسم بنے گا۔ وَقَفٍ موصوف وَّاجِبٌ فعل با فاعل صفت، موصوف صفت سے مل کر معطوف واَوْعَاطِفُهٗ، لَا زائدہ حَرَامٌ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مستثنیٰ منہ، غَیْرِ حرف استثناء مَا بمعنی شَیْءٌ نکرہ موصوفہ لَہٗ جار و مجرور مل کر ثابِتٌ محذوف سے متعلق ہو کر خبر مقدم، سَبَبٌ مبتدا مؤخر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ مستثنیٰ سے ملنے کے بعد ماقبل کے لیے صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر لَيْسَ کا اسم مؤخر۔ لَيْسَ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

قاری کی حالت کے اعتبار سے وقف کی اقسام

- وقف کی دو تقسیمیں اور بھی ہیں: (۱) قاری کی حالت کے اعتبار سے۔ (۲) ادائیگی کے اعتبار سے۔
- پہلی تقسیم:- قاری کی حالت کے اعتبار سے کہ اس نے وقف کس لیے کیا؟ وقف کی چار قسمیں ہیں:
- (۱) وقف اختیاری:- جب قاری محل وقف پر اپنے قصد و ارادہ سے وقف کرے۔
- (۲) وقف اضطراری:- جب قاری بھول کر یا کھانسی یا سانس کی تنگی وغیرہ عذر کی وجہ سے مجبور ہو کر وقف کرے۔
- (۳) وقف انتظاری:- جب قاری مختلف قراءات و روایات اور طرق و وجوہات کو جمع کرنے کی غرض سے وقف کرے۔
- (۴) وقف اختیاری:- جب قاری کیفیت وقف اور کلمہ وصل و قطع کو سمجھنے یا دوسرے کو سمجھانے کی غرض سے وقف کرے جیسے اکثر اساتذہ امتحان لیتے وقت یا سبق سنتے وقت ایسا کرتے ہیں۔
- دوسری تقسیم:- ادائیگی کے اعتبار سے وقف کی تقسیم اور اس سے حاصل ہونے والی قسموں کا بیان انشاء اللہ ”روم و اشام“ کے ذیل میں آئے گا۔

(۱۵) بَابُ مَعْرِفَةِ الْمَقْطُوعِ

وَالْمَوْصُولِ وَحُكْمُ التَّاءِ

مقطوع و موصول کی پہچان اور تاء کے حکم کا بیان

اس باب میں پندرہ شعر ہیں جن میں وصل و قطع اور تاء کے احکام بیان ہوئے ہیں اور ۲۵ کلمات ذکر کیے گئے ہیں۔ وضاحت: دو کلموں میں اصل بات یہ ہے کہ علیحدہ کر کے لکھیں لیکن بعض جگہ ملا کر بھی لکھے جاتے ہیں جس کی تفصیل اس باب کا مقصد ہے۔ تاء سے مراد وہ بڑی تاء ہے جس کو (ت) کی شکل میں لکھا جاتا ہے اور اسے تاء مجرورہ مطوٰلہ کہتے ہیں، اس کے مقابلہ میں (ة) آتی

ہے جسے تاء مدورہ کہتے ہیں۔ تاء مدورہ کے لکھنے کا طریقہ اگلے باب میں بیان ہوگا۔ ماقبل میں وقف کا طریقہ بیان ہوا تھا جو تمام حرفوں کی مشترکہ و عمومی صفت تھی، اس باب میں قطع و وصل کا بیان ہے، وقف کی طرح یہ بھی عمومی حالت ہے۔

ترکیب:- بَابُ الخ اس سے پہلے ہَذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۷۹) **وَاعْرِفْ لِمَقْطُوعٍ وَمَوْصُولٍ وَتَا** **فِي مُصْحَفِ الْإِمَامِ فِيمَا قَدْ أَتَى**

ترجمہ:- اور تو مصحفِ امام میں مقطوع، موصول اور تاء کو پہچان اس رسم میں جو مصحفِ امام میں آچکا۔

ترکیب:- واؤ استینافیہ اعرف فعل امر انت ضمیر فاعل، لام زائدہ مقطوع و موصول و تاء معطوف علیہ و معطوف مل کر مفعول بہ، فی جار مضحفِ الإمام مضاف و مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق مقدم برائے اتی فعل، فی جار الرّسم محذوف موصوف، ما بمعنی الذی اسم موصول قد تحقیقیہ اتی فعل ہو ضمیر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل و متعلق مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہونے کے بعد صلہ، موصول صلہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق برائے اعرف فعل امر، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ تحقیق کلمات: مقطوع اسم مفعول بمعنی کاٹا ہوا، مراد وہ دو کلمے ہیں جنہیں جدا جدا کر کے لکھا گیا جیسے اِنَّ مَا۔ موصول: اسم مفعول بمعنی ملایا ہوا، مراد وہ دو کلمے ہیں جنہیں ملا کر لکھا گیا جیسے اِنَّمَا۔ تاء سے مراد تاء تانیث ہے۔ مُصْحَفِ الْإِمَامِ: حضرت عثمان غنیؓ کے مصحف (قرآن مجید کا نسخہ) کو ”مصحفِ امام“ کہا جاتا ہے؛ کیونکہ جب کہیں غلطی ہوتی تھی لوگ اسی مصحف کی طرف رجوع کر کے صحیح کر لیا کرتے تھے۔

بیان واقعہ:- (مصحفِ امام و دیگر مصاحف کی توضیح)

جب مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں مسلمان پھیل گئے اور قرآن کریم کے رسم الخط کی کیفیت میں اختلاف ہوا جیسے تَابُوۃ اور تَابُوۃ تُو حضرت عثمان غنیؓ نے حکم دیا کہ تمام مصاحف،

مصحف صدیقی کے مطابق لکھے جائیں بلا تقدیم و تاخیر اور بلا کمی و بیشی کے اور سب کو نقطوں اور اعراب سے خالی کر دیا تاکہ ان سب قراءت کو شامل ہو جائے جن کی نقل اور تلاوت نبی کریم ﷺ سے ثابت اور منقول ہے کیونکہ اصل اعتماد حافظہ پر تھا نہ کہ صرف خط پر اور یہ حافظہ ان تمام حروف (قراءت) پر مشتمل تھا جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا ”إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَيَّ سَبْعَةَ أَحْرَفٍ فَاقْرَؤْ مَا تيسَّرَ مِنْهُ“ (بے شک یہ قرآن سات قراءتوں پر اتارا گیا ہے تو تم ان میں سے جو آسان لگے اُسے پڑھ لو) [مشکوٰۃ شریف باب فضائل القرآن میں صحابہ کرامؓ کے چند واقعات اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات اس سلسلے میں منقول ہیں] تو یہ تمام مصاحف اسی کے مطابق لکھے گئے جو نبی کریم ﷺ کو آخری پیشکش میں حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے پہنچے۔ چنانچہ سات مصاحف (قرآن مجید کے نسخے) لکھے گئے: ایک مکہ کی طرف، ایک شام میں، ایک یمن میں، ایک بحرین میں، ایک بصرہ میں، ایک کوفہ میں اور ایک مدینہ میں اپنے پاس رکھ لیا جسے ”امام“ کہا جاتا ہے۔ [کافی تسہیل البیان فی رسم خط القرآن]

صحیح اور مشہور قول کے مطابق جمع مصاحف کا مذکورہ واقعہ سنہ ۳۰ھ میں پیش آیا۔

تنبیہ:- آگے اشعار کے باہم مربوط ہونے کی وجہ سے کئی اشعار کی ایک ساتھ تشریح کی گئی ہے۔

(۸۰) فَاَقْطَعْ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ اَنْ لَا مَعَ مَلْجَا وَلَا اِلَهَ اِلَّا

ترجمہ:- پس کاٹ (کر مقطوع لکھ) دس کلمات میں اَنْ لَا کو مَلْجَا اور لَا اِلَهَ اِلَّا کے ساتھ۔
تو کیسے:- فاء تفصیلیہ اِقْطَعْ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، ب جارہ بمعنی فی مضاف ومضاف الیہ مجرور، جار مجرور سے مل کر فعل امر کے متعلق، اَنْ لَا مفعول بہ، مَعَ مضاف مَلْجَا معطوف علیہ واو عاطفہ لَا اِلَهَ اِلَّا معطوف اول، اگلے شعر کے کئی الفاظ بھی معطوف، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات کے ساتھ مل کر مَعَ کا مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر اِقْطَعْ کا مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ، مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۸۱) وَتَعْبُدُوْا یَسِیْنَ ثَانِیْ هُوْدَ لَا یُشْرِکُنْ تُشْرِکُ یَدْخُلْنَ تَعْلُوْا عَلٰی

ترجمہ:- اور یس کے تعبدُوا میں جو سورہ ہود میں دوسرا ہے، لَا یُشْرِکُنْ، تُشْرِکُ،

يَدْخُلْنَ، تَعْلُوا عَلَىٰ مِثْلِ (بھی کاٹ کر مقطوع لکھ)۔

تحقیق کلمات: ثانی ہُوْدَ : سورۃ ہود میں دو جگہ اَنْ لَا واقع ہے، ان میں سے دوسرا اَنْ لَا مراد ہے، کیونکہ اَنْ لَا پہلا موصول ہے۔

ترکیب:- واو عاطفہ تَعْبُدُوا مضاف یَسِینَ مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف دوم، واو عاطفہ محذوف ثانی ہُوْدَ مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف سوم، لَا یُشْرِکُنَّ بحذف حرف عطف معطوف چہارم، تُشْرِکُ بحذف حرف عطف معطوف پنجم، یَدْخُلْنَ بحذف حرف عطف معطوف ششم، تَعْلُوا عَلَىٰ بحذف حرف عطف معطوف ہفتم۔

(۸۲) اَنْ لَا یَقُولُوا لَا اَقُولَ اِنْ مَّا بِالرَّعْدِ وَالْمَفْتُوحِ صَلِّ وَعَنْ مَّا

ترجمہ:- اَنْ لَا یَقُولُوا اور لَا اَقُولَ میں (بھی مقطوع لکھ)۔ اِنْ مَّا کو (بھی) سورۃ رعد میں (مقطوع لکھ) اور مفتوح (اَمَّا) کو ملا کر (موصول لکھ) اور عَنْ مَّا میں

ترکیب:- اَنْ لَا یَقُولُوا بحذف حرف عطف معطوف ہفتم، لَا اَقُولَ بحذف حرف معطوف نہم، مَلَجًا معطوف علیہ اپنے نو معطوفات سے مل کر ماقبل کے لیے مضاف الیہ جس کی بقیہ ترکیب گزر چکی۔ اِقْطَعْ فعل امر محذوف اَنْتَ ضمیر فاعل، اِنْ مَّا مفعول بہ، ب جارہ الرِّعْدِ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، واو عاطفہ الْمَفْتُوحِ مفعول بہ مقدم، صَلِّ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف، واو عاطفہ عَنْ مَّا نُھُوا مفعول بہ مقدم برائے فعل جوا گئے شعر میں ہے۔

(۸۳) نُھُوا اِقْطَعُوا مِنْ مَّا بَرُومَ وَالنِّسَا خُلْفُ الْمُنَافِقِیْنَ اَمْ مِنْ اَسَّسَا

ترجمہ:- نُھُوا کو کاٹ کر (مقطوع) لکھو، سورۃ روم اور سورۃ نساء میں مِنْ مَّا کو (بھی مقطوع لکھو)، سورۃ منافقون (کے مِنْ مَّا) میں اختلاف ہوا ہے، اَمْ مِنْ کو (بھی مقطوع لکھو) اَسَّس (یعنی سورہ توبہ) میں۔

تحقیق کلمات: عَنْ مَّا نُھُوا اِقْطَعُوا: مطلب یہ ہے کہ عَنْ کو مَّا سے الگ کر کے لکھنا

چاہیے۔ خُلْفُ الْمُنَافِقِينَ: یعنی مِنْ مَّا کے موصول یا مقطوع لکھنے میں سورہ منافقون میں اختلاف ہوا ہے۔

ترکیب: نُهُوا مفعول بہ مقدم اَفْطَعُوا فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، فعل امر اپنے فاعل و مفعول یہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ اِقْطَعْ فعل امر محذوف (یا پھر ما قبل میں اِفْطَعُوا فعل امر ہی کافی ہے) مِنْ مَّا مفعول بہ، ب جارہ رُومِ وَالنِّسَاءِ معطوف علیہ و معطوف مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر فعل امر کے متعلق، فعل امر اپنے فاعل، مفعول یہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ خُلْفُ الْمُنَافِقِينَ مضاف و مضاف الیہ مل کر مبتدا، ثابت شبہ فعل، ہو ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ اِقْطَعْ فعل امر محذوف، اَنْتَ ضمیر فاعل، اُمِّ مَنْ مفعول یہ فی جارہ محذوف، اَسَسَ معطوف علیہ، اگلے شعر میں معطوفات موجود ہیں۔

(۸۴) فُصِّلَتِ النِّسَاءَ وَذُبِحَ حَيْثُ مَا وَأَنْ لَمْ الْمَفْتُوحَ كَسْرًا مَّا

ترجمہ: سورہ فُصِّلَتِ (حم السجدہ)، سورہ نساء اور سورہ ذبح (صافات) میں (بھی اُمِّ مَنْ کو مقطوع لکھ)، حَيْثُ مَا کو، اَنْ لَمْ مفتوح کو اور اِنْ مَّا مکسور کو (بھی مقطوع لکھ)۔

ترکیب: فُصِّلَتِ معطوف اول، النِّسَاءَ بحذف حرف عطف معطوف دوم، واو عاطفہ ذُبِحَ معطوف سوم، اَسَسَ معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفات سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر اِقْطَعْ فعل امر کا متعلق، فعل اپنے فاعل، مفعول یہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ اِفْطَعْ فعل امر محذوف، اَنْتَ ضمیر فاعل، حَيْثُ مَا معطوف علیہ، واو عاطفہ اَنْ لَمْ بتاویل لفظ موصوف الْمَفْتُوحَ صفت، موصوف صفت سے مل کر معطوف اول، واو عاطفہ محذوف كَسْرَ بمعنی مکسور صفت مضاف الی الموصوف، اِنْ مَّا مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف دوم، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفات سے مل کر مفعول یہ۔ اِقْطَعْ فعل امر محذوف اپنے فاعل اور مفعول یہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۸۵) الْأَنْعَامَ وَالْمَفْتُوحَ يَدْعُونَ مَعًا وَخُلْفُ الْأَنْفَالِ وَنَحْلٍ وَقَعًا

ترجمہ: سورہ انعام میں، اور يَدْعُونَ کے ساتھ (اَنْ مَّا) مفتوح کو دونوں جگہ، اور سورہ

انفال اور سورہ نحل میں اختلاف واقع ہوا۔

ترکیب:- فی جار محذوف الأنعام منصوب بنزع الخافض مجرور، جار مجرور سے مل کر ماقبل شعر میں اقطع سے متعلق، باقی ترکیب گزر چکی۔ واو عاطفہ اَنَّ مَا محذوف موصوف، المَفْتُوح صفت، موصوف سے مل کر مفعول بہ برائے اقطع فعل امر مقدر، فی جار محذوف يَدْعُونَ ذوالحال مَعًا حال، ذوالحال سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر فعل کے متعلق، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واو استینافیہ خُلف مضاف، الأنفالِ وَنَحْلِ معطوف علیہ ومعطوف مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، وَقَعَ فعل ہو ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تحقیق کلمات: چونکہ دونوں جگہ ”يَدْعُونَ“ کے ساتھ ہے، اس لیے مصنف نے فرمایا ”يَدْعُونَ مَعًا“ یعنی دونوں جگہ جو يَدْعُونَ کے ساتھ ہے، بالاتفاق مقطوع ہے۔

وَخُلِفَ الْأَنْفَالِ وَنَحْلٍ وَقَعًا: سورہ انفال آیت نمبر ۴ ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ﴾ میں اَنَّ مفتوحہ اور سورہ نحل آیت نمبر ۹۵ ﴿إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ میں اِنَّ مکسورہ کے وصل قطع سے متعلق اختلاف ہے، چنانچہ دونوں ثابت ہے لیکن دونوں جگہ وصل کی روایت زیادہ قوی ہے۔

شعر نمبر ۸۰ سے ۸۵ تک تشریح:-

مذکورہ بالا اشعار میں دس کلمات کے مقطوع و موصول ہونے کا بیان ہے: (۱) اَنَّ لَا (۲) اِنْ مَّا (۳) اَمَّا (۴) عَنْ مَّا (۵) مِنْ مَّا (۶) اَمْ مِّنْ (۷) حَيْثُ مَّا (۸) اَنْ لَّمْ (۹) اِنْ مَّا (۱۰) اَنَّ مَّا۔ تفصیل یہ ہے:

..... اَنَّ لَا کا رسم الخط:- لفظ اَنَّ کو لانا فیہ سے دس جگہ علیحدہ کر کے لکھتے ہیں: (۱) سورہ

توبہ آیت نمبر ۱۱۸ ﴿اَنْ لَا مَلْجَا مِنَ اللَّهِ اِلَّا اِلَيْهِ﴾ (۲) اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا يَهُودُ وَنَصَارَىٰ

سورہ ہود آیت نمبر ۱۲ ﴿وَإِنْ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾، دوسرے سورہ انبیاء آیت

نمبر ۸۷ ﴿اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّى كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾۔ لیکن سورہ انبیاء

والے اَنْ لَا میں مصاحف مختلف ہیں، بعض میں موصول لکھا ہے اور بعض میں مقطوع۔ غالباً اسی وجہ سے مصنف نے اس کو دو شمار نہیں کیا۔ (۳) اَنْ لَا تَعْبُدُوا جو دو جگہ وارد ہے: ایک سورہ یس آیت نمبر ۶۰ ﴿يَسْنِي اَدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ﴾، دوسرے (۴) سورہ ہود آیت نمبر ۲۶ ﴿اَنْ لَا تَعْبُدُوا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّىْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ﴾ سورہ ہود میں یہ دوسرا مقام ہے جس میں اَنْ مقطوع ہے، مصنف کے قول ”ثَانِي هُوْد“ کا یہی مطلب ہے کیونکہ اس سے پہلے سورہ ہود آیت نمبر ۲ ﴿اِلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اللّٰهَ﴾ میں اَنْ موصول ہے۔ (۵) سورہ ممتحنہ آیت نمبر ۱۲ ﴿يَا بَعْنَكَ عَلٰى اَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾۔ (۶) سورہ حج آیت نمبر ۲۶ ﴿وَ اِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا﴾۔ (۷) سورہ ن آیت نمبر ۲۲ ﴿اَنْ لَا يَدْخُلْنَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِيْنَ﴾۔ (۸) سورہ دخان آیت نمبر ۱۹ ﴿اَنْ لَا تَعْلُوا عَلٰى اللّٰهِ اِنِّىْ اَتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ﴾۔ (۹) سورہ اعراف آیت نمبر ۱۶۹ ﴿اَنْ لَا يَقُولُوا عَلٰى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقُّ﴾۔ (۱۰) سورہ اعراف آیت نمبر ۱۰۵ ﴿حَقِيْقٌ عَلٰى اَنْ لَا اَقُوْلَ عَلٰى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقُّ﴾۔

باقی سب جگہ اَنْ کو لانا فیہ کے ساتھ ملا کر اَلَّا لکھا گیا ہے، گویا باقی جگہوں میں رسم الخط تلفظ کے مطابق ہے۔

۲..... اِنْ مَا کا رسم الخط:- لفظ اِنْ شرطیہ ایک جگہ سورہ رد آیت نمبر ۴۰ ﴿وَ اِنْ مَا نُرِيْنَكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَقَّئُكَ﴾ میں مَا سے علیحدہ لکھا گیا ہے اور باقی سب جگہ موصول اِمَّا ہے۔

۳..... اَمَّا کا رسم الخط:- اَمْ مفتوح الہزہ مَا سے ہر جگہ موصول لکھا ہے جیسے ﴿فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تُفْهَرُ﴾ [النحی: ۹]۔

۴..... عَنْ مَا کا رسم الخط:- لفظ عَنْ، مَا موصولہ سے صرف ایک جگہ یعنی سورہ اعراف آیت نمبر ۱۶۶ ﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّانِهٖا عَنِ اللّٰهِ﴾ میں مقطوع ہے، اور باقی سب جگہ موصول عَمَّا ہے۔

۵..... مِنْ مَّا رَسَمَ الْخَطُ: - لفظ مِنْ جازہ کو لفظ مَا موصولہ سے دو جگہ علیحدہ کر کے لکھا گیا ہے:

(۱) سورہ نساء آیت نمبر ۲۵ ﴿فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ -

(۲) سورہ روم آیت نمبر ۲۸ ﴿هَلْ لَكُمْ مِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ﴾ - اس کے علاوہ سورہ منافقون آیت نمبر ۱۰ ﴿وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَكُمْ مِنْ قَبْلِ﴾ میں اختلاف ہوا ہے چنانچہ بعض مصاحف میں مِنْ مَّا مقطوع اور بعض مصاحف میں مِمَّا موصول لکھا ہے۔ مصنف کے قول ”خُلْفُ الْمُنَافِقِينَ“ کا یہی مطلب ہے۔

۶..... أَمْ مِّنْ كَارِئِ الْخَطِ: - لفظ أَمْ کو مَنْ سے پہلے چار جگہ علیحدہ کر کے لکھا گیا ہے: (۱) سورہ نساء آیت نمبر ۱۰۹ ﴿أَمْ مِّنْ يَّكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا﴾ - (۲) سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۹ ﴿أَمْ مِّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ﴾ - (۳) سورہ صافات آیت نمبر ۱۱ ﴿فَاسْتَفْتِهِمْ أَهَمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مِّنْ خَلْقًا﴾ - (۴) سورہ فصلت یعنی حم السجدہ آیت نمبر ۴۰ ﴿أَفَمَنْ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ يَأْتِي آمِنًا﴾ - باقی سب جگہ موصول جیسے ﴿أَمْنِ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [النمل: ۶۰]۔

۷..... حَيْثُ مَّا كَارِئِ الْخَطِ: - لفظ حَيْثُ، مَّا سے مقطوع ہے جہاں بھی ہو جیسے سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۴۴ ﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ -

۸..... أَنْ لَّمْ كَارِئِ الْخَطِ: - لفظ أَنْ مفتوحہ کو لَمْ سے پہلے سب جگہ علیحدہ کر کے لکھا گیا ہے جیسے سورہ انعام آیت نمبر ۱۳۱ ﴿ذَلِكَ أَنْ لَّمْ يَكُنْ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ﴾ اور سورہ بلد آیت نمبر ۷ ﴿أَنْ لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ﴾ -

۹..... إِنَّ مَّا كَارِئِ الْخَطِ: - إِنَّ، مَّا سے صرف ایک جگہ سورہ انعام آیت نمبر ۱۳۲ ﴿إِنَّ مَتَّوْعِدُونَ لَا تِ وَ مَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ﴾ میں مقطوع ہے جبکہ سورہ نحل آیت نمبر ۹۵ ﴿إِنَّمَا عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ میں وصل قطع دونوں ثابت ہے، باقی سب جگہ موصول ہے۔

۱۰..... أَنَّ مَّا كَارِئِ الْخَطِ: - أَنَّ، مَّا سے دو جگہ علیحدہ لکھا ہے: (۱) سورہ حج آیت نمبر ۶۲ ﴿وَأَنَّ

مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ ﴿۳۰﴾ وَآلَ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ ﴿۳۱﴾۔ چونکہ دونوں جگہ ”يَدْعُونَ“ کے ساتھ ہے، اس لیے مصنف نے فرمایا ”يَدْعُونَ مَعًا“ یعنی دونوں جگہ جو يَدْعُونَ کے ساتھ ہے، بالاتفاق مقطوع ہے۔ سورہ انفال آیت نمبر ۳۱ ﴿۳۱﴾ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ ﴿۳۱﴾ میں وصل بھی ثابت ہے اور قطع بھی۔

(۸۶) وَكُلِّ مَاسَالْتُمُوهُ قَطْعًا وَاخْتِلَافٌ رُدُّوْا كَذَا قُلْ بِئْسَ مَا وَالْوَصْلَ صِفَ

ترجمہ:- اور کُلِّ مَاسَالْتُمُوهُ (میں بھی قطع کر) اور کُلِّ مَا رُدُّوْا میں اختلاف ہوا ہے، اسی طرح قُلْ بِئْسَ مَا میں (بھی اختلاف ہوا)، اور وصل بیان کر.....

تحقیق کلمات: قَطْعًا بمعنی یقینی اور قطعی طور پر یعنی کُلِّ مَاسَالْتُمُوهُ میں قطع کا حکم یقینی ہے، کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔ وَالْوَصْلَ صِفَ خَلَفْتُمُونِي وَاشْتَرَوْا یعنی ان جگہوں میں بِئْسَ کو مَا کے ساتھ موصولاً لکھنا چاہیے۔

ترکیب:- واو عاطفہ کُلِّ مَاسَالْتُمُوهُ گزشتہ اشعار میں اِقْطَعُوا کے مفعول بہ پر عطف، قَطْعًا مفعول مطلق برائے تاکید، اِقْطَعُوا فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ و مطلق سے مل کر جملہ انشائیہ۔ واو استینافیہ اِخْتِلَافٌ فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل، فِی جَارہ محذوف، رُدُّوْا مجرور، جار مجرور سے مل کر کے متعلق، فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ، ثابِت شَبہ فعل محذوف، ہو ضمیر فاعل، کاف جارہ ذَا اسم اشارہ مجرور، جار مجرور مل کر شَبہ فعل کے متعلق، شَبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر مقدم، قُلْ بِئْسَ مَا بتاویل لفظ مبتدا مؤخر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ، واو استینافیہ الْوَصْلَ مفعول بہ مقدم، صِفَ فعل امر انت ضمیر فاعل، بقیہ ترکیب اگلے شعر میں ہے۔

(۸۷) خَلَفْتُمُونِي وَاشْتَرَوْا فِي مَا اِقْطَعَا اَوْحٰی اَفْضُتُمْ اَشْتَهَتْ يَبْلُوْا مَعًا

ترجمہ:- خَلَفْتُمُونِي میں اور اِشْتَرَوْا میں (بھی وصل بیان کر)، فِی مَا کو علیحدہ کر اَوْحٰی، اَفْضُتُمْ، اَشْتَهَتْ، يَبْلُوْا کے ساتھ دونوں جگہ۔

تحقیق کلمات: مَعًا صرف يَبْلُوْا کے لیے ہے دوسرے کلمات کے لیے نہیں۔ يَبْلُوْا مَعًا:

یعنی یَلُؤا کے ساتھ دونوں جگہ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۲۸ اور سورہ انعام آیت نمبر ۱۶۵) فی مَا مقطوع ہے۔

ترکیب:- خَلَفْتُمُونِی معطوف علیہ، واو عاطفہ اِشْتَرَوْا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فی جار محذوف کے لیے مجرور، جار مجرور سے مل کر گزشتہ شعر میں صِف فعل کے متعلق، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ فی مَا مفعول بہ مقدم، اِقْطَع فعل امر انت ضمیر فاعل، فی محذوف جارہ اُوْحِی معطوف علیہ، اَفْضَتُمْ معطوف اول، اِشْتَهَتْ معطوف ثانی، یَلُؤا ذوالحال معا حال، ذوالحال حال سے مل کر معطوف ثالث، باقی معطوفات اگلے شعر میں ہیں۔

(۸۸) ثَانِیْ فَعَلَنْ وَقَعْتُ رُوْمَ کَلَا تَنْزِیْلٍ شُعْرًا وَغَیْرَهَا صِلَا

ترجمہ:- دوسرے فَعَلَنْ، سورہ واقعہ، سورہ روم، سورہ تنزیل کے دونوں (فی مَا)، اور سورہ شعراء میں (مقطوع لکھ)، اور ان کے علاوہ وصل کر۔

ترکیب:- ثَانِیْ فَعَلَنْ مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف رابع، وَقَعْتُ محذوف حرف عطف معطوف خامس، رُوْمَ محذوف حرف عطف معطوف سادس، کَلَا تَنْزِیْلٍ مضاف و مضاف الیہ مل کر محذوف حرف عطف معطوف سابع، شُعْرًا محذوف حرف عطف معطوف ثامن، اُوْحِی اپنے تمام معطوفات کے ساتھ مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر اِقْطَع فعل سے متعلق، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واو عاطفہ غَیْرَهَا مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول بہ مقدم، صِل فعل امر انت ضمیر فاعل، فعل امر اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

تحقیق کلمات: ثَانِیْ فَعَلَنْ: سورہ بقرہ میں دو جگہ فَعَلَنْ کے ساتھ فی مَا آیا ہے:

(۱) آیت نمبر ۲۳۷ ﴿فَیْسَا فَعَلَنْ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (۲) آیت نمبر ۲۴۰ ﴿فِیْ

مَا فَعَلَنْ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ لیکن ان میں سے پہلی جگہ میں موصول فیمَا ہے اور دوسری جگہ میں مقطوع فی مَا، اسی کی وضاحت کے لیے مصنف نے ”ثَانِیْ فَعَلَنْ“ فرمایا۔

وَقَعْتُ سے مراد سورہ واقعہ ہے اور تنزیل سے سورہ زمر مراد ہے۔

وَغَیْرَهَا صِلَا: یعنی مذکورہ ۱۱ جگہوں کے علاوہ فی مَا بالاتفاق موصول فیمَا لکھا گیا ہے۔

شعر نمبر ۸۶ سے شعر نمبر ۸۸ کی تشریح :-

مذکورہ اشعار میں تین کلمات کی تفصیل ہے: (۱) کُلِّ مَا اور کُلِّ مَا (۲) بِئْسَ مَا (۳) فِی مَا۔
 ۱۱..... کُلِّ مَا اور کُلِّ مَا کا رسم الخط: - کُلِّ، مَا سے صرف ایک جگہ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۳۳ ﴿وَاتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ﴾ میں بالاتفاق مقطوع ہے، اور چار جگہ وصل قطع میں مصاحف مختلف ہیں: (۱) سورہ نساء آیت نمبر ۹۱ ﴿كُلَّمَا رُزُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكَسُوا فِيهَا﴾۔ (۲) سورہ اعراف آیت نمبر ۳۸ ﴿كُلَّمَا دَخَلْتَ أُمَّةً لَعَنْتُ أُخْتَهَا﴾۔ (۳) سورہ مومنون آیت نمبر ۴۴ ﴿كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةٌ رُسُلُهَا كَذَبُوهُ﴾۔ (۴) سورہ ملک آیت نمبر ۸ ﴿كُلَّمَا أَلْقَىٰ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا﴾۔ ان پانچ جگہوں کے علاوہ بالاتفاق موصول ہے۔
 ۱۲..... بِئْسَ مَا کا رسم الخط: - بِئْسَ، مَا سے دو جگہ بالاتفاق موصول ہے: (۱) سورہ بقرہ آیت نمبر ۹۰ ﴿بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا﴾۔ (۲) سورہ اعراف آیت نمبر ۱۵۰ ﴿بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي﴾۔ مصنف کے قول ”وَالْوَصْلُ صِفٌ“ سے یہی دونوں جگہیں مراد ہیں۔ ایک جگہ یعنی سورہ بقرہ آیت نمبر ۹۳ ﴿قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيْمَانُكُمْ﴾ میں وصل قطع کے متعلق مصاحف مختلف ہیں اور دونوں ثابت ہیں۔ باقی سب جگہ مقطوع ہے۔
 ۱۳..... فِی مَا کا رسم الخط: - فِی، مَا سے ۱۱ جگہ مقطوع ہے: (۱) سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۴۰ ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَا فِي أَنْفُسِنَا مِنْ مَّعْرُوفٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾۔ (۲) سورہ مائدہ آیت نمبر ۲۸ ﴿وَلَكِنْ لَّيْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾۔ (۳) سورہ أنعام آیت نمبر ۱۳۵ ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ﴾۔ (۴) سورہ أنعام آیت نمبر ۱۶۵ ﴿دَرَجَاتٍ لَّيْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ﴾۔ (۵) سورہ أنبياء آیت نمبر ۱۰۲ ﴿وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ﴾۔ (۶) سورہ نور آیت نمبر ۱۴ ﴿لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾۔ (۷) سورہ شعراء آیت نمبر ۱۴۶ ﴿اتَّبِعْ كُؤُنَ فِي مَا هُنَا أَمِينٌ﴾۔ (۸) سورہ روم آیت نمبر ۲۸ ﴿هَلْ لَّكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ إِيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَكُمْ﴾۔ (۹) سورہ زمر آیت نمبر ۳ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ فِي

مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۰﴾ - (۱۰) سورہ زمر آیت نمبر ۲۶ ﴿۱۰﴾ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۱۱﴾ - (۱۱) سورہ واقعہ آیت نمبر ۶۱ ﴿۱۱﴾ وَنُنشِئُكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۲﴾ - باقی سب جگہ بالاتفاق موصول ہے۔

(۸۹) فَإِنَّمَا كَالنَّحْلِ صِلٍ وَمُخْتَلِفٍ | فِي الشُّعْرَا الْأَحْزَابِ وَالنِّسَاءِ وَصِفٍ

ترجمہ:- فَإِنَّمَا کو سورہ نحل کی طرح ملا کر لکھ، اور رسم الخط سورہ شعراء، احزاب اور نساء میں اختلاف کے ساتھ ہے، اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

ترکیب:- فَإِنَّمَا ذوالحال، کاف جارہ النحل مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق شبہ فعل محذوف کائنا کے، شبہ فعل اپنے فاعل ہو ضمیر اور متعلق سے مل کر حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ مقدم، صل فعل امر انت ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واو عاطفہ الرّسم محذوف مبتدا، مُخْتَلِفٌ صیغہ اسم فاعل ہو ضمیر فاعل، فی جار الشُّعْرَا معطوف علیہ، واو عاطفہ محذوف الْأَحْزَابِ معطوف اوّل واو عاطفہ النِّسَاءِ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر مُخْتَلِفٌ کے متعلق، مُخْتَلِفٌ اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ کذا محذوف جار مجرور مل کر متعلق مقدم برائے وُصِفَ، وُصِفَ فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

تحقیق کلمات: فَإِنَّمَا كَالنَّحْلِ: یعنی سورہ نحل آیت نمبر ۷۶ کی طرح سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۱۵ میں بھی اِنَّمَا بالاتفاق موصول ہے۔

وَمُخْتَلِفٌ فِي الشُّعْرَا: سورہ نساء آیت نمبر ۷۸، سورہ شعراء آیت نمبر ۹۲، اور سورہ احزاب آیت نمبر ۶۱ میں اَيْنَ مَا کے موصول و مقطوع ہونے میں مصاحف مختلف ہیں۔

تشریح:-

۱۲..... اَيْنَ مَا کا رسم الخط: یہ دو جگہ موصول ہے: (۱) سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۱۵ ﴿۱۱۵﴾ فَإِنَّمَا تَوَلَّوْا فَسَمَّ وَجْهَ اللَّهِ ﴿۱۱۶﴾ - (۲) سورہ نحل آیت نمبر ۷۶ ﴿۷۶﴾ اَيْنَمَا يُوْجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ ﴿۷۷﴾ - تین جگہ

مصحف مختلف ہیں: (۱) سورہ نساء آیت نمبر ۷۸ ﴿اِنَّ مَا تَكُونُوا يُدْرِكُكُمُ الْمَوْتُ﴾ اس میں قطع کی روایت قوی ہے۔ (۲) سورہ شعراء آیت نمبر ۹۲ ﴿وَقِيلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ﴾۔ (۳) سورہ احزاب آیت نمبر ۶۱ ﴿اَيْنَمَا تُقِفُوا اخِذُوا وَقْتِلُوا تَقْتِيلًا﴾ غالباً ان دونوں جگہ وصل کی روایت قوی ہے۔

باقی سب جگہ اَيْنَ مَا بالاتفاق مقطوع ہے۔

(۹۰) وَصِلْ فَاِلَمْ هُوَ الَّذِي نَجْعَلَا نَجْمَعْ كَيْلًا تَحْزَنُوا تَأْسُوا عَلٰی

ترجمہ: اور ملا کر لکھ سورہ ہود والے فَاِلَمْ کو، اَلَّذِي نَجْعَلْ اور اَلَّذِي نَجْمَعْ کو، كَيْلًا تَحْزَنُوا اور تَأْسُوا عَلٰی کو.....

ترکیب: — واو استینافیہ، صِلْ فعل امر انت ضمیر فاعل، فَاِلَمْ مضاف، هُوَ مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ، اَلَّذِي نَجْعَلْ بحذف حرف عطف معطوف اوّل، نَجْمَعْ بحذف حرف عطف معطوف ثانی، كَيْلًا مضاف، تَحْزَنُوا معطوف علیہ، تَأْسُوا عَلٰی بحذف حرف عطف معطوف اوّل۔ باقی معطوفات اگلے شعر میں ہیں۔

(۹۱) حَجَّ عَلَیْكَ حَرْجٌ وَقَطَعُهُمْ عَنْ مَّنْ یَّشَاءُ مَنْ تَوَلَّى یَوْمَ هُمْ

ترجمہ: سورہ حج اور عَلَیْكَ حَرْجٌ والے (کَيْلًا) کو (بھی ملا کر لکھ) اور اُن کا (یعنی اہل رسم کا جنہوں نے رسم الخط کو واضح کیا) عَنْ مَّنْ یَّشَاءُ، مَنْ تَوَلَّى اور یَوْمَ هُمْ کو قطع کر کے لکھنا (ثابت) ہے۔

ترکیب: — حَجَّ بحذف حرف عطف معطوف دوم، عَلَیْكَ حَرْجٌ معطوف سوم، تَحْزَنُوا اپنے تینوں معطوفات سے مل کر مضاف الیہ، كَيْلًا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ماقبل کے لیے معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفات سے مل کر صِلْ کا مفعول یہ، صِلْ اپنے فاعل، ومفعول یہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واو استینافیہ قَطَعْ مصدر مضاف الی الفاعل، هُمْ مضاف الیہ عَنْ مَّنْ یَّشَاءُ معطوف علیہ، مَنْ تَوَلَّى بحذف حرف عطف معطوف اوّل، یَوْمَ هُمْ بحذف حرف عطف معطوف ثانی، معطوف ثالث و معطوف رابع اگلے شعر میں مذکور ہیں۔ عَنْ مَّنْ یَّشَاءُ اپنے تمام معطوفات

کے ساتھ مل کر مصدر کا مفعول یہ، مصدر اپنے فاعل مضاف اور مفعول یہ سے مل کر مبتدا، ثابت شبہ فعل محذوف، ہو ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تشریح:-

مذکورہ دو شعروں میں پانچ کلمات کا رسم الخط بیان ہوا ہے: (۱) اِنْ لَمْ - (۲) اَنْ لَنْ -

(۳) كَيْ لَا (۴) عَنْ مَنْ (۵) يَوْمَ هُمْ -

۱۵.... اِنْ لَمْ کا رسم الخط:- اِنْ شرطیہ لَمْ سے صرف ایک جگہ سورہ ہود آیت نمبر ۱۲ ﴿فَاِلٰهٌ يُّتَجَبَّوْا لَكُمْ فَاَعْلَمُوْا اِنَّمَا اَنْزَلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ﴾ میں موصول ہے، باقی سب جگہ مقطوع ہے۔

۱۶..... اَنْ لَنْ کا رسم الخط:- اَنْ مصدریہ لفظ لَنْ ناصبہ سے دو جگہ موصول ہے: (۱) سورہ

کہف - آیت نمبر ۲۸ ﴿بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا﴾ - (۲) سورہ قیامہ آیت نمبر ۳ ﴿بِحَسَبِ الْاِنْسَانِ اَلَنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهُ﴾ - باقی سب جگہ مقطوع ہے۔

۱۷.... كَيْ لَا کا رسم الخط:- كَيْ، لَا سے چار جگہ موصول ہے: (۱) سورہ آل عمران آیت نمبر

۵۳ ﴿فَاِنَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلًا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ﴾ - (۲) سورہ حج آیت نمبر ۵

﴿لِيْ اَرْذَلَ الْعُمُرِ لِكَيْلًا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا﴾ - (۳) سورہ احزاب آیت نمبر ۵۰

﴿مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلًا يَّكُوْنَ عَلَيْكَ حَرْجٌ﴾ - (۴) سورہ حدید آیت نمبر ۲۳

﴿لِكَيْلًا تَأْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اَتٰكُمْ﴾ -

۱۸..... عَنْ مَنْ کا رسم الخط:- عَنْ کو مَنْ موصولہ سے دو جگہ بالاتفاق علیحدہ

(مقطوع) لکھا گیا ہے: (۱) سورہ نور آیت نمبر ۲۳ ﴿فَيُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ

مَنْ يَّشَاءُ﴾ - (۲) سورہ نجم آیت نمبر ۲۹ ﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلٰی عَنْ ذِكْرِنَا﴾ - باقی

سب جگہ موصول بحذف النون یعنی عَمَنْ لکھا ہے۔

۱۹..... يَوْمَ هُمْ کا رسم الخط:- لفظ يَوْمَ کو هُمْ سے دو جگہ علیحدہ (مقطوع) لکھا ہے: (۱) سورہ

مومن آیت نمبر ۱۶ ﴿يَوْمَ هُمْ بَرْزُوْنَ﴾ - (۲) سورہ زاریات آیت نمبر ۱۳ ﴿يَوْمَ هُمْ عَلٰی

النَّارِ يُفْتَنُوْنَ﴾ - باقی سب جگہ موصول ہے۔

(۹۲) وَمَالِ هَذَا وَالَّذِينَ هُوَ لَا تَحِينُ فِي الْإِمَامِ صَلِّ وَوَهْلًا

ترجمہ۔ اور مالِ ہذا، الذین اور ہولاء (کو قطع کرنا بھی ثابت ہے)، تَحِينُ کو مصحفِ امام (کی موافقت) میں ملا (کر لکھ) اور اس کی ضعف کی طرف نسبت کی گئی ہے۔

ترکیب۔ واو عاطفہ مالِ ہذا معطوف ثالث، واو عاطفہ الذین ہولاء معطوف رابع، گزشتہ شعر میں عَنْ مَنْ يَشَاءُ معطوف علیہ ہے جس کی ترکیب گزر چکی۔ تَحِينُ بتاویل لفظ مفعول بہ مقدم فی الإمام جار و مجرور مل کر متعلق مقدم برائے صَلِّ، صَلِّ فعل امر انت ضمیر فاعل، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واو استینافیہ وَهْلَ فعل مجہول ہو ضمیر نائب فاعل، وَهْلَ فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر جملہ خبریہ۔

تحقیق کلمات: الذین سے فَمَالِ الذین کَفَرُوا اور هُوَ لَا سے فَمَالِ هُوَ لَا الْقَوْمِ اور تَحِينُ سے لَا تَحِينُ مراد ہے۔ الإمام سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ خاص نسخہ ہے جسے آپ اپنے پاس رکھا کرتے تھے اور اسی میں تلاوت بھی فرماتے تھے۔ وَهْلًا: آخر میں الف اشباع زائد، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از باب تفعیل بمعنی ضَعِفَ کمزوری کی طرف منسوب کرنا۔ دوسرے معنی غلط قرار دینا بھی ہیں لیکن وہ یہاں مراد نہیں۔

تشریح:-

لامِ جاڑہ اور لاتِ کار رسم الخط بیان کیا جا رہا ہے۔

۲۰..... لامِ جاڑہ کار رسم الخط:- لامِ جاڑہ کو اپنے مجرور سے چار جگہ علیحدہ (مقطوع) لکھا ہے: (۱) سورۃ نساء آیت نمبر ۷۸ ﴿فَمَالِ هُوَ لَا الْقَوْمَ لَا يَكَادُونَ﴾۔ (۲) سورۃ کہف آیت نمبر ۴۹ ﴿مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً﴾۔ (۳) سورۃ فرقان آیت نمبر ۷۷ ﴿وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ﴾۔ (۴) سورۃ معارج آیت نمبر ۳۶ ﴿فَمَالِ الذِّينَ كَفَرُوا قَبْلَكَ مُهْطِعِينَ﴾۔ باقی سب جگہ اپنے مجرور سے ملا کر (موصول) لکھا ہے۔

۲۱..... لَا تَحِينُ کار رسم الخط:- یہ ایک جگہ سورۃ ص آیت نمبر ۳ ﴿فَنَادُوا وَلَا تَحِينُ مَنَاصِ﴾ میں مذکور ہے، مصحفِ امام یعنی حضرت عثمانؓ کے خاص مصحف میں اس کو موصولاً ”لَا“

تَحِیْنَ “جبکہ باقی تمام مصاحف (مکی، مدنی، بصری، کوفی، شامی وغیرہ) میں مقطوعاً ”لَا تَحِیْنَ“ لکھا ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ مصحفِ امام میں اگرچہ موصولاً لکھا گیا ہے اور اس کی روایت اسی طرح نقل کی گئی ہے لیکن چونکہ دیگر مصاحف کی روایت اور خود تمام بلادِ اسلامیہ میں مقطوعاً ”لَا تَحِیْنَ“ لکھا جا رہا ہے، کیونکہ قطع کر کے لکھنا اس بات کی نشاندہی کے لیے ہے کہ ’تَحِیْنَ‘ کا جز نہیں ہے۔ اس بنا پر وصل یعنی ”لَا تَحِیْنَ“ کو ضعیف قرار دیا گیا ہے اگرچہ یہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے خاص نسخہ میں موصولاً لکھا تھا مگر اس کی توجیہ معلوم نہیں۔

[کافی تسہیل البیان فی رسم خط القرآن، بتغیر]

روایت مصحفِ امام کی مزید توضیح:-

مصحفِ امام والی روایت ثابت ہے اور اس کے راوی حضرت امام ابو عبیدہ قاسم بن سلامؓ متوفی ۲۲۴ھ بھی نہایت باوثوق، حجت اور معتبر ہیں لیکن اس کے باوجود بظاہر دو وجہوں سے اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے: (۱) دیگر مصاحف کی روایت اس کے برخلاف ہے۔ (۲) باعتبار لغت وصل کی کوئی توجیہ نہیں، بلکہ قطع ہی موافق لغت ہے۔ لہذا یہ روایت متواتر کے مقابلہ میں شاذ ہے۔

ایک سوال یہ جاتا ہے، وہ یہ کہ خود امام جزریؒ نے بھی قاہرہ کے مدرسہ فاضلیہ میں مصحفِ امام میں اسی طرح ”لَا تَحِیْنَ“ موصولاً پایا ہے، پھر آپ نے اس تضعیف کو کیوں نقل فرمایا جبکہ ایسا مصحفِ امام میں موجود ہے تو اس کے دو جوابات دیئے گئے ہیں: (۱) امام جزریؒ اپنے سے پیشرو محققین کی رائے نقل فرما رہے ہیں کہ انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (۲) آپ کی غرض ابو عبیدہؓ کی روایت کو نہیں بلکہ اُن کے مذہب کی تضعیف کرنا ہے کیونکہ اُن کے نزدیک تاء لفظاً حِیْنَ ظرفیہ کا جزء ہے اور معنائاً زائد ہے جبکہ تمام اہل لغت اس کے برخلاف تاء کو حِیْنَ کا جزء قرار نہیں دیتے لہذا ابو عبیدہؓ کا مذکورہ مذہب ضعیف ہے۔

یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ مصحفِ امام صرف حضرت عثمانؓ کے پاس رہتا تھا جس میں آپ تلاوت فرمایا کرتے تھے، عام لوگوں کی نظروں سے وہ اوجھل تھا، اس لیے ”لَا تَحِیْنَ“ کی مذکورہ رسم حد متواتر کو نہیں پہنچا۔ واللہ اعلم

لَا تَ کی نحوی تحقیق : اس بارے میں دو مذاہب ہیں: (۱) خلیل و سبویہ کے نزدیک یہ لانا فیہ مشبہ بلیس ہے، اس پر تاء کو زیادہ کیا گیا جس طرح رُبُّ اور ثُمُّ پر تاء کا اضافہ کر کے انہیں رُبُّت اور ثُمَّت پڑھا جاتا ہے۔ لا پر جب تاء کا اضافہ ہوا تو اس کے بعد یا تو اس کا اسم آئے گا یا پھر اس کی خبر، چنانچہ حین ظرف مضاف اور مناص مصدر میم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر۔

(۲) اخفش کے نزدیک یہ لافعی جنس ہے جس پر تاء کو بڑھایا گیا اور اس کی خبر محذوف ہے

اِیْ لَا تَ حِیْنَ مَنَاصٍ کَاِیْنٍ لَّهُمْ - [کشاف للزحری، سورہ ص]

(۹۳)

کَاَلُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ صِل	کَذَا مِنْ اَلْ وَهَا وِیَا لَا تَفْصِل
-------------------------------------	---

ترجمہ:- کَاَلُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ کو ملا کر لکھ، اسی طرح اَلْ، وَا اور یَا کو (اپنے اپنے مدخول سے) جدا نہ کر۔

ترکیب:- کَاَلُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ بتاویل لفظ مفعول بہ مقدم، صِل فعل امر انت ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ کَذَا جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے لَا تَفْصِلُ، مِنْ جارّ اَلْ معطوف علیہ واو عاطفہ وَاو معطوف اول، واو عاطفہ یَا معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ثانی مقدم برائے لَا تَفْصِلُ، لَا تَفْصِلُ فعل نہی انت ضمیر اس کا فاعل، مَا بَعْدَهَا محذوف مفعول بہ۔ فعل نہی اپنے فاعل، مفعول بہ اور دونوں متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

تشریح:-

۲۲..... کَاَلُوْهُمْ کا رسم الخط :- سورہ مطفقین آیت نمبر ۳ ﴿وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ﴾ میں دونوں فعلوں کَالُوْ اور وَزَنُو کو مفعول بہ کی ضمیر هُمْ سے ملا کر ہی لکھا جاتا ہے اگرچہ قاعدہ کے موافق فعل کی واو کے بعد الف ”ا“ کا اضافہ ہونا چاہیے یعنی کَالُوْاھُمْ اور وَزَنُوْاھُمْ لیکن مصاحف میں بلا فصل ہی آیا ہے، اس لیے اب یہ کلمہ واحدہ ہیں اور صرف کَالُوْ یا صرف وَزَنُوْ پر وقف نہیں کر سکتے بلکہ اگر وقف کرنا ہو تو پورے کَالُوْھُمْ یا پورے وَزَنُوْھُمْ پر وقف کرنا لازم ہے۔

۲۳، ۲۴، ۲۵..... اَلْ، هَا اور يَا کا رسم الخط: - اَلْ سے الف لام مراد ہے جو تعریف یا بمعنی اَلْذِی اسم موصول ہوتا ہے، یا سے یا حرفِ ند اور هَا سے هَا حرفِ تنبیہ مراد ہے۔ یہ تینوں بھی ہر جگہ اپنے مدخولات کے ساتھ موصولاً لکھے گئے ہیں جیسے النَّاسُ، یَبْنِیْ اِسْرَئِیْلَ، هَذَا۔ لہذا صرف اَلْ، هَا، یا پر وقف کرنا صحیح نہیں۔

(۱۶) بَابُ هَاءِ التَّانِیْثِ الَّتِی رُسِمَتْ تَاءً

ہائے تانیث کا بیان جس کو تاء کی شکل میں لکھا گیا

گذشتہ باب میں رسم الخط میں سے وصل و قطع کا بیان ہوا تھا، اب اس باب میں رسم ہی سے متعلق بحث یعنی ہائے تانیث (تاءِ مدوّرہ) کے لکھنے کے طریقے بیان ہو رہے ہیں۔

اہل علم کی عام اصطلاح تو یہی ہے کہ وہ فعل کے آخر میں ملنے والی تاء تانیث ساکنہ کو دراز کر کے ”ت“ لکھتے ہیں جبکہ اسم کی علامت تاءِ تانیث کو وقف کا لحاظ کرتے ہوئے ”ة“ کی شکل میں تاءِ مدوّرہ ”ة“ بنا کر لکھتے ہیں کیونکہ تاءِ تانیث وقف میں ”ة“ بن جاتی ہے۔

مگر مصاحف کے لکھنے والوں نے اکثر مواقع میں تو اسے اگرچہ ”ة“ گول تاء ہی سے لکھا ہے لیکن کہیں کہیں وصل کا لحاظ کر کے لمبی تاء کی صورت میں ”ت“ بھی لکھا ہے جس کو ”تاءِ مجرورہ“ اور ”تاءِ مطوّلہ“ کہتے ہیں۔ اس باب کے سات اشعار میں مصنفؒ نے ۱۳ کلمات میں تاء کے رسم الخط کی وضاحت کی ہے، وہ یہ ہیں: (۱) رَحِمَتْ (۲) نِعِمْتَ (۳) لَعْنَتْ (۴) اِمْرَأَتِ (۵) مَعْصِيَتِ (۶) شَجَرَتِ (۷) سُنَّتِ (۸) قُرَّتِ (۹) جَنَّتِ (۱۰) فِطْرَتِ (۱۱) بَقِيَّتِ (۱۲) اِبْنَتِ (۱۳) كَلِمَتِ۔

ترکیب:۔ باب..... الخ مضاف مضاف الیہ مل کر ہذا مبتداء محذوف کی خبر واقع ہے۔

(۹۴) وَرَحِمَتْ الزُّخْرُفِ بِالتَّائِثَةِ بِالْبَقَرَةِ

الْأَعْرَافِ رُومَ هُودَ كَافَ الْبَقَرَةِ

آپؐ (یعنی حضرت عثمانؓ) نے سورہ زخرف کے لفظ رَحِمَتْ کو (لمبی) تاء کے ساتھ لکھا ہے، (اسی طرح) سورہ اعراف، روم، ہود، کاف (یعنی سورہ مریم) اور بقرہ میں (بھی لمبی

تاء کے ساتھ رَحْمَت لکھا ہے۔

ترکیب:- واو استینافیه رَحْمَت مضاف، الزُخْرُفِ معطوف علیہ الأعرافِ بحذف حرف معطوف اول، رُومِ بحذف حرف عطف معطوف ثانی، هُوْدَ بحذف حرف عطف معطوف ثالث، كَافِ بحذف حرف عطف معطوف رابع، البَقَرَةُ بحذف حرف عطف معطوف خامس، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر مضاف الیہ، رَحْمَت مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول یہ برائے فعل محذوف زَبَرَ، (جس پر آگے آنے والا زَبَرَ دلالت کر رہا ہے) ب جازہ التا مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق برائے زَبَرَ محذوف، زَبَرَ فعل هُوَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل، مفعول یہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مُفَسَّر، زَبَرَهُ پورا جملہ اس کی تفسیر، مفسر تفسیر مل کر جملہ تفسیریہ۔ تحقیق کلمات: زَبَرَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی لکھنا۔ فاعل کی وضاحت نہیں، غالب گمان یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت عثمان غنیؓ ہوں گے یا پھر اہل مصاحف یعنی وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمانؓ کے حکم سے مصاحف تیار کیے۔ تقدیری عبارت: زَبَرَهُ عُثْمَانُ أَوْ أَهْلُ الْمَصَاحِفِ اور یہ ”مَا أَضْمَرَ عَامِلُهُ عَلَى شَرِيطَةِ التَّفْسِيرِ“ کے قبیل سے ہے۔ کاف سے سورہ مریم مراد ہے کیونکہ اس کا پہلا لفظ ”كَهَيَّعَصَ“ ہے جو کاف سے شروع ہے۔

تشریح:-

۱..... لفظ رَحْمَة کی تاء سات جگہ دراز لکھی جاتی ہے: (۱) سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۱۸ ﴿أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾۔ (۲) سورہ اعراف آیت نمبر ۵۶ ﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾۔ (۳) سورہ ہود آیت نمبر ۷۳ ﴿رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾۔ (۴) سورہ مریم آیت نمبر ۲ ﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا﴾۔ (۵) سورہ روم آیت نمبر ۵۰ ﴿فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ﴾۔ (۶) سورہ زخرف آیت نمبر ۳۲ ﴿أَنَّهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ﴾۔ (۷) سورہ زخرف آیت نمبر ۳۲ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾۔ (۸) سورہ زخرف آیت نمبر ۳۲ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾۔ (۹) سورہ زخرف آیت نمبر ۳۲ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾۔

(۹۵) نِعْمَتُهَا ثَلَاثُ نَحْلٍ إِبْرَاهِيمَ مَعَا خَيْرَاتٍ عُقُودِ الثَّانِ هَمَّ

ترجمہ:- اس (سورہ بقرہ) میں لفظ نِعْمَت جو نحل میں تین دفعہ ہے، سورہ ابراہیم میں دونوں جگہ اس حال میں کہ (ان سورتوں میں یہ) آخری الفاظ ہیں، اور عَقُود (سورہ مائدہ) میں دوسرا جوہم کے ساتھ ہے۔

ترکیب:- نِعْمَتُ مضاف، ہا مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ مل کر معطوف علیہ، ثَلَاثُ نَحْلِ مضاف بامضاف الیہ بحذف حرف عطف معطوف اوّل، اِبْرَہِمَ مَعَاذِ الْحَالِ حال مل کر بحذف حرف عطف معطوف ثانی، نِعْمَتُہَا معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر ذوالحال، اَخِیْرَاتِ حال، ذوالحال حال سے مل کر پھر معطوف علیہ، عَقُودُ الثَّانِیَ ہَمّ تقدیری عبارت ہے: وَالثَّانِیَ الْکَائِنِ فِیْ عَقُودٍ مَعَ ہَمّ۔ اس میں الثَّانِیَ موصوف الْکَائِنِ شبہ فعل، ضمیر اس کا فاعل، فِیْ عَقُودٍ جار مجرور سے مل کر متعلق، مضاف بامضاف الیہ مفعول فیہ، الْکَائِنِ شبہ فعل اپنے فاعل، مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر الثَّانِیَ کی صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر ماقبل کے لیے معطوف اوّل، اس کے باقی معطوفات اگلے شعر میں مذکور ہیں، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر بتاویل لفظ مبتداء، ثَابِتٌ شبہ فعل محذوف اپنے ضمیر فاعل کے ساتھ مل کر خبر، مبتداء خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تحقیق کلمات: اِبْرَہِمَ مَعَاذِ یعنی سورہ ابراہیم میں دونوں جگہ لفظ نِعْمَت لمبی تاء کے ساتھ ہے۔ اَخِیْرَاتِ، اَخِیْرَةُ کی جمع ہے بمعنی آخر۔ یہ ترکیب کے لحاظ سے تین سورتوں بقرہ، نحل اور ابراہیم سے حال یا صفت واقع ہے، نیز سورہ نحل کی بھی آخری تین جگہوں میں لفظ نِعْمَت وارد ہے، مطلب یہ ہے کہ ان سورتوں میں کے آخر میں جو لفظ نِعْمَۃ ہے وہ لمبی تاء کے ساتھ ”نِعْمَت“ تحریر ہے، لہذا انہی سورتوں کی ابتداء میں جو نِعْمَۃ ہے وہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی ہے۔ عَقُود: چونکہ سورہ مائدہ کے شروع میں عَقُود (عہد و میثاق) کا ذکر ہے، اس لیے اسے عَقُود سے تعبیر کیا۔ الثَّانِیَ ہَمّ یعنی سورہ مائدہ میں وہ دوسرا لفظ نِعْمَۃ جس کا ذکر ہَمّ فَوْم کے ساتھ ہوا ہے وہ لمبی تاء کے ساتھ نِعْمَت تحریر ہے۔

(۹۶) لَقُمْنِ ثُمَّ فَاطِرٌ كَالطُّورِ عِمْرَانُ لَعْنَتْ بِهَا وَالنُّورِ

ترجمہ:- اور سورہ لقمان میں، پھر سورہ فاطر میں (بھی) سورہ طور کی طرح، اور آل عمران میں

(بھی)، لَعْنَتُ جواس (سورہ آل عمران) میں اور سورہ نور میں ہے۔

ترکیب:- لَقْمَنْ بحذف حرف عطف ماقبل کے لیے معطوف ثانی، ثُمَّ عاطفہ فاطر موصوف کائن محذوف ہو ضمیر اس کا فاعل، کاف جارّہ الطّور مجرور، جار مجرور سے مل کر کائن کے متعلق، کائن شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر فاطر کی صفت، موصوف صفت سے مل کر معطوف ثالث، عِمْرَان معطوف رابع، گزشتہ شعر میں موجود معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملنے کے بعد کی ترکیب پچھلے شعر میں گزر چکی۔ لَعْنَتَ بتاویل لفظ مبتدا، ثابِت شبہ فعل محذوف، ہو ضمیر فاعل، بہا جار مجرور مل کر معطوف علیہ واو عاطفہ جارّہ محذوف النور مجرور، ب اپنے مجرور سے مل کر معطوف، بہا اپنے معطوف سے مل کر ثابِت کے متعلق، ثابِت اپنے فاعل و متعلق سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الفاظ زبر کے لیے مفعول بہ واقع ہوں۔

ماقبل دو شعروں کی تشریح:-

۲..... لفظ نِعْمَہ کو ۱۱ جگہ بسی تاء کے ساتھ نِعْمَت لکھا ہے: (۱) سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۱ ﴿وَإِذْ كُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ﴾ - (۲) سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۰۳ ﴿وَإِذْ كُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً﴾ - (۳) سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۱۱ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ﴾ - (۴) سورہ ابراہیم آیت نمبر ۲۸ ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ - (۵) سورہ ابراہیم آیت نمبر ۳۴ ﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا﴾ - (۶) سورہ نحل آیت نمبر ۷۲ ﴿أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ﴾ - (۷) سورہ نحل آیت نمبر ۸۳ ﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا﴾ - (۸) سورہ نحل آیت نمبر ۱۱۴ ﴿وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ - (۹) سورہ لقمان آیت نمبر ۳۱ ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ﴾ - (۱۰) سورہ فاطر آیت نمبر ۳ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذْ كُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾ - (۱۱) سورہ طور آیت نمبر ۲۹ ﴿فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ﴾ - باقی سب جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

۳..... لفظ لَعْنَةُ دو جگہ لمبی تاء کے ساتھ لَعْنَت لکھا ہے: (۱) سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶۱ ﴿فَنَجْعَلُ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ - (۲) سورۃ نور آیت نمبر ۷ ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ - باقی سب جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

(۹۷) وَأَمْرَاتُ يُوسُفَ عِمْرَانَ الْقَصَصُ | تَحْرِيمَ مَعْصِيَتِ بِقَدْ سَمِعَ يُخَصُّ

ترجمہ: اور سورۃ یوسف، آل عمران، قصص اور تحریم میں لفظ امرات اور لفظ مَعْصِيَتِ کو قَدْ سَمِعَ (سورۃ مجادلہ) کے ساتھ مخصوص کیا جاتا ہے۔

ترکیب: — واو عاطفہ امرات بتاویل لفظ مبتدا، فی جارہ محذوف، یوسف معطوف علیہ، عِمْرَانَ بحذف حرف عطف معطوف اول، الْقَصَصُ بحذف حرف عطف معطوف ثانی، تَحْرِيمَ بحذف حرف عطف معطوف ثالث، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر فی محذوف کے لیے مجرور، جار مجرور سے مل کر ثابت شبہ فعل کے متعلق جس میں ہو ضمیر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ مَعْصِيَتِ بتاویل لفظ مبتدا، ب جارہ قَدْ سَمِعَ مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے يُخَصُّ، يُخَصُّ فعل مجہول ہو ضمیر نائب مجہول، فعل مجہول اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تحقیق کلمات: وَأَمْرَاتُ یعنی امرات لمبی تاء کے ساتھ صرف سورۃ یوسف، آل عمران، قصص اور تحریم میں پایا جاتا ہے جبکہ باقی تمام جگہوں میں امراۃ گول تاء کے ساتھ ہے۔ يُخَصُّ یعنی مَعْصِيَتِ بڑی تاء کے ساتھ سورۃ مجادلہ کے ساتھ مخصوص ہے جس کی ابتدا قَدْ سَمِعَ سے ہوتی ہے اور باقی تمام جگہ یہ بھی گول تاء کے ساتھ مَعْصِيَةِ ہی ہے۔

تشریح:

۴..... لفظ امراۃ کو سات جگہ لمبی تاء کے ساتھ امرات لکھا گیا ہے: (۱) سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۵ ﴿إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ﴾ - (۲) سورۃ یوسف آیت نمبر ۳۰ ﴿وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ﴾ - (۳) سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۱ ﴿قَالَتِ امْرَأَتُ

الْعَزِيزِ السَّنَّ حَصْحَصَ الْحَقُّ ﴿۴﴾ - (۴) سورہ قصص آیت نمبر ۹ ﴿وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ﴾ - (۵)، (۶) سورہ تحریم آیت نمبر ۱۰ میں دو مرتبہ ﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ﴾ - (۷) سورہ تحریم آیت نمبر ۱۱ ﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ﴾ - باقی سب جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

۵..... لفظ مَعْصِيَةٍ صرف دو جگہ سورہ مجادلہ میں لمبی تاء کے ساتھ مَعْصِيَةٍ تحریر ہے: (۱) آیت نمبر ۸ ﴿وَيَتَنَجَّوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ﴾ - (۲) آیت نمبر ۹ ﴿فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ﴾ - باقی سب جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

(۹۸) شَجَرَتِ الدُّخَانِ سُنَّتْ فَاطِرٍ	كُلًّا وَالْأَنْفَالِ وَأُخْرَى غَافِرٍ
--	---

ترجمہ: سورہ دُخان میں لفظ شَجَرَتِ، سورہ فاطر میں لفظ سُنَّتْ ہر جگہ اور سورہ انفال اور سورہ غافر میں آخری (لفظ سُنَّتْ)۔

ترکیب: شَجَرَتِ الدُّخَانِ بتاویل لفظ مضاف و مضاف الیہ مبتدا، ثابت شبہ فعل محذوف، ہو ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ سُنَّتْ بتاویل لفظ مضاف، فَاطِرِ ذوالحال، کُلًّا حال، ذوالحال حال سے ملکر معطوف علیہ، الْأَنْفَالِ معطوف اول، أُخْرَى غَافِرٍ مضاف و مضاف الیہ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ثابت شبہ فعل محذوف، ہو ضمیر فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الفاظ زَبَرَ کے لیے مفعول بہ واقع ہوں۔ تحقیق کلمات: سُنَّتْ فَاطِرِ کُلًّا یعنی سورہ فاطر آیت نمبر ۴۳ میں تین دفعہ لفظ سُنَّةَ آیا ہے اور تینوں دفعہ لمبی تاء کے ساتھ سُنَّتْ ہی تحریر ہے۔ أُخْرَى غَافِرٍ یعنی سورہ غافر جس کو سورہ مؤمن بھی کہتے ہیں، اس سورت کی آخری آیت نمبر ۸۵ میں وارد لفظ سُنَّتْ بھی لمبی تاء کے ساتھ ہی ہے۔

تشریح: -

۶..... لفظ شَجَرَةٍ صرف ایک جگہ سورہ دُخان آیت نمبر ۴۳ ﴿إِنَّ شَجَرَتِ الزُّقُومِ﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ”شَجَرَتِ“ لکھا گیا ہے، باقی جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی ہے۔

۷..... لفظ سُنَّة کو پانچ جگہ لمبی تاء کے ساتھ سُنَّت لکھا گیا ہے: (۱) سورہ انفال آیت نمبر ۳۸ ﴿وَإِنْ يَعْزُبُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ﴾ - (۲)، (۳)، (۴) سورہ فاطر آیت نمبر ۴۳ میں تین مرتبہ ﴿فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ، فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا﴾ - (۵) سورہ غافر (مومن) آیت نمبر ۸۵ ﴿سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ﴾ - باقی سب جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی لکھا ہے۔

(۹۹) قُرْتُ عَيْنٍ جَنَّتْ فِي وَقَعْتُ فِطْرَتْ بَقِيَّتْ وَابْنَتْ وَكَلِمَتْ

ترجمہ:- قُرْتُ عَيْنِ، اور سورہ واقعہ میں جَنَّتْ (بھی)، فِطْرَتْ، بَقِيَّتْ، ابْنَتْ اور کَلِمَتْ جو.....

تحقیق کلمات: وَقَعْتُ سے مراد سورہ واقعہ ہے۔

ترکیب:- قُرْتُ عَيْنِ معطوف علیہ، جَنَّتْ موصوف فی جار، وَقَعْتُ مجرور، جار مجرور سے مل کر کائن شہ فعل کے متعلق، هُوَ ضمیر فاعل، شہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شہ جملہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف اول، فِطْرَتْ معطوف ثانی، بَقِيَّتْ معطوف ثالث، واو عاطفہ ابْنَتْ معطوف رابع، واو عاطفہ کَلِمَتْ موصوف، کائن مقدر، اگلے شعر میں اَوْسَطُ الْأَعْرَافِ بتاویل مکان مفعول فیہ، کائن اپنے فاعل ضمیر اور مفعول فیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف خامس۔ معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر مبتدا، ثابِتہ شہ فعل محذوف اپنے فاعل ضمیر سے مل کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ الفاظ زَبَرَ کے لیے مفعول یہ واقع ہوں۔

(۱۰۰) اَوْسَطُ الْأَعْرَافِ وَكُلُّ مَا اخْتَلَفَ جَمْعًا وَفَرْدًا فِيهِ بِالتَّاءِ عُرِفَ

ترجمہ:- سورہ اعراف کے درمیان ہے، اور وہ ہر وہ کلمہ جس میں جمع و مفرد ہونے کے اعتبار سے اختلاف ہوا ہے، اسے (لمبی) تاء کے ساتھ ہی پہچانا گیا ہے۔

شعر نمبر (۹۹) و (۱۰۰) کی تشریح:-

۸..... لفظ قُرَّة صرف ایک جگہ سورہ قصص آیت نمبر ۹ ﴿وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرْتُ عَيْنٍ﴾

لَیْ وَلَکَ ﴿۹﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ”قُرْتُ“ لکھا گیا ہے، باقی جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی ہے۔
 ۹..... لفظ جَنَّة بھی صرف ایک جگہ سورہ واقعہ آیت نمبر ۸۹ ﴿فَرَوْحٌ وَرِیحَانٌ وَجَنَّتْ نَعِیمٌ﴾
 میں لمبی تاء کے ساتھ ”جَنَّتْ“ لکھا گیا ہے، باقی جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی ہے۔
 ۱۰..... لفظ فِطْرَةٍ بھی صرف ایک جگہ سورہ روم آیت نمبر ۳۰ ﴿فِطَرَتِ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا﴾
 میں لمبی تاء کے ساتھ ”فِطَرَتْ“ لکھا گیا، باقی جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی ہے۔
 ۱۱..... لفظ بَقِیَّة بھی صرف ایک جگہ سورہ ہود آیت نمبر ۸۶ ﴿بَقِیَّتِ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّکُمْ﴾ میں لمبی
 تاء کے ساتھ ”بَقِیَّتْ“ لکھا گیا، باقی جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی ہے۔

۱۲..... لفظ ابْنَةٌ بھی صرف ایک جگہ سورہ تحریم آیت نمبر ۱۲ ﴿وَمَرْیَمَ ابْنَتْ عِمْرٰنَ الَّتِیْ
 اٰخَصَّتْ﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ”فِطَرَتْ“ لکھا گیا۔

۱۳..... لفظ کَلِمَةً بھی صرف ایک جگہ سورہ اعراف کے وسط آیت ۱۳۷ ﴿وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ
 الْحُسْنٰی﴾ میں لمبی تاء کے ساتھ ”فِطَرَتْ“ لکھا گیا، باقی جگہ تاء مدورہ کے ساتھ ہی ہے۔
 قوله: وَکُلُّ مَا اٰخْتَلَفَ جَمْعًا وَفَرْدًا فِیْهِ بِالتَّاءِ عُرِفَ کا مطلب:-

جن اسماء میں علامت تانیث ”تاء“ بھی پائی جاتی ہے اور ان کے مفرد جمع پڑھنے
 میں قراء کرام کا اختلاف ہے چنانچہ بعض ان میں سے جمع پڑھتے ہیں اور بعض مفرد، تو ایسے کلمات کو
 ہمیشہ لمبی تاء (بحرورہ مطوّلہ) کے ساتھ لکھتے ہیں، ایسے کلمات سات ہیں: (۱) کَلِمَتٌ، اَعْرَافُ
 کے علاوہ۔ (۲) اَیَّتُ (۳) غَیْبَتُ (۴) غُرُفَاتُ (۵) بَیِّنَتُ (۶) ثَمَرَاتُ (۷) جَمِلَتُ۔

مختلف فیہ کلمات کی تفصیل:

۱- کَلِمَتٌ کے مواقع:- سورہ اعراف آیت نمبر ۱۳۷ میں بالاتفاق مفرد ہے جس کا بیان اوپر آیا،
 اس کے علاوہ چار جگہ مختلف ہے: (۱) سورہ انعام آیت نمبر ۱۱۵ ﴿وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ
 صِدْقًا وَعَدْلًا﴾ (۲) سورہ یونس آیت نمبر ۳۳ ﴿کَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلٰی
 الَّذِیْنَ فَسَقُوْا﴾ (۳) سورہ یونس آیت نمبر ۹۶ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ کَلِمَتُ
 رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ (۴) سورہ غافر (مومن) آیت نمبر ۶ ﴿وَكَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَتُ

رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ﴿۱﴾

۲- ایت کے مواقع:- دو جگہ (۱) سورہ یوسف آیت نمبر ۷ ﴿لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَأَخَوَتِهِ اٰیٰتٍ لِّلْءَاثِلِیْنَ﴾ (۲) سورہ عنکبوت آیت نمبر ۵۰ ﴿وَقَالُوا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ پہلے میں روایت مختلف ہے اور دوسرا بالاتفاق جمع ہے۔

۳- غِیْبَت کے مواقع:- سورہ یوسف میں دو جگہ: (۱) آیت نمبر ۱۰ ﴿لَا تَقْتُلُوا یُوسُفَ وَالْقَوْهَ فِیْ غِیْبَتِ الْجُبِّ﴾ (۲) آیت نمبر ۱۵ ﴿فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهٖ وَاجْمَعُوا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غِیْبَتِ الْجُبِّ﴾

۴- غُرُفَات کے مواقع:- صرف ایک جگہ: سورہ سبا آیت نمبر ۷ ﴿وَهُمْ فِی الْغُرَفَاتِ اِمْنُوْنَ﴾

۵- یَبَّت کے مواقع:- صرف ایک جگہ: سورہ فاطر آیت نمبر ۴۰ ﴿اَمْ اَتٰیْنٰهُمْ کِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی یَبَّتٍ مِّنْهُ﴾

۶- ثَمَرَات کے مواقع:- صرف ایک جگہ: سورہ فصلت (حم السجدة) آیت نمبر ۷ ﴿وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ اَکْمَامِهَا﴾

۷- جِمَلَّت کے مواقع:- صرف ایک جگہ: سورہ مرسلات آیت نمبر ۳۳ ﴿كَانَہُ جِمَلَتٌ صُفْرًا﴾

ترکیب:- اَوْسَطُ الْاَعْرَافِ گزشتہ شعر سے متعلق، واو عاطفہ یا استینافہ کُلُّ مضاف ما

بمعنی شئیء نکرہ موصوفہ (اور مراد اس سے کلمہ ہے) اُخْتَلِفَ فعل مجہول ہو ضمیر ذوالحال، جَمْعًا

وَفَرْدًا معطوف علیہ ومعطوف مل کر حال، ذوالحال حال سے مل کر نائب فاعل، فِیْہ جار مجرور سے مل کر

اُخْتَلِفَ کے متعلق، اُخْتِلَافُ اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شئیء کی صفت،

موصوف اپنی صفت سے مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا، ب جارہ التاء مجرور،

جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم برائے عُرف، عُرف فعل مجہول، ہو ضمیر فاعل، فعل مجہول اپنے

نائب فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تحقیق کلمات: اَوْسَطُ الْاَعْرَافِ: اس سے سورہ اعراف کے وسط آیت ۱۳ مراد ہے۔

كُلُّ مَا اخْتَلَفَ جَمْعًا وَفَرْدًا یعنی ایسے کلمات کہ بعض مصاحف میں جمع مروی ہیں اور بعض میں مفرد تو انہیں لکھتے وقت لمبی تاء ہی استعمال کرتے ہیں۔ ان کلمات کا ذکر تشریح کے تحت آ رہا ہے۔

(۱۷) بَابُ هَمْزِ الْوَصْلِ

ہمزہ وصلی کا بیان

ما قبل سے ربط ظاہر ہے کیونکہ پچھلے باب میں ہائے تانیث کا رسم بیان ہوا تھا تو اس باب میں ہمزہ وصل کا رسم بیان ہو رہا ہے، اس طرح دونوں ابواب کا تعلق قرآن کریم کے رسم الخط سے ہوا۔ اس باب میں تین شعر ہیں جن میں فعل، اسماءِ مطرودہ اور اسماء غیر مصادر کے شروع میں واقع ہونے والے ہمزہ وصل کی حرکت بیان کی جائے گی۔

ترکیب:- بَابُ الخ حسب سابق هذا مبتداء محذوف کی خبر واقع ہے۔

(۱۰۱) **وَابْدَأَ بِهَمْزِ الْوَصْلِ مِنْ فِعْلٍ بِضَمٍّ** **إِنْ كَانَ ثَالِثٌ مِّنَ الْفِعْلِ يُضَمُّ**

ترجمہ:- اور کسی بھی فعل کی ابتدا کر ہمزہ وصلی مضموم کے ذریعے، اگر اس فعل کا تیسرا حرف مضموم ہو۔

تشریح:- اگر ہمزہ وصلی فعل کے شروع میں واقع ہو اور اس فعل کا تیسرا حرف (عین کلمہ) مضموم ہو تو ہمزہ وصلی بھی مضموم ہوگا جیسے اُنْصُرُ، اُنْکُرُمْ۔

ترکیب:- واو استینافیہ ابداً فعل امر، انت ضمیر فاعل، ب جارّہ ہمزہ مضاف، الوصل مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر فعل امر کا متعلق اول، مِنْ فِعْلٍ جار مجرور سے مل کر اسی فعل کا متعلق دوم، بِضَمٍّ جار و مجرور مل کر اسی فعل کا متعلق سوم، فعل امر اپنے فاعل اور تینوں متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء، اِنْ شرطیہ كَانَ فعل ناقص ثَالِثٌ موصوف گائِنّ شبہ فعل، هُوَ ضمیر فاعل، مِنَ الْفِعْلِ جار مجرور مل کر شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر صفت، موصوف صفت سے مل کر فعل ناقص کا اسم، يُضَمُّ فعل مجہول، هُوَ ضمیر

نائب فاعل، فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے مل کر فعل ناقص کی خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے مل کر شرط، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

(۱۰۲) **وَ اُكْسِرُهُ حَالَ الْكُسْرِ وَالْفَتْحِ وَفِي الْأَسْمَاءِ غَيْرِ اللَّامِ كُسْرُهَا وَفِي**

ترجمہ:- اور اس کو کسرہ دے، کسرہ اور فتح کی حالت میں، اور ان اسماء (مصدریہ) میں جو لام تعریف کے بغیر ہوں اس (ہمزہ) کا کسرہ ثابت ہے، اور.....

تشریح:-

وَ اُكْسِرُهُ حَالَ الْكُسْرِ وَالْفَتْحِ: اگر ہمزہ وصلی فعل کے شروع میں واقع ہو اور اس فعل کا تیسرا حرف مکسور یا مفتوح ہو تو ہمزہ وصلی کو مکسور پڑھیں گے جیسے اضرب، احسب، اسمع، افتح۔
وَفِي الْأَسْمَاءِ غَيْرِ اللَّامِ: وہ اسماء جو مصدر ہوتے ہیں اور ان کے شروع میں باب کی علامت کے طور پر ہمزہ وصلی داخل ہو تو وہ ہمزہ وصلی بھی مکسور ہی ہوگا۔ وہ ابواب یہ ہیں: (۱) اِفْتَعَالَ (۲) اِسْتَفْعَالَ (۳) اِنْفَعَالَ (۴) اِفْعِلَالَ (۵) اِفْعِلَالَ (۶) اِفْعِيْعَالَ (۷) اِفْعِيْوَالَ (۸) اِفْعُلَّ (۹) اِفَاعُلَّ (۱۰) اِفْعِنَلَالَ (۱۱) اِفْعِلَلَّ۔

ترکیب:- واو عاطفہ اکسر فعل امر انت ضمیر فاعل، ضمیر مفعول بہ، فی جار محذوف، حال منصوب بنزع الخافض مضاف، الکسر معطوف علیہ، واو عاطفہ الفتح معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر فعل کے متعلق، فعل امر اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔ واو استینافیہ فی جار، الْأَسْمَاءِ موصوف، غَيْرِ اللَّامِ مضاف مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف علیہ، کُسْرُهَا کے بعد واقع جملہ اس کا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر ثابت شبہ فعل محذوف کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل ضمیر اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، کُسْرُهَا مبتدا مؤخر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱۰۳) **إِبْنٍ مَعَ ابْنَةِ امْرِئٍ وَاثْنَيْنِ وَامْرَأَةٍ وَاسْمٍ مَعَ اثْنَيْنِ**

ترجمہ:- ابن بعمہ ابنتہ، امرئ، اثْنین، امرأۃ، اور اسم بعمہ اثْنین میں (بھی ہمزہ

مکسور ہوگا۔

تشریح:- یعنی مذکورہ سات کلمات کے شروع میں بھی ہمزہ وصلی مکسور ہوگا۔

ترکیب:- ابن موصوف، ثابت شبہ فعل محذوف، ہو ضمیر فاعل، مع ابنة مضاف بامضاف الیہ شبہ فعل کے لیے مفعول فیہ، شبہ فعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف علیہ، امری بحذف حرف عطف معطوف اول، واو عاطفہ اثنتین معطوف ثانی، واو عاطفہ امرأہ معطوف ثالث، واو عاطفہ اسم موصوف، ثابت شبہ فعل محذوف، ہو ضمیر فاعل، مع اثنتین مضاف بامضاف الیہ شبہ فعل کے لیے مفعول فیہ، شبہ فعل اپنے فاعل و مفعول فیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف رابع، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر گزشتہ شعر میں فی حرف جر کے لیے مجرور، اس کی باقی ترکیب گزر چکی۔

ہمزہ وصلی و ہمزہ قطعی کے قواعد

ہمزہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) ہمزہ قطعی (۲) ہمزہ وصلی۔

ہمزہ قطعی کی تعریف:- ہر وہ ہمزہ جو ابتداء اور وصل ہر حال میں باقی رہتا ہے جیسے اَکْرَمَ، اَسْمَعُ وغیرہ۔

ہمزہ وصلی کی تعریف:- ہر وہ ہمزہ جو ابتداء میں باقی رہتا ہے اور درمیان کلام میں حذف ہو جاتا ہے جیسے اقْتَرَبَ، اَسْتَمِعَ۔

قاعدہ نمبر (۱):- لام تعریف کا ہمزہ وصلی اور مفتوح ہوتا ہے جیسے الرَّجُلُ، الَّذِي وغیرہ۔ لام تعریف کے علاوہ سات اسموں کا ہمزہ بھی وصلی ہوتا ہے لیکن وہ مکسور ہے، وہ سات اسم یہ ہیں:

(۱) ابْنُ (۲) ابْنَةُ (۳) امْرُؤُ (۴) اثْنَيْنِ (۵) امْرَأَةٌ (۶) اِسْمُ (۷) اثْنَتَيْنِ۔

قاعدہ نمبر (۲):- ہمزہ وصلی اگر کسی فعل کے شروع میں ہو تو اس فعل کے تیسرے حرف کی حرکت کو دیکھا جائے گا، اگر ضمہ اصلی کے ساتھ مضموم ہو تو ہمزہ بھی مضموم ہوگا جیسے اَدْخُلْ۔ اگر وہ مفتوح،

مکسور ہو یا اس کا ضمہ غیر اصلی (مبدل) ہو تو ہمزہ مکسور ہوگا جیسے افْتَحْ، اضْرِبْ، اِرْمُوا۔

قاعدہ نمبر (۳): - ہمزہ قطعی کی حرکت اپنی اصل وضع پر رہتی ہے، جیسے اِذْ، اُکْرَمَ وغیرہ۔
 قاعدہ نمبر (۴): - آٹھ قسم کے کلمات میں ہمزہ قطعی ہوتا ہے: (۱) واحد متکلم کا ہمزہ جیسے اَسْمَعُ۔
 (۲) باب افعال کا ہمزہ چاہے مصدر میں ہو یا ماضی یا امر میں جیسے ذی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ،
 اَجْمَعُوا، اَنْفِقُوا۔ (۳) جمع کا ہمزہ جیسے اَوَلِیَاءُ، اَغْنِیَاءُ۔ (۴) فعل تعجب کا ہمزہ جیسے مَا
 اَحْسَنَهُ۔ (۵) استفہام کا ہمزہ جیسے اَءْ نَذَرْتَهُمْ۔ (۶) اسم تفصیل کا ہمزہ جیسے اَکْثَرُ۔ (۷)
 عِلْم کا ہمزہ جیسے اِذْمُ، اِذْرِیْسُ۔ (۸) مبنی کا ہمزہ جیسے اِذْ وغیرہ۔

(۱۸) بَابُ الرُّومِ وَالْاِشْمَامِ

رُومِ وَاِشْمَامِ کا بیان

(ادائیگی کے اعتبار سے وقف کی اقسام)

’بَابُ مَعْرِفَةِ الْوُقُوفِ‘ کے تحت وقف اور ابتداء کے احکام بیان ہوئے تھے جس میں تفصیل کے ساتھ وقف کے مواقع بیان کیے گئے تھے، لیکن وقف کی کیفیت بیان نہیں ہوئی تھی۔ اب وصل قطع اور رسم الخط کے دیگر متعلقات کے بیان کے بعد وقف کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے کیونکہ وقف اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ سے قطع کے بہت قریب ہے اور رسم الخط سے بھی اس کا گہرا تعلق ہے۔

اس باب میں دو شعر ہیں جن میں وقف بالرُّوم اور وقف بالاشمام کے احکام مذکور ہیں۔
 کیفیت اور ادا کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں: (۱) وقف بلاسکان (۲) وقف بلابدال (۳) وقف بالرُّوم (۴) وقف بالاشمام۔

۱- وقف بالاسکان کی تعریف: - لغوی معنی ”ساکن کرنا، ٹھہراتا“۔ اصطلاحی معنی: ”کلمہ کے آخری متحرک حرف کو ساکن کر دینا“ یعنی جب کلمہ کے آخری حرف پر ایک ہی حرکت (زبر، زیر، پیش) ہو تو اس کو ساکن کر کے پڑھنا جیسے اَللّٰہُ پر وقف کر کے اَللّٰہُ اور الرَّحْمٰنُ پر وقف کر کے الرَّحْمٰنُ پڑھیں۔ وقف بالاسکان تنوین پر نہیں ہوتا۔

فائدہ:- وقف بالاسکان میں آخری حرف کے مخرج اور صفات بالخصوص راء میں تکریر اور دیگر حروف میں ہمس کا خاص خیال رکھنا چاہیے، اسی طرح اگر وہاں پر مدّ ہو رہا ہو تو مد کی قسمیں پہچاننا ضروری ہے۔

۲- وقف بالاببدال کی تعریف:- لغوی معنی ”بدلنا“۔ اصطلاحی معنی: ”کلمہ کے آخری حرف کے دو زبر کو الف سے اور تاء مدّ و رة (گول تاء) کو ہاء ساکنہ سے بدل کر وقف کرنا“ جیسے اَبَدُ سے اَبَدَا اور قِيَمَةُ سے قِيَمَةُ۔

۳- وقف بالزّوم کی تعریف:- لغوی معنی ”قصد و ارادہ کرنا“۔ اصطلاحی معنی: ”کلمہ کے آخری حرف کی ایک تہائی حرکت ادا کر کے وقف کرنا“ جیسے قَبْلُ، مَالِكٌ وغیرہ۔

فائدہ:- وقف بالزّوم صرف کسرۃ اصلی یا ضمّۃ اصلی میں ہوتا ہے، کسرۃ عارضی، ضمّۃ عارضی اور فتح یا نصب میں زّوم جائز نہیں۔ زّوم کا مقصد صرف مخاطب کے سامنے حرکت کا اظہار کرنا ہوتا ہے تاکہ اسے کسرۃ اصلی یا ضمّۃ اصلی کا علم ہو سکے اور اس کو صرف قریب بیٹھا ہوا ہی سمجھ سکتا ہے۔

۴- وقف بالاشام کی تعریف:- لغوی معنی ”سو نگھانا“۔ اصطلاحی معنی ”کلمہ کے آخری مضموم حرف پر وقف کرتے ہوئے ہونٹوں کو گول کر کے ضمّہ کی طرف اشارہ کرنا“ جیسے یُرِيْدُ، رَحِيْمٌ وغیرہ۔

فائدہ:- وقف بالاشام صرف ایک پیش یا دو پیش میں ہوتا ہے۔ وقف بالاشام کا مقصد بھی مخاطب کو یہ بتانا ہوتا ہے کہ اس حرف پر ضمّۃ اصلی ہے۔

ترکیب:- باب..... الخ حسب سابق مضاف ومضاف الیه هَذَا مبتداء محذوف کی خبر ہے۔

(۱۰۴)	وَحَاذِرِ الْوَقْفِ بِكُلِّ الْحَرَكَةِ	إِلَّا إِذَا رُمْتَ فَبَعْضَ الْحَرَكَةِ
-------	---	--

ترجمہ:- اور مکمل حرکت کے ساتھ وقف کرنے سے بچ مگر جب تو زّوم کرے تو پھر کچھ حرکت ادا کرو۔

تحقیق کلمات: حَاذِرٌ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب مفاعلة بمعنی ڈرنا، بچنا، احتیاط کرنا۔ رُمْتَ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی قصد و ارادہ کرنا۔

فَبَعْضَ الْحَرَكَةِ: یہاں ابتدائی عبارت محذوف ہے یعنی فَأَذِ بَعْضَ الْحَرَكَةِ يَأْتِ بِبَعْضِ الْحَرَكَةِ۔

ترکیب:- واوَ استینافیہ حاذِرُ فعل امر اَنْتَ ضمیر فاعل، الوَقْفَ مصدر، ب جارّہ کُلّ مضاف، الحَرَکَہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار مجرور سے مل کر متعلق الوَقْفَ مصدر کے، مصدر اپنے متعلق سے مل کر حاذِرُ کا مفعول یہ، فِی جَمِیعِ الْأَوْقَاتِ محذوف مستثنیٰ منہ، اِلَّا حرف استثناء، اِذَا ظَرَفِہ مضمّن معنی شرط رُمْتَ فعل اَنْتَ ضمیر فاعل، اس کا متعلق اگلے شعر میں مذکور ہے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شرط، فاء جزائیہ اِذَا فعل امر محذوف، اَنْتَ ضمیر فاعل، بَعْضَ مضاف، الحَرَکَہ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول یہ، اِذَا فعل اپنے فاعل و مفعول یہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر مستثنیٰ، فِی جَمِیعِ الْأَوْقَاتِ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر حاذِرُ کے متعلق، فعل اپنے فاعل، مفعول یہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۱۰۵) اِلَّا بِفَتْحٍ اَوْ بِنَصْبٍ وَّ اَشْمُ اِشَارَةُ بِالضَّمِّ فِی رَفْعٍ وَّ ضَمِّ

مگر فتح یا نصب میں نہیں، اور رفع و ضمہ میں ضمہ کا اشارہ کرتے ہوئے اِشام کر۔

تحقیق کلمات: اِلَّا بِفَتْحٍ اَوْ بِنَصْبٍ: تقدیری عبارت ہے: بِجَمِیعِ الْحَرَکَاتِ اِلَّا بِفَتْحٍ اَوْ بِنَصْبٍ۔ اَشْمُ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر از باب افعال بمعنی دوسرے کو سونگھانا۔

ترکیب:- اِلَّا حرف استثناء، ب جارّہ فَتْحَ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف علیہ اَوْ عاطفہ ب جارّہ نَصْبٍ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ محذوف یعنی بِجَمِیعِ الْحَرَکَاتِ، مستثنیٰ منہ و مستثنیٰ مل کر ماقبل شعر میں داخل جس کی ترکیب اوپر گزر چکی۔ واوَ عاطفہ اَشْمُ فعل امر اَنْتَ ضمیر ممیز، اِشَارَةُ مصدر ب جارّہ الضَّمِّ مجرور، ہمارا اپنے مجرور سے مل کر اِشَارَةُ کے متعلق، مصدر اپنے متعلق سے مل کر ممیز کے لیے تمیز، ممیز تمیز مل کر فاعل، فِی جار رَفْعٍ وَّ ضَمِّ معطوف علیہ و معطوف مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر اَشْمُ کے متعلق، اَشْمُ اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

تشریح:-

وقف کے معنی ہیں قَطْعُ النَّفْسِ یعنی سانس توڑنا۔ اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ جس حرف

پر وقف کیا جا رہا ہے اس کے آخری حرف کی حرکت مکمل ختم کر دی جائے اور اسے ساکن کر کے پڑھا جائے مگر وقف بالروم اور وقف بالاشام میں ایک تہائی حرکت ظاہر کر کے وقف کیا جاتا ہے۔
حَاذِرِ الْوَقْفِ بِكُلِّ الْحَرَكَهٖ: یعنی کسی بھی وقف میں حرکت کی بالکل ادائیگی نہیں ہوتی صرف روم و اشام میں حرکت کا معمولی سا اظہار ہوتا ہے۔

بِكُلِّ الْحَرَكَهٖ: میں حرکت کی بالکل نفی مقصود ہے چاہے کم ہو یا زیادہ۔ یہ مقصد نہیں کہ کسی بھی وقف میں پوری حرکت نہ ہو بلکہ تھوڑی بہت حرکت ہر وقف میں باقی رہنی چاہیے کیونکہ اس صورت میں وقف بالروم و اشام کے استثناء کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

فَبَعْضُ الْحَرَكَهٖ: یعنی روم میں کچھ حرکت ہونی چاہیے جس کی مقدار ایک تہائی ہے۔
إِشَارَةٌ بِالضَّمِّ: اشام میں ہونٹ کو اتنا گول کریں کہ صرف ضمہ کا اشارہ ہو جائے، اتنا گول نہ کریں کہ واؤ بن جائے۔

﴿رُمُوزِ لِعِنِّ اِشَارَاتِ اَوْقَافِ قرآنِ مجید﴾

[قرآن مجید کے مشہور و معروف نسخوں سے معمولی وضاحت کے ساتھ افادہ قارئین کے لیے اخذ کیا جا رہا ہے]

ہر ایک زبان کے اہل زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے، کہیں نہیں ٹھہرتے۔ کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ۔ اس ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے۔ اسی لیے اہل علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی علامتیں مقرر کر دی ہیں جن کو رُمُوزِ اَوْقَافِ قرآنِ مجید کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ان رُمُوز کو ملحوظ رکھیں۔ اور وہ یہ ہیں:

0 جہاں بات پوری ہو جاتی ہے، وہاں چھوٹا سا دائرہ لکھ دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول ت ہے جو بصورت لکھی جاتی ہے اور یہ وقف تام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہیے۔ اب ؕ تو نہیں لکھی جاتی، بلکہ چھوٹا سا حلقہ ڈال دیا جاتا ہے، اس کو آیت کہتے ہیں۔

م یہ وقف لازم کی علامت ہے۔ اس پر ضرور ٹھہرنا چاہیے۔ اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے

کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے۔ اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہیے۔ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ اٹھو، مت بیٹھو۔ جس میں اٹھنے کا حکم اور بیٹھنے کی ممانعت ہے۔ تو 'اٹھو' پر ٹھہرنا لازم ہے۔ اگر ٹھہرنا نہ جائے تو اٹھو، مت بیٹھو ہو جائے گا، جس میں اٹھنے کی ممانعت اور بیٹھنے کے حکم کا احتمال (امکان، تردد) ہے اور یہ قائل (کہنے والا) کے مطلب کے خلاف ہو جائے گا۔

ط یہ وقف مطلق کی علامت ہے، اس پر ٹھہرنا چاہیے، مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور بات کہنے والا ابھی اور کچھ کہنا چاہیے۔

ج یہ وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔
ز یہ وقف مجوز کی علامت ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص یہ وقف مرخص کی علامت ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہیے، لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت (اجازت) ہے۔ معلوم رہے کہ ص پر ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

صلیٰ یہ الوصل اولیٰ کا اختصار ہے، یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق یہ قیل علیہ الوقف کا اختصار ہے، یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیے۔

صل یہ 'قد یوصل' کی علامت ہے یعنی (مفہوم کے قصد کے لحاظ سے) یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے کبھی نہیں، لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف یہ لفظ قف ہے جس کے معنی ہیں ٹھہر جاؤ۔ یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

س یا سکتہ یہ سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں کسی قدر ٹھہرنا چاہیے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفہ یہ لمبے سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہیے لیکن سانس نہ توڑے۔ سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے اور وقفہ میں زیادہ۔

لا 'لا' کے معنی 'نہیں' کے ہیں، یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر، عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ آیت کے اوپر ہو تو اختلاف ہے، بعض کے نزدیک ٹھہرنا چاہیے۔ بعض کے نزدیک نہ ٹھہرنا چاہیے، لیکن ٹھہرا جائے

یا نہ ٹھہرا جائے دونوں صورتوں میں مطلب کے سمجھنے میں خلل واقع نہیں ہوتا۔
 ک یہ 'كَذَلِكَ' کی علامت ہے یعنی جو رمز (اشارہ) پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔ مثلاً
 پہلے 'م' آیا تھا اور اب 'ك' تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہاں پر بھی 'م' کا اشارہ ہے
 اور یہ وقف لازم ہے۔

فائدہ:- یہ تمام علامات اکثری ہیں، کلی نہیں۔ قرآن کریم کے معانی و مفاہیم سے واقفیت رکھنے
 والے اہل علم حضرات محل وقف پہ غور کر کے وقف کی ضرورت یا عدم ضرورت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں،
 البتہ عام حضرات کو چاہیے کہ مذکورہ بالا رموز و اشارات کی پابندی کریں۔

خَاتِمَةُ الْكِتَابِ

اختتام کتاب

جب مقاصد کتاب پورے ہو گئے تو ناظم، کتاب کا اختتام فرما رہے ہیں۔

ترکیب:- خَاتِمَةُ الْكِتَابِ، اس سے پہلے هَذَا مبتدا محذوف ہے اور یہ جملہ مضاف
 بامضاف الیہ اسی مبتدا کی خبر واقع ہے۔

(۱۰۶) وَقَدْ تَقْضَىٰ نَظْمِي الْمُقَدِّمَةُ	مِنِّي لِقَارِيءِ الْقُرْآنِ تَقْدِيمُهُ
--	--

اور تحقیق ختم ہوا میرا اس مقدمہ کو نظم کرنا (اور یہ) میری طرف سے قرآن مجید کے
 پڑھنے والے کے لیے ایک تحفہ ہے۔

تحقیق کلمات: تَقْضَىٰ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب تفعل بمعنی اختتام
 ہو جانا۔ نَظْمِي مصدر مضاف الی الفاعل، از باب ضرب بمعنی پرونا، نثر کو منظوم (شعر) بنانا۔
 الْمُقَدِّمَةُ سے مراد یہ کتاب ہے جو اشعار کی صورت میں منظوم کرنا ہے۔ تَقْدِيمُهُ مصدر از باب
 تفعل بمعنی آگے رکھنا، مراد تحفہ پیش کرنا ہے۔

ترکیب:- واو استینافیہ قَدْ برائے تحقیق تَقْضَىٰ فعل نظم مصدر مضاف یا ضمیر متکلم مضاف

الیہ الْمُقَدَّمَة مصدر کے لیے مفعول بہ، مصدر اپنے فاعل مضاف الیہ اور مفعول بہ سے مل کر فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ہٰی ضمیر مبتدا محذوف، مِّنْیَ جار مجرور مل کر متعلق اول مقدم تَقْدِمَة مصدر کے، لام جارہ قَارِیءِ الْقُرْآنِ مضاف بامضاف الیہ مجرور، جار مجرور سے مل کر مصدر کے لیے متعلق دوم، تَقْدِمَة مصدر اپنے دونوں متعلقوں سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

(۱۰۷) أَبْيَاتُهَا قَافٌ وَزَائِيٌّ فِي الْعَدَدِ مَنْ يُحْسِنُ التَّجْوِيدَ يَظْفَرُ بِالرُّشْدِ

ترجمہ:- اس کے اشعار گنتی کے اعتبار سے قاف اور زاء ہیں۔ جو شخص تجوید میں کمال حاصل

کرے گا وہ ہدایت کے لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

تحقیق کلمات: ابیات: بیت کی جمع بمعنی شعر۔ قاف و زائی سے مراد حرف قاف اور زاء کے برابر گنتی ہے۔ يَظْفَرُ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب سمع بمعنی کسی چیز کے حصول میں کامیاب ہو جانا۔

ترکیب:- ابیات مضاف، ہا ضمیر مضاف الیہ، مضاف و مضاف الیہ مل کر مبتدا، قاف معطوف علیہ واو زائی معطوف، معطوف علیہ و معطوف مل کر میمز، ثابِتَانِ شبہ فعل محذوف، ہما ضمیر فاعل، فی جار، العدَدِ مجرور، جار مجرور سے مل کر شبہ فعل کے متعلق، شبہ فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر میمز کے لیے تمیز، میمز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ مَنْ شرطیہ یُحْسِنُ فعل ہو ضمیر فاعل التَّجْوِيدَ مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر شرط، يَظْفَرُ فعل ہو ضمیر فاعل، ب جارہ الرُّشْدِ مجرور، جار مجرور سے مل کر فعل کے متعلق، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جزاء، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

تشریح:-

”اَبْجَدُ“ ایک فن کا نام ہے جس میں ہر حرف کی گنتی مقرر کی گئی ہے اور پھر اصل تعداد بتانے کے بجائے اس کے برابر حرف ذکر کر دیا جاتا ہے، اب چونکہ اَبْجَد میں قاف مساوی ہے سو ۱۰۰ کے اور زاء مساوی ہے سات ۷ کے تو مصنف نے بجائے ”اشعار ایک سو سات ہیں“ کہنے کے تلافی

کے طور پر حرف ذکر کر دیئے تاکہ طالب علم ابجد کی خاص اصطلاح سے بھی روشناس ہو جائے۔
 مَنْ يُحْسِنِ التَّجْوِيدَ يَظْفَرُ : یقینی بات ہے کہ جو شخص علم تجوید میں مہارت پیدا کرے گا اور
 قرآن مجید کو اس کے تمام آداب کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کرے گا وہ ضرورت ہدایت حاصل
 کرے گا۔ انہی اشعار پر کتاب مکمل ہو چکی، آگے کے ذو شعر مصنف کے کسی شاگرد یا کتاب کے
 قاری کی طرف سے اضافہ کردہ ہیں۔ یہ بھی خارج از امکان نہیں کہ خود مصنف نے ہی از راہ تبرک
 اضافہ کر دیا ہو۔ واللہ اعلم

حروف ابجد کی تفصیل اور ان سے تاریخی نام رکھنے کا طریقہ

حروف ابجد دراصل عربی کے حروف تہجی ہیں لیکن چونکہ مروجہ ترتیب کے لحاظ سے ان کا پہلا ٹکڑا
 لفظ ”ابجد“ بنتا ہے اس لیے یہ ابجد کے نام سے ہی معروف ہیں، ان حروف میں الف اور ہمزہ کو ایک
 شمار کیا جاتا ہے۔ ذیل میں ان کی ترتیب اور ہر ایک حرف کے نیچے اس کا مقررہ عدد بیان کیا جاتا ہے:

ا ب ج د	ه و ز	ح ط ی
۱ ۲ ۳ ۴	۵ ۶ ۷	۸ ۹ ۱۰
ک ل م ن	س ف ف ص	ق ر ش ث
۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰	۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰	۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰
ث خ ذ	ض ظ غ	
۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰	۸۰۰ ۹۰۰ ۱۰۰۰	

جب کسی کا ہر تہجی نام رکھنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس سن تاریخ یا مہینہ یا دن کو وہ
 کام مکمل ہو یا کسی کی پیدائش ہوئی تو اس دن، مہینہ یا سن تاریخ کی گنتی کے مطابق حروف کو جوڑ کر
 کوئی اچھا سا نام تجویز کر لیا جائے۔ ابجد کے مطابق نام رکھنا شرعاً ضروری یا مستحب نہیں بلکہ شرعی
 طور پر اچھے اور بامعنی الفاظ سے نام رکھنے کی ترغیب ہے۔

ثاقین علم حدیث کے لیے بیش بہا تحفہ
اصول حدیث پر بصیرت افروز کتاب

تہسیل علوم حدیث

شرح اردو

تیسرے مصطلح الحدیث

وفاق المدارس العربیہ کے نصاب کے عین مطابق

خصوصیات

• عبارت پر اعراب • آسان ترجمہ • لغوی و اصطلاحی تحقیق • مکمل تشریح • مفید اضافہ

مترجم و شارح
مفتی فیض ان الرحمن کمال صاحب
مدرسہ خلفائے راشدین
(شاخ) جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

تصنیف
شیخ ذاکر محمود الطحان
اسلامی یونیورسٹی، مدینہ منورہ
مدرسہ خلفائے راشدین شاخ

المسروۃ پبلشرز
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ادارۃ الرشید
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
021-34928643
0321-2045610

المسروۃ پبلشرز
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی